قرآنی ریاست، معیشت اور ثقافت

مصنف: حاجی افتخار احمد شیخ کشمیری
ایڈووکیٹ ہائیکورٹ

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب: قرآنی، ریاست، معیشت اور ثقافت

مصنف: حاجی افتخار احمد شیخ کشمیری ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

اشاعت اوّل: 2004ء

تعداد: 1000

مطبع: شرکت پرنٹنگ پریس لاہور

ہدیہ: 250روپے

کمپوزنگ: عارف علی عارف۔ ہاٹ میل کمپوزنگ اینڈ ڈیزائنگ سنٹر گجرات۔arifaliarif@yahoo.com

ملنے کا پتہ: کشمیر لاء چیمبر کچہری گجرات

12-4-04

Marfat.com

قرآنی ریاست، معیشت اور ثقافت

فکر و تحریر
حاجی افتخار احمد شیخ کشمیری
ایڈووکیٹ ہائی کورٹ
ڈسٹرکٹ کورٹس گجرات

Marfat.com

انتساب

میں اپنی اس کاوش کومحبوب خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام منسوب کرتا ہوں جنہوں نے اللہ تعالےٰ کے پیغام کوعملی جامہ پہنا کر انسانیت کی بہتری کیلئے کام کیا۔ میں اس کتاب کو پاکستان کے سابق وزیر اعظم، اسلامی کانفرنس کے چیئرمین اور ایٹم بم کے خالق ذوالفقار علی بھٹو کے نام منسوب کرتا ہوں جنہوں نے اسلامی نظام کے نفاذ اور مسلمانوں کو پوری دنیا میں مضبوط اور طاقتور بنا کر غلبہ اسلام کا آغاز کیا۔

میں اس کتاب کومسلمانوں کے محسن اور ایٹم بم کے موجد ڈاکٹر عبدالقدیر خاں کے نام منسوب کرتا ہوں جنہوں نے ذوالفقار علی بھٹو کے خواب کوعملی جامہ پہنانے میں بھرپور تعاون کیا۔

ان باذوق قارئین کے نام جو اسباب زوال و انحطاط اور اس گرداب سے بچ نکلنے کی راہ تلاش کرتے ہیں۔

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	اسلام، دین یا مذہب	15
2	نفاذِ اسلام کی راہ میں رکاوٹ کون	25
3	سلسلۂ نبوّت	32
4	خلافت	65
5	اسلام میں سیاست کا مفہوم اور سیاسی پارٹیوں کی حیثیت	95
6	مسلمانوں کے روزے فضیلت کیوں کھو بیٹھے	103
7	اسلامی ماہ و سال قرآن کی نظر میں	119
8	نکاح وطلاق کے قرآنی اصول	141
9	قرآنی اصول وراثت	211
10	قلب، طب اور قرآن کی نظر میں	243
11	بیرونی قرضہ جات بمعہ سود کی ادائیگی اور ملک بچانے کا انقلابی فارمولہ	256
12	فکرِ آخرت	264

Marfat.com

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

مری انتہائے نگارش یہی ہے
ترے نام سے ابتدا کر رہا ہوں!

Marfat.com

ذخیرہ
لاہور
پاکستان

غرضِ مصنّف

میرا مقصد شعور و آگاہی قرآن ہے۔
چاہتا میں یہ ہوں۔ کہ ہر مسلمان قرآن مجید کو سوچ کر سمجھ کر پڑھے۔
غور و فکر کرے اور قرآن کے اصل مطلب اور روح تک پہنچے۔
مسلمانوں کے موجودہ زوال وانحطاط و شکست
بے بسی و بے کسی کی وجہ کیا ہے۔
صاف ظاہر ہے کہ ہمارے مذہبی علماء کرام جو کہ صرف مذہبی تعلیم کا کھیل کھیل
کر مسلمانوں کو دنیاوی علم و مادی ترقی سے دور رکھ کر
یہود و نصاریٰ سازش میں ممد و معاون ثابت ہو رہے ہیں۔
اور مسلمان نے اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور راہ کو کھو کر یہودی و انصاریٰ کی سازش کے
تحت دکھائی گئی مذہبی تعلیم اور راہ کو ہی اصل منزلِ مقصود سمجھ کر دین و دنیا میں ناکامی کو

Marfat.com

لیا ہے۔

التجا میری ان سب سے ہے۔ جو قرآن پر سوچ، سمجھ غور و فکر کرنے اور اللہ تعالیٰ کے گم گشتہ رستوں اور تعلیم کو تلاش کی کوشش میں ہیں۔

مسلمانوں کو خواب سے بیدار کرنے اور اللہ تعالیٰ کی راہ اور تعلیمات پر چلنے کیلئے مزید کوششیں کریں۔

Marfat.com

قرآن اور آپ کا گھر

☆ کیا آپ کے گھر میں قرآن پڑھا جاتا ہے؟

☆ بالغ افراد میں سے کتنے ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں؟

☆ بچوں میں سے کتنے قرآن مجید پڑھتے ہیں؟

☆ کیا بچوں کو قرآنی قصص و واقعات سنائے جاتے ہیں؟

☆ کیا گھر میں قرآن کی آیات اور احکام پر باتیں ہوتی ہیں؟

☆ بڑوں اور بچوں کو قرآن میں سے کیا کچھ یاد ہے؟

☆ بڑوں یا بچوں میں سے قرآن کا مفہوم سمجھنے یا ترجمہ جاننے والا بھی کوئی ہے؟

☆ کیا گھر میں قرآن کو سمجھنے کے لیے کچھ کتابیں موجود ہیں؟

(مثلاً ترجمے، تفسیریں، قرآنی مضامین و مقالات)

☆ کیا قرآنی آیات یا ان کے تراجم کے کتبے دیواروں پر آویزاں ہیں؟

☆ کیا گھر کے مرد یا خواتین کسی حلقہ درس قرآن میں حصہ لیتی ہیں؟

Marfat.com

محض آپ کے غور وخوض کے لیے
حقیقت کھول کر دیکھئے

Marfat.com

اظہار تشکّر

میں جناب! شیخ محمد حنیف ایڈووکیٹ گجرات مصنّف ضوابط اسلامی اور عصر حاضر کا مسلمان کے تعاون کا بے حد شکر گزار ہوں جو انہوں نے اس کتاب کی تکمیل کے سلسلے میں فراہم کیا۔ تحقیقی مضامین کو کتابی شکل دینے کیلیئے بتایا کہ تحقیق و تحریر کا یہ کام قوم کی امانت ہوتی ہے۔ اس امانت کو اصلی حقداران تک پہنچانے کی کوشش کریں۔

سو آج یہ کتاب ان کی تحریک و تعاون سے آپ کے سامنے ہے۔

Marfat.com

عرضِ مصنّف

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی آج سے صدیوں پہلے جن کائناتی علوم کی حقیقت سے آگاہی دی۔ آج کی سائنس تحقیق و تجربہ سے صحیح ثابت کر رہی ہے ۔ مگر ہمارے مذہبی مفکر (مولوی) نے دین کو صرف نماز، روزہ کی تلقین تک ہی محدود سوچنے ، دیکھنے اور غور وفکر کرنے ، مادی ترقی حاصل کرنے کا تو مولوی کو خدا واسطے کا ویر ہے۔

دنیاوی علوم، مادی ترقی اور غور وفکر کو اسلام کی روح کے ہی خلاف انسانی ذہنوں میں بری طرح بٹھا کر خوف پیدا کر دیا ہے۔ کہ خود کو مولوی کا اصلی مسمان سمجھ کر اس راہ تو ہی ترک کر دیا ہے۔

مجھے اس کتاب لکھنے کی کیوں ضرورت محسوس ہوئی۔ تحریر کا مقصد صرف یہ جاننا ہے۔ کہ

مذہب امت مسلمہ کی ترقی کی راہ میں حاصل ہے۔ یا کوئی اور اسباب

Marfat.com

مسلمان زوال پذیر کیوں ہے۔ پسماندہ کیوں ہے۔

مسلمان کا حال بے حال اور مستقبل تنگ و تاریک کیوں ہے۔

مسلمان زیر عتاب کیوں ہے۔

آج کا مسلمان ذلت کے گرداب میں پھنسا جا رہا ہے۔ یہ بھوک سے مر رہا ہے خوارک کیلئے غیروں کا محتاج نظر آتا ہے۔ دفاع کیلئے اسلحہ نہیں ہے اسلحہ کیلئے غیروں کے آگے ہاتھ جوڑتا ہے اپنی حفاظت کیلئے کافر کو منت سماجت کر کے اپنے پاس بیٹھا کر فخر محسوس کرتا ہے۔ انصاف کیلئے غیروں کے دروازہ پر جاتا ہے۔

اللہ تعالٰی نے ہمارے ملک کو بے شمار نعمتوں سے مالا مال کیا ہے۔ مگر حالت یہ ہے کہ مغرب والے جنکو مسلمان بڑی اکڑ سے کافر کہتا ہے۔ ہر طرح سے زندگی سے لطیف اندوز ہو رہا ہے۔ لیکن مسلمان بد سے بدتر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ان حالات میں یا تو یہ مان لیا جائے کہ علم و ترقی کے لحاظ سے اسلام دنیا کی ضرورتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اسلامی مادہ سال تک کو مسلمان اپنے روزمرہ کی زندگی میں رائج کرنے کی جرات و ہمت نہیں کرتا۔ ان پر انحصار کیا ہی نہیں جا سکتا ہے۔ کیا اسلام مکمل ضابطہ حیات نہیں ہے۔

اصل دین کیا ہے، ذلت یا قوت

وہ لوگ جو اس ساری صورت حال کے ذمہ دار ہیں۔ جن نے دین کو غلط رنگ دیکر پیش کیا ہے۔ اصل حقیت تک پہنچنے کی راہ میں مختلف حیلوں بہانوں سے راستے ہی بدل دیئے ہیں۔ جب کوئی واضح جواب پیش کرنے سے قاصر نظر آتا ہے تو دل کڑھتا

Marfat.com

ہے۔

مصنف کے سامنے صرف ایک رستہ ہے۔ کہ آج اگر تمام اسلامی ملک متحد ہو کر اقتدار کی ہوس چھوڑ کر ہر طرح کی خود انحصاری حاصل کر لیں تو وہ دنیا کے ترقی یافتہ ملکوں کی گرفت سے آزاد ہو سکتے ہیں۔ جن ترقی یافتہ ملکوں نے معاشی چکر میں مسلمانوں کی تعلیم اور حقیقی آزادی چھین لی ہے۔ ان کے اس راستہ کو ہی بدل کر رکھ دیا ہے۔

کوشش یہ ہے کہ مسلمان کی ڈوبتی ناؤ میں طاقت حیات پیدا کی جاوے تا کہ وہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے۔

Marfat.com

اسلام دین یا مذہب

Marfat.com

Marfat.com

اسلام دین یا مذہب

لوگ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں تقسیم ہند کے وقت مسلمان لوگ بھی میدان عمل میں آ گئے ۔ان میں پٹھان بھی تھے۔خنجر ہاتھ میں لہراتے ہوئے جو شخص بھی نظر آتا پکڑ لیتے اور حکم دیتے کہ کلمہ پڑھو۔جو کوئی بھی کلمہ نہ پڑھ سکتا اسے فوراً خنجر گھونپ کر مار دیتے کہ کلمہ بھی نہیں آتا۔تمہیں تو زندہ رہنے کا کوئی حق ہی نہیں ہے۔کئی لوگ اس طرح مارے گئے ۔کہتے ہیں کہ ایک آدمی کو جب پٹھان نے پکڑ لیا اور کہا کہ کلمہ پڑھو نہیں تو میں خنجر مار کر ہلاک کر دونگا۔ اس آدمی نے پٹھان سے عرض کی۔ خان صاحب کلمہ تو مجھے نہیں پڑھنا آتا۔آپ مجھے پڑھائیں میں پڑھ دیتا ہوں۔ پتہ ہے خان صاحب نے جواب کیا دیا! خان صاحب نے غصہ میں لال پیلا ہوتے ہوئے کہا۔ مجھے کلمہ نہیں آتا مگر تم پڑھو۔وہ آدمی کلمہ نہ پڑھ سکا اور پٹھان کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا۔

Marfat.com

اسی طرح ایک اور واقعہ بھٹو صاحب کی حکومت کے وقت کا ہے ۔ مذہبی جماعتوں والے بھٹو صاحب کی حکومت کے خلاف ہو گئے جلوس نکالے جا رہے تھے۔ کہ اسلام نافذ کرو۔ بھٹو صاحب نے کہا کہ میں اسلام نافذ کرنے کو تیار ہوں آپ بتائیں اسلام ہے کیا میں نافذ کر دیتا ہوں۔ مذہبی جماعتوں کے علماء نے بتایا کہ اتوار عیسائیوں کا دن ہے۔ مسلمانوں کا تو جمعہ چھٹی کا دن ہوتا ہے۔ اسلام تب نافذ ہو سکتا ہے۔ اگر جمعہ کے دن کی چھٹی کا اعلان کیا جائے۔ بھٹو صاحب نے اعلان کر دیا کہ آئندہ چھٹی جمعہ کے دن کی ہوگی۔ بھٹو صاحب نے ان مذہبی جماعتوں کے جوشیلے علماء کرام سے کہا لو بھائی اب تو اسلام نافذ ہو گیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ابھی نہیں کہ مرزائی حضرات خود کو مسلمان کہتے ہیں مگر وہ مسلمان نہیں ہیں ان کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔ بھٹو صاحب نے یہ بات بھی مان لی اور آئین پاکستان میں ایک شق کا اضافہ کر کے اس فرقہ کو غیر مسلم قرار دے دیا۔ بھٹو صاحب نے کہا اب تو خوش ہو جاؤ اسلام نافذ ہو گیا ہے۔ اس پر ان مذہبی جماعتوں کے علماء کرام نے جواب دیا ابھی مکمل اسلام نافذ نہیں ہوا۔ مکمل اسلام کا نفاذ ہونا چاہیے۔ بھٹو صاحب نے پھر پوچھا کہ بتائیں اب باقی کیا رہ گیا ہے۔ میں وہ کچھ بھی نافذ کرنے کو تیار ہوں۔ تو دوستو مذہبی جماعتوں کے علماء اکرام کا جواب بالکل وہ خنجر والے پٹھان جیسا تھا۔ علماء اکرام نے بھٹو صاحب کو کہا کہ ہم نہیں جانتے ہیں اور ہم کیوں بتائیں کہ اسلام کیا ہے۔ مگر تم اسلام نافذ کرو۔

ان عقل کے اندھے علماء کرام جو خود کو مسلمان کہتے ہیں ان نے حال سے بے حال تو ہونا ہی ہوتا ہے۔ اپنے پیروکاروں کو بھی لے ڈوبتے ہیں۔

Marfat.com

میں نے اکثر مجالس میں برے بڑے جید مسلمان علماء کرام سے اکثر سنا ہے۔ کہ ہم اسلام مذہب کی بہت خدمت کرتے ہیں کئی غیر مسلموں نے مذہب اسلام کو ان علماء کی بدولت پسند کیا اور ان کو مسلمان کر کے دائرہ مذہب اسلام میں داخل کیا ہے۔ ان علماء کو اسلام کی تعریف کرتے ہوئے سنا ہے کہ مذہب اسلام بہت اچھا ہے۔ مگر مذہب اسلام ہے بڑا مشکل اور اس پر عمل کرنا بڑا اکٹھن کام ہے۔ میں نے کئی بار مسلمانوں سے پوچھا کہ بھائی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ نے تو اسلام کو دین کہا ہے۔ آپ مذہب کہہ رہے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ آپ دین اور مذہب کی تعریف اور دونوں کا فرق بتا سکتے ہیں۔ تو ایک ہی جواب ملتا ہے کہ دین اور مذہب ایک ہی بات ہے۔ آپ دین کہہ لیں یا مذہب کوئی فرق نہیں ہے۔ مزید یہ کہا جاتا ہے کہ نام میں کیا رکھا ہے۔ میں پوچھتا ہوں۔ اگر ایسا ہے تو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے صرف دین کیوں کہا ہے۔ یہاں ایک بات کرتا چلوں کہ جب کوئی آدمی قدم قدم پر پھر جائے تو جاہل لوگوں سے اکثر ایک فقرہ سننے کو ملتا ہے۔

''تمہارا کوئی دین مذہب ہی نہیں''

دیکھا آپ نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے اسلام کو صرف دین کہا ہے۔ ان پڑھ لوگوں نے دین اور مذہب دو الفاظ استعمال کئے مگر مسلمان علماء کا کہنا ہے۔ کہ دین اور مذہب ایک ہی بات ہے۔ کوئی فرق نہیں۔

ذرا غور کیجئے کہ ایک جگہ بکری اور کتا کھڑا ہو آپ بکری کی صفات وفوائد بیان کرنا چاہتے ہیں کہہ دیں بکری کو کتا۔ کہ کتے کا دودھ بڑا فائدہ مند ہے۔ کتے کا گوشت بڑا اچھا ہوتا ہے۔ کہہ دیں کتے کا دودھ تو ہمارا ابا بڑے خوش ہو کر پیتے تھے۔

Marfat.com

کیا ایسا کہہ دینے سے تمام کی تمام عمارت ہی نہیں گر جاتی۔ہم بکری کو کتا نہیں کہہ سکتے۔

اسی طرح میرے دوستو! دین اور مذہب نہ تو ایک ہیں نہ ہی ان کا مطلب و مفہوم ایک ہے۔میں ہر ایک کا مطلب ومفہوم بیان کرتا ہوں۔

مذہب چند عبادات کا مجموعہ ہوتا ہے۔ مذہب ''خدا اور انسان'' کے فرداً فرداً ذاتی تعلق کا نام ہے۔اس میں اجتماعیت نہیں ہوتی۔اور صرف پرستش، پوجا پاٹ اور عبادات تک محدود ہوتا ہے۔جو کہ صرف خدا کے خوف اور ڈر کی وجہ سے خدا کو خوش کرنے اور خدا کی خوشنودی حاصل کر کے مکتی اور نجات مقصود ہوتا ہے۔

مذہب میں عذاب، ثواب، اجر، صلہ، جزا، سزا، جنت، جہنم یعنی مذہب میں ہر عمل کا نتیجہ مرنے کے بعد آخرت میں ہی ظاہر ہونا تصور ہوتا ہے۔مذہب کا تعلق دنیا اور دنیاوی معاملات سے نہیں ہوتا اور نہ ہی عقل کا کوئی دخل ہوتا ہے۔

دین ایک نظام ہوتا ہے۔ضابطہ حیات کا نام ہے۔جو زندگی بسر کرنے کے اصول پیش کرتا ہے۔اس میں دنیا اور دنیا کے ہر شعبہ زندگی کے معاملات شامل ہوتے ہیں۔دین تمام نوع انسان کو اس کی منزل مقصود تک پہنچنے کی راہ بتاتا ہے۔دین انسان کو انسان کی بہتری اور تعلقات کی راہ بتاتا ہے۔

اس میں ہر چیز کسی پروگرام کی تکمیل کیلئے دی جاتا ہے اور ہر چیز کے پیمانے (قدریں) ہوتی ہیں۔دین عقل کی نفی نہیں کرتا۔بلکہ حکمت و دانائی اس کی بنیاد ہوتی ہے۔عدل اور احکامات عمل کی اساس پر اس کی عمارت تعمیر ہوتی ہے۔جو جیسا کرے گا۔دنیا اور آخرت دونوں میں ویسا ہی بھرے گا۔جیسا بیج بوئے گا پھل بھی ویسا ہی

Marfat.com

پائے گا۔ دین میں جزا، سزا، عذاب، ثواب ان سب کا تعلق دنیا اور دنیاوی زندگی سے بھی ہوتا ہے۔ وہ دل سے گزرنے والے خیال تک کا احاطہ کرتا ہے۔ دین میں کوئی چیز گلے نہیں پڑتی۔ نہ بخشی بخشوائی جاتی ہے۔ دین انسان کی سربلندی اور سرفروزی کیلئے نئی سوچیں نئے تصورات اور نئی قدریں دیتا ہے۔

دین ضابطہ ہے۔ قانون قاعدہ ہے۔ جو صرف زندوں کیلئے ہے۔ مردوں پر تو کسی ضابطےاور قانون کا اطلاق ہی نہیں ہوا کرتا۔

دوستو! جو کوئی اسلام کے اس نظام میں پورے اور مکمل طور پر داخل نہیں ہوتا اور قرآن کریم کو ضابطہ حیات کے طور پر قبول نہیں کرتا۔ اس پر کچھ بھی فرض نہیں ہے۔ نہ صوم وصلوۃ نہ حج نہ زکوۃ نہ اخلاق اور کردار کی کوئی پابندی۔ جتنا چاہے وہ حرام کھائے۔ جس قدر چاہے رشوت لے جتنی چاہے سمگلنگ کرے۔ ڈاکے ڈالے۔ اغوا، زنا کرے اس کے لیے سب جائز ہے۔ اس کے لیے نہ رسول ہے۔ نہ وحی نہ اللہ، سب کچھ تو صرف اس کے لیے ہیں۔ جو اس ضابطہ پر ایمان لا کر ان کی اطاعت اور ذمہ داری قبول کرےاور سراپا اطاعت گزار بن جائے۔

افسوس! کہ لوگ قرآن کی حقیقت اور مفہوم سے بھی کم کم واقف ہیں۔ اس لیے اپنا مقصد کھو چکے ہیں۔ بے روح بے حال ہو چکے ہیں دین کو مذہب کی سطح پر لے آئیں۔ تو اس کا مقصد و مفہوم حتیٰ کہ اس کے نتائج بھی وہی نکلنے لگتے ہیں جو ہر مذہب میں واضح ہیں۔

دین اور مذہب میں فرق:۔ یہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہوتے ہیں۔ دین

Marfat.com

زندگی ہے، مذہب لاش ہے۔

مذہب اور دین کے فرق اور اثر کو میں ایک اور مثال دیکر واضح کرتا ہوں۔ عورت کو ہی دیکھئے اس کا مقام مذہب میں کیا ہے۔ اور دین میں کیا ہے۔ مذہب انسانوں کا خود تراشیدہ ہوتا ہے۔ دین اللہ کی طرف سے آیا ہوتا ہے۔ عورت کے متعلق نظریات وعقیدہ دنیا کے تقریباً ہر مذہب میں ایک جیسے ہیں۔ اور عورت کو ایک جیسا مقام دیتا ہے۔ عورت چونکہ مادہ ہے اس ناطے سے نسل انسانی کی افزائش، بچہ کی پیدائش کے مراحل سے گزرنا ہوتا ہے۔ اس عرصہ حمل کے دوران عورت معمول کی زندگی گزارنے سے کسی حد تک معذور ہو جاتی ہے۔ مرد (نر) نے عورت (مادہ) کی اس حالت سے پورا پورا فائدہ اٹھا کر مادہ کو بالکل محکوم بنا دیا گیا۔ عورت کی وہ حالت اور عورت کے ساتھ وہ کچھ کر دیا جو کوئی حیوان بھی اپنے ساتھی جوڑے کے ساتھ نہیں کرتا۔ اور اپنی زیادتیوں کو تحفظ دینے کیلئے مذہب میں اس عقیدہ کو رکھ دیا کہ۔ مرد (نر) حاکم ہے اور عورت (مادہ) محکوم ہے۔ عورت کو مرد کی پسلی سے پیدا کیا گیا ہے۔ اور اس کی حالت بھی پسلی کی ہڈی کی طرح ٹیڑھی ہے اس کو جتنا بھی سمجھایا جائے یہ ٹیڑھی کی ٹیڑھی ہی رہتی ہے۔ عورت کو پیدا ہی مرد کی اطاعت کے لیے کیا گیا ہے۔ اور یہ عقیدہ آگے مزید بڑھایا گیا۔ عورت کا درجہ مرد کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔ عورت تمام مصیبتوں کا سرچشمہ ہے۔ ناقص العقل ہے۔

تحریف شدہ بائیبل میں یہ عقیدہ بھی ملے گا۔ کہ خدا نے مرد (آدم) کو اپنے ہاتھو سے بنایا اور مرد جب تنہا ہونے کی وجہ سے اداس اداس رہنے لگا۔ تو خدا نے اس کیلئے سامان تفریح پیدا کرنے، مرد کی دلجوئی اور اس کی زندگی میں دلچسپی کا سامان

Marfat.com

پیدا کرنے کیلئے مرد کی پسلی سے عورت (حوا) نکال کر دے دی۔ یہ مرد کیلئے کھلونا ہے۔شیطان نے عورت کو بہلایا پھسلایا اس وجہ سے آدم (مرد) کو جنت سے نکلنا پڑا۔

عورت کی اپنی کوئی شناخت نہیں۔ ہندو مذہب میں مرد کی وفات پر عورت کو زندہ جل جانا ہوتا ہے۔یا پھر ساری زندگی بیوہ رہنا ہوتا ہے۔عورت کا مقصد مرد کی جنسی تسکین اور بچے پیدا کرنا ہے۔مغرب میں عورت کا مقصد صرف مرد کی نگاہوں میں بس جانا ہے عورت کے تمام معمولات زندگی، زیبائش و آرائش، رہن سہن، لباس قطع وضع، اور ہر حرکت صرف اور صرف اپنے جسم کی خوبصورتی کو اجاگر کر کے جاذبِ نظر بن کر مرد کی خواہشات کی تسکین کا ذریعہ بننا ہے۔یہ ہے مذہب میں عورت کی حالت اور مقام۔اب دین اللہ کی طرف آیئے اور دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے متعلق تمام مذہبی عقائد کو باطل قرار دیکر انقلاب برپا کر دیا۔قرآن نے بتایا کہ یہ غلط ہے۔کہ خدا نے مرد کو تو اپنے ہاتھوں سے تخلیق کیا۔اور عورت کو مرد کی پسلی سے پیدا کر دیا۔بلکہ انسان کی ابتدا ایک جرثومہ حیات سے ہوئی ہے اس میں نر اور مادہ کا کوئی فرق نہیں۔وہ جرثومہ حیات مابعد دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک حصہ کے ذمہ نر کی خصوصیات اور دوسرے میں مادہ کی خصوصیات رکھ دیں۔

لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا۔اور دونوں سے بہت سے مرد عورت دنیا میں پھیلا دیئے۔(النساء ۱/۴)

یہ غلط ہے۔کہ دنیا میں گناہ کی ذمہ دار صرف عورت ہے مرد بالکل معصوم ہے۔ مرد اور عورت ہر دو میں بہک جانے کا عنصر ایک جیسا ہی موجود ہے۔دونوں غلطی کر

Marfat.com

سکتے ہیں۔ (القرآن 2/36)

دین اللہ میں مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں افزائش نسل انسانی کا سلسلہ دونوں سے چلتا ہے۔ تنہا مرد یا عورت کچھ نہیں کر سکتے صرف دنوں مل کر ہی کر سکتے ہیں۔

عورت کو دین اللہ کے اس مقام پر دیکھیں تو جنت ماں (عورت) کے قدموں کے نیچے آ جاتی ہے۔ کتنا بلند مرتبہ و مقام ہے۔ دین اللہ کے بجائے عورت کو مذہب کے مقام پر لے آئیں تو عورت محض ایک کھلونا بن کر رہ جاتی ہے۔ اس قدر بے حال کہ جانور بھی نہیں۔

جو لوگ نہیں جانتے وہ اچھی طرح جان لیں۔ کہ دین اسلام ایک عسکری نظام ہے۔ جس میں ہر مسلم کی حیثیت ایک سپاہی کی ہوتی ہے۔ اور جب مسلمان اپنے نظام عسکری کو چھوڑ کر تن آسان ہو جائیں۔ اپنا نظام ہی چھوڑ دیں گے تو بے حال ہونا منطقی نتیجہ ہے۔ آپ نے ہر کسی کی زبان سے یہ بھی اکثر سنا ہوگا۔ کہ خدا کہتا ہے۔ نماز ہر برائی سے بچاتی ہے۔ اسلام کے پیروکاروں کو دنیا میں عزت اور حکومت ملتی ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان دنیا کے کونے کونے میں بدحال پڑے ہیں۔ جینا تنگ ہو چکا ہے۔ اور پھر تنہائی بھی برائی سے نہیں بچاتی۔ اخباروں میں کئی بار ایسی خبریں پڑھنے کو ملتی ہیں کہ فلاں مولوی نے مسجد کے حجرے میں ایک معصوم لڑکے کے ساتھ بدفعلی کر دی فلاں لڑکی کے ساتھ زنا۔۔۔۔ نماز کیوں بے اثر ہو گئی ہے۔ مسلمان کیوں بے حال ہو گئے ہیں۔ اس کا جواب بڑا سیدھا سا ہے۔ میں ایک مثال سے بیان کرتا ہوں ایک گاڑی موٹر کار ہے۔ اس میں پٹرول ڈالیں۔ اس پر بیٹھ جائیں چل پڑے گی اور

155586

Marfat.com

آپ کی مرضی کے مطابق منزل مقصود پر لے جائے گی۔آپ گاڑی کو کھڑا کر کے اس کا انجن تمام تر کھول دیں یعنی تمام پرزے علیحدہ علیحدہ کر دیں۔کوئی پرزہ گم نہ ہو۔ان تمام پرزوں کو اکٹھا انجن والی جگہ میں رکھ دیں۔پٹرول کی ٹینکی بھر دیں۔کیا گاڑی چلے گی۔منزل مقصود پر کبھی لے پہنچے گی۔نہیں۔آخر کیوں۔اس لیے کہ گاڑی صرف ایک مقدار کے پرزوں کو اکٹھا کر لینے کا نام نہیں ہے۔بلکہ انجن میں تمام پرزے ایک خاص ترتیب سے ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں۔آپ نے وہ ترتیب چھوڑ دی۔بے شک پرزے پورے ہیں۔مگر ان کی ترتیب خاص نہیں رہی۔گاڑی چلنے سے رہی اور منزل مقصود پر کبھی نہیں پہنچ سکے گی۔بلکہ وقت تباہ کرتی رہے گی۔اور سراسر نقصان کا باعث ہی رہے گی۔

''اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا۔تو کوئی ہے کہ سوچے سمجھے''(القمر 22)

مسلمانوں کے بے حال ہونے کی بالکل ایسی ہی شکل ہے۔

دین ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔اس کے تمام رکن ایک خاص ترتیب سے نظام میں منسلک ہیں۔دین کے تمام رکن ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہیں۔آپ ان ارکان دین کو بے ترتیب کر دیں اپنی مرضی سے کسی ایک کو لے لیں کسی کو چھوڑ دیں۔تو تمام ارکان دین اپنا اثر کھو دیں گے۔یہ ارکان دین تب ہی اثر دکھائیں گے۔جب تمام کے تمام کو بیک وقت اسی ترتیب سے نافذ کیا جائے۔یہ نہیں ہو سکتا کہ زکوٰۃ پر عمل کر لیا ساتھ ہی سود بھی چل رہا ہے۔نماز پڑھ لی ساتھ ہی دین کا معاشی نظام چھوڑ دیا۔قرآن کو سوچنے سمجھنے کی بجائے قسم اٹھانے کیلئے کپڑوں میں بند کر کے رکھ دیا

Marfat.com

ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ''پورے کے پورے دین میں شامل ہو جاؤ''

اگر دین اسلام کو ہر میدان میں مکمل طور پر نافذ کیا جائے گا تو پھر یہ اپنا اثر دکھائے گا۔ نماز برائی سے بچائے گی۔ مسلمان اپنی اصل تاب میں آئے گا۔ ورنہ عصر حاضر کی طرح مسلمان بے حال رہے گا۔

مختصراً یہ کہ دین صرف اپنی آزاد سلطنت (جس میں مکمل نفاذ قانون اللہ ہو) میں ہی زندگی کا عملی نظام بن سکتا ہے۔ اپنے نتائج دے سکتا ہے۔ ورنہ دین مذہب میں بدل جاتا ہے۔ مذہب میں ارکان دین رسمی طور پر رہیں گے۔ مگر عملی نتیجہ کچھ نہیں۔ انسان جھوٹی تسلی کر لیتا ہے کہ وہ خدا کی اطاعت کر رہا ہے۔

دین کی دعوت (تبلیغ) ہر مسلمان پر فرض ہے۔

Marfat.com

نفاذِ اسلام کی راہ میں

رکاوٹ کون؟

Marfat.com

Marfat.com

نفاذ اسلام کی راہ میں رکاوٹ کون؟

زمانہ قدیم کو الٹ پلٹ کر دیکھیں تو دو قوتوں کی ڈور نظر آتی ہے۔ یہ دو قوتیں بادشاہت (اقتدار حکمران) اور مذہبی پیشوائیت (ملائیت، خانقائیت) ہیں۔ غلبہ اور قوت کے لحاظ سے حکمرانی ملوکیت، بادشاہیت اور راجاؤں کے مقابلہ میں مذہبی پیشوائیت کی جڑیں زیادہ مضبوط ہیں۔ حکمرانوں کو انسانوں کے جسموں پر اپنا غلبہ وقبضہ قائم رکھنے کیلئے طاقت یعنی فوج اور پولیس کی ضرورت ہوتی ہے مگر مذہبی پیشوائیت کیلئے یہ سب کچھ بے معنی سی چیزیں ہیں۔ مذہبی پیشوائیت کا غلبہ انسانی جسم کی بجائے انسانوں کے دل و دماغ پر ہوتا ہے۔ حکمرانوں کے خلاف خیالات ابھرتے رہتے ہی۔ کبھی کبھی بغاوت تک نوبت بھی آ جاتی ہے۔ مگر مذہبی تسلط کا یہ عالم ہوتا ہے۔ کہ انسان ان کے خلاف تھوڑا سا شائبہ تک لانے کو ڈرتا ہے۔ ان کے دل و دماغ اور اعصاب پر ایسی مضبوط گرفت ہوتی ہے کہ سر اٹھانے کی ہمت نہیں پڑتی۔ اسطرح انسانوں کا بہت بڑا گروہ ایک انسان یا چند انسانوں کے اس گروہ کی غلامی پر اسطرح

Marfat.com

رضا مند ہو جاتا ہے۔ کہ اس کے خلاف بغاوت کرنا تو در کنار ان کے خلاف بات تک سننا گوارا نہیں کرتا۔ انسانوں کو دبانے انکو مطیع کرنے کا یہ کام مذہبی پیشوائیت کی کرشمہ سازی ہے۔ مذہبی پیشوائیت کا اپنا ایک مسلک ہوتا ہے۔ جس کی بنیاد ہی نفرت پر ہوتی ہے۔ مذہبی پیشوائیت میں کتاب اللہ کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ نہ علم و عقل کا نہ غور و فکر کا نہ تدبر کا عمل دخل ہوتا ہے۔ بلکہ اسلاف کی اندھی تقلید ہوتی ہے۔ مذہبی پیشوائیت عوام کو اس فریب میں رکھتی ہے کہ دنیا قابل نفرت ہے۔ اس سے دور بھگو۔ اس سے کنارہ کشی اختیار کرو۔ دنیا کی دولت۔ دنیا کی رنگینیاں صرف فاسق اور فاجر لوگوں کیلئے ہیں۔ خدا کے بندوں کیلئے صرف آخرت ہے۔ اور آخرت کے حصول کیلئے وہ چند بے بنیاد فرسودہ بے روح، خود ساختہ قسم کے عقائد اور رسومات کو عین عبادت قرار دے کر سادہ لوح انسانوں کو زیادہ سے زیادہ ان رسومات میں محو رکھتے ہیں۔ کہ ان سادہ لوح لوگوں کا دھیان دوسری طرف اٹھنے ہی نہ پائے۔ کیونکہ اسی میں ان کی بقا ہے۔

مذہبی پیشوائیت اور آمر حکمرانوں میں چولی دامن کا ساتھ ہوتا ہے۔ دونوں ایک دوسرے کی ضرورت ہوتے ہیں۔ حکمران مذہبی پیشوائیت کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ حکمران ان کیلئے جاگیریں، عطیات، وظیفے اور مالی امداد مقرر کرتا ہے۔ اور عوضانہ میں حکمرانوں کے حقوق کی حفاظت کا فریضہ یہ مذہبی لوگ مولوی حضرات سرانجام دیتے ہیں۔ ان کیلئے تائید و نصرت کی کوشش کرتے ہیں۔ غاصبوں کیلئے طاقت سے غیر قانونی طور پر حاصل کردہ اقتدار کو ظل اللہ کی حیثیت سے منوانے کیلئے عوام کو گمراہ کرنے، بے وقوف بنانے کی ذمہ داری اس مذہبی مولوی کے ذمہ ہے۔ ان کے پاس اس غلط اور باطل نظام کی تائید کے لیے دلیل یا سند کیا ہے۔ یہی کہ مسلک اسلاف کی اندھی تقلید۔

Marfat.com

جب بات مولوی پر تنقید کی آتی ہے۔تو یہ کسی خاص آدمی، خاص جماعت کا ذکر نہیں ہوتا۔ بلکہ ملازم، مذہبی پیشوائیت درحقیقت ایک ادارہ ہے۔ایک انسٹی ٹیوشن ہے۔ایک نظام ہے۔ایک مسلک ہے۔ایک دینِ مُلا ہے۔مسلک کے معنی ہے۔کہ جو کچھ اسلاف سے چلا آرہا ہے۔وہ حرف آخر ہے۔وہ بمنزلہ وحی وقرآن ہے۔اس پر کسی قسم کی تنقید نہیں ہوسکتی۔ترمیم اضافہ نہیں ہوسکتا۔اس پر غور وفکر کفر ہے۔بات کچھ سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ملازم، دین ملا، مسلک قابل عمل ہو یا نہ ہو، بہر حال اصل اسلام وہی دین مُلا ہے۔اس مسلک سے اختلاف سزاوار ہے۔اور انکار کفر ہے۔اس مسلک، نظام، دین کا کوئی تعلق دین اللہ سے نہ ہے۔ مذہبی پیشوائیت کا خود ساختہ ''دینِ مُلا'' اسلام کی مردہ حیثیت یعنی لاش ہے۔

مذہبی پیشوائیت سے متعلق ایک واقعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہے۔کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ہم نے مدائن فتح کیا تو میرے ہاتھ ایک کتاب لگی جس میں بڑی اچھی باتیں لکھی ہیں۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا قرآن سے بھی زیادہ اچھی۔اس شخص نے جواب دیا کہ نہیں۔تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔یاد رکھو! تم سے پہلی امتیں اس وجہ سے برباد ہوئیں کہ وہ اپنے علماء ومشائخ کی کتابوں پر ٹوٹ پڑیں مگر خدا کی کتابوں کو چھوڑ دیا اس کا نتیجہ یہ ہوا۔کہ خدا کی کتابیں مٹ گئیں۔اور اس طرح دین اللہ ان کے ہاں سے ضائع ہو گیا۔اور وہ امتیں صفحہ ہستی سے مٹ گئیں۔تم ایسا نہ کرنا۔

ارشادِ ربانی سورۃ البقرہ 2۔آیت نمبر 171-172-173۔

Marfat.com

171: اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ نے (کتاب) نازل فرمائی ہے اس کی پیروی کرو تو کہتے ہیں (نہیں) بلکہ ہم تو اس چیز کی پیروی کریں گے جس کے پیچھے اپنے باپ دادا کو پایا۔ بھلا اگر چہ ان کے باپ دادا (اسلاف) نہ عقل وبصیرت رکھتے ہوں اور نہ ہی وحی کے راستہ پر چلتے ہوں۔ تب بھی وہ ان کی تقلید کیے جائیں گے۔

172: مذہبی پیشواؤں اور ان کے پیچھے چلنے والوں کی مثال یوں سمجھئے کہ بھیڑ بکریوں کا ایک ریوڑ ہے۔ اس کے پیچھے چرواہا ہے۔ چرواہے نے اپنے بڑے بوڑھوں سے کچھ آوازیں سیکھ رکھی ہیں بلا الفاظ اور کچھ الفاظ یاد کر رکھے ہیں۔ بلا مطلب۔ وہ یہ آوازیں نکالتا اور ان الفاظ کو دہراتا رہتا ہے۔ اور بھیڑ بکریاں جو ان آوازوں پر لگی ہوئی ہیں ان کے مطابق ادھر ادھر مڑتی رہتی ہیں۔ نہ چرواہے کو اس کا علم ہوتا ہے: کہ ان آوازوں کا مطلب و مفہوم کیا ہے۔ اور نہ ہی ان بھیڑ بکریوں کو ان آوازوں کا مطلب سمجھنے کی اہلیت ہوتی ہے۔ یہ ہے۔ تقلید اسلاف کرنے والے۔ بہرے۔ گونگے۔ اندھے۔ عقل وفکر سے کام نہ لینے والے۔

یہ انسان نہیں بلکہ حیوان ہیں۔ 7/179۔

173: اے جماعت مومنین! دیکھنا تم کہیں ایسی روش اختیار نہ کر لینا کہ اسلاف نے اسے حلال قرار دیا اور اسے حرام۔

قرآن مجید نے مذہبی پیشوائیت کے سلسلہ میں سورت التوبہ (9) آیت نمبر 34 میں ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: یاد رکھو یہ علماء اور مشائخ عوام کی کمائی مفت میں کھا جاتے ہیں۔ یہ لوگ

Marfat.com

کہتے ہیں۔ کہ ہم تمہیں خدا کا راستہ دکھاتے ہیں۔ حالانکہ خدا کے راستے میں سب سے بڑی روک خود یہی لوگ ہیں۔

مسلمانوں کی اجتماعی حالت زار شاید کسی سے پوشیدہ ہو۔ اس وقت نقشہ عالم پر پچاس سے زائد اسلامی ممالک ہیں۔ مسلمان گاجر، مولی کی طرح کٹ رہے ہیں۔ بھوک اور پیاس سے مر رہے ہیں۔ عراق میں بھوک پیاس اور دواؤں کی عدم دستیابی سے بچے اور خواتین مر رہی ہیں۔ افغانستان کے عوام دربدر اور خستہ حال تباہی کے دہانے پر پہنچ چکے ہیں۔ افریقہ میں قحط سالی سے مسلما جان بحق ہو رہے ہیں۔ ہمارے ہی ملک کے ایک حصہ یعنی کشمیر پر بھارت قبضہ جمائے بیٹھا ہے۔ ہر روز نت نئی دھمکیاں دیتا ہے۔ مسلانوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کیا جارہا ہے۔ خواتین کی بے حرمتی ہو رہی ہے۔ اور امت مسلمہ اس پر خاموش تماشائی بنی بیٹھی ہے۔ قبلہ اول القدس ایک عرصہ سے یہودیوں کے قبضہ میں ہے۔

ایک طرف حدیث شریف پڑھتے ہیں کہ:

جس نے اس حالت میں صبح کی کہ مسلمانوں کے حالات سے بے خبر رہا تو وہ ہم میں سے نہیں۔

لیکن مسلمان ان بگڑے حالات کو سنوارنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اسباب زوال تلاش نہیں کرتے۔ کیونکہ مذہب میں عقل وفکر سے کام لینا جرم عظیم ہے۔ مادی دنیا سے نفرت ہی تقویٰ کی منزل قرار پاتی ہے۔ قرآن مجید کو مختلف رنگین غلافوں میں بند کر کے کہیں ایسی اونچی جگہ پر رکھ دیا جاتا ہے جو ہاتھ کی پہنچ سے باہر ہو۔ نتیجہ کیا نکلا۔ غلامی، محکومی، افلاس، بھوک محتاجی، محرومی۔ مگر مذہبی پیشوا ہمیں لوریاں سنا سنا کر

Marfat.com

سلاتے رہتے ہیں کہ خدا کے نیک بندوں اور خدا کے قریبی بندوں کی یہیں نشانیاں ہیں۔اس لیے ہم فریب میں آ کر اسی روش پر چلتے رہتے ہیں اور اسے چھوڑنے یا بدلنے کا خیال تک نہیں لاتے۔ایسے فریب زدہ لوگوں کو طاقتور قومیں اپنے مطلب کے لیے بطور آلہ کار کے استعمال کرتی ہیں۔عوضانہ میں کتے کی ہڈی ڈال دی جاتی ہے۔

خدا سے منہ موڑنے والی قوموں کی یہ حالت اتفاقیہ نہیں ہوتی بلکہ یہ مکافاتِ عمل کا منطقی نتیجہ ہے۔

اسلام کا عملی نظام تب قائم ہو گا جبکہ مذہبی پیشوائیت کو ختم کر دیا جائے۔ مذہب۔اور سیاست میں تفریق غیر اسلامی ہے۔اسلامی ریاست میں مذہبی مکتبوں اور دار العلوموں کا الگ تصور غیر اسلامی ہے۔ان کا وجود ختم کر دیا جائے۔تمام مذہبی فرقوں کو غیر اسلامی قرار دے کر ان کا وجود ختم کر دیا جائے۔کوئی بھی فرد خود کو کسی مذہبی فرقہ کے ساتھ شناخت نہ کروا سکے۔تمام افراد صرف مسلم کہلائیں۔علماء کرام و مشائخ کوئی جداگانہ گروہ یا جماعت بنانے یا کہلوانے کے مجاز نہ ہوں۔ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کے قوانین سے بغاوت تصور کیا جائے۔حکومت کی پیشگی اجازت کے بغیر کوئی شخص یا عالم اپنے طور پر مذہبی لٹریچر شائع نہ کر سکے۔نہ ہی کسی طور تشہیر کرے۔اس کیلئے حکومت ایک اسلامی بورڈ یا اسلامک کونسل تشکیل کرے۔اجماع۔اجتہاد انفرادی طور پر کسی طرح اور کسی سطح پر کسی فرد کا کام نہیں۔بلکہ حکومت وقت کا فریضہ ہے۔سرکاری سطح پر سرکاری نگرانی میں یہ کام ہو۔ جس کی اتھارٹی خلیفہ وقت ہو۔شریعت نافذ کرنے اور تشریح کرنے کا مجاز صرف خلیفہ ہو۔نفاذ اسلام کے لیے اولین شرط ایسی جماعت کا وجود میں لانا ہے۔جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ضروری تعلیم و تربیت سے جماعت مومنین تیار کی تھی۔اب بھی قرآنی تعلیم و تربیت سے

Marfat.com

انسانیت سازی کر کے اسی طرز کی جماعت مومنین پیدا کرنا ہے جو قرآنی حدود کے اندر رہتے ہوئے دور جدید کے تقاضوں کے مطابق اس نظام کا طریقہ کار متعین کر کے اسلامی قوانین مرتب کرے اور نافذ کرے۔

تبلیغ دین ہر مسلمان کا فرض ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

محمد موسیٰ ام تسری ذخیرہ پاکستان لاہور

سلسلہ نبوت

کیا نبوت جاری وساری ہے۔۔۔؟

کیا حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں۔۔۔؟

کیا حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔۔۔؟

تخلیق آدم:۔

انسان کی تخلیق کے بعد آدم کو جنت میں رکھا گیا تا کہ آدم کے رجحانات کی آزمائش ہو جائے اور ایک درخت کا انتخاب کر کے فرمایا گیا کہ اس کے پاس بھی نہ جانا اور ساتھ ہی اس کا انجام بھی بتا دیا گیا کہ اگر ایسا کرو گے تو ہماری نگاہ میں ظالم قرار پاؤ گے۔ دراصل اس امتحان کا مقصود یہ حقیقت انسان کے ذہن نشین کرنا تھی کہ تمہارے مرتبہ انسانیت کے لحاظ سے تو جنت ہی تمہارے لائق و مناسب مقام ہے لیکن اگر تم شیطانی ترغیبات کے مقابلہ میں اللہ کی فرمانبرداری کے راستہ سے منحرف ہو جاؤ گے تو ظالم قرار پاؤ گے۔ حضرت آدمؑ شیطان کے بہکاوے میں آ گئے اور ان سے لغزش ہو

Marfat.com

گئی اور اس لغزش کے بعد اللہ تعالیٰ نے آدم سے کہا کہ اب تم زمین میں جا کر رہو گے۔ تمہاری تمدنی زندگی میں تمہارے مفادات میں باہمی تکراؤ ہوگا جس کی وجہ سے تم ایک دوسرے کے دشمن ہو جاؤ گے۔

حضرت آدم اپنے مستقبل کی خبر اور حقیقت سن کر افسردہ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس صورت حال سے گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ ابھی تم ابتدائی مراحل سے تکمیل کی طرف جا رہے ہو۔ ہماری طرف سے ہدایت و راہنمائی آتی رہے گی جو اس کا اتباع کرے گا اسے کسی قسم کا خوف و حزن نہیں ہوگا۔

ارشادات ربانی ہے۔

۱۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر 35)

ترجمہ: پھر ہم نے آدم سے کہا کہ تم اور تمہاری بیوی دونوں جنت میں رہو اور یہاں سے بفراغت جو چاہو کھاؤ مگر اس درخت کا رخ نہ کرنا ورنہ ظالموں میں شمار ہو جاؤ گے۔

لغزش آدم

۲۔ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ........................مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ (سورۃ البقرہ آیت نمبر 36)

ترجمہ: آخر کار شیطان نے ان دونوں کو اس درخت کی ترغیب دے کر ہمارے حکم کی پیروی سے ہٹا دیا اور انہیں اس حالت سے نکلوا کر چھوڑا جس میں وہ تھے۔ ہم نے حکم دیا اب تم سب یہاں سے اتر جاؤ۔ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور

Marfat.com

تمہیں ایک خاص وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور وہیں گزر بسر کرنا ہے۔

۳۔ فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِن رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْہِ اِنَّہٗ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ

ترجمہ: ہم نے کہا تم سب یہاں سے اتر جاؤ پھر میری طرف سے کوئی ہدایت تمہارے پاس پہنچے تو جو لوگ میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے ان کے لئے کسی خوف ورنج کا موقعہ نہ ہوگا۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر 37)

۴۔ قَالَ اِھْبِطَا مِنْھَا...........لَا یَشْقٰی.

ترجمہ: کہا، اترو تم یہاں سے اکٹھے ،بعض تمہارے واسطے بعض کے دشمن ہیں۔ پس اگر آوئے تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پس جس نے پیروی کی ہدایت ی۔ پس نہ گمراہ ہوگا اور نہ ایزا کھینچے گا۔ (سورۃ طٰہٰ آیت نمبر 123)

۵۔ رَبُّنَا الَّذِی اَعطٰی کُلَّ شَیٍٔ خَلقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی (سورۃ طٰہٰ آیت نمبر 50)

ترجمہ: ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر شے کو پیدا کیا اور پھر اسے اس تکمیل تک پہنچنے کی راہنمائی بتائی۔

۶۔ اَلَّذِی خَلَقَ فَسَوّٰی وَالَّذِی قَدَّرَ فَھَدٰی (سورۃ الاعلیٰ آیت نمبر 2، 3)

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے ہر شے کو پیدا کیا اس میں صحیح توازن قائم کر دیا پھر اس کی زندگی کے پیمانے مقرر کر دیئے۔ اور ان کی طرف اس کی راہنمائی کر دی۔

ہدایت ورہنمائی وقت کی ضرورت ہے جو قیامت تک رہے گی

رب العالمین اس کی ربوبیت کے فیضان کا یہ حال ہے کہ وہ ہر ذرہ کے لئے سیرابی ہر چیونٹی کے لئے کارسازی رکھتی ہے۔ اس کی پرورد گاری اجسام کی پرورش کے

Marfat.com

لیے آسمان سے پانی برساتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جب زمین شادابی سے محروم ہوکر مردہ ہوجاتی ہے تو یہ قانون اللہ ہے کہ باران رحمت نمودار ہوتا ہے اور زمین کے ایک ایک ذرے کو زندگی کی برکتوں سے مالا مال کر دیتا ہے۔ اور جب عالم انسانیت ہدایت وسعادت کی شادابیوں سے محروم ہوجاتی ہے تو اسی قانون اللہ کے تحت بارانِ رحمت نمودار ہوکر ایک ایک روح کو پیغام زندگی پہنچا دیتی ہے۔ روحانی سعادت کی یہ بارش کیا ہے؟ وحی الٰہی۔ ہم اس منظر پر کبھی متعجب نہیں ہوتے کہ پانی برسا اور زمین زندہ ہو گئی۔ وہ زمین کی موت کو زندگی میں بدل دیتا ہے اسی طرح وہ تمہاری روح کی موت کو بھی ہدایت وراہنمائی سے زندگی میں بدل دیتا ہے۔ ذرا غور فرمایئے آسمان پر ستارے چمک رہے ہیں وہ ستاروں کی روشنی کی علامتوں سے خشکی وتری کی ظلمتوں میں راہنمائی کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر شے جسے اس نے پیدا کیا ہے۔ اس کے ارتقائی منازل طے کرنے کے لیے بوقت ضرورت حسب ضرورت راہنمائی بھیجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بے محل اور بے موقعہ کوئی کام نہیں کرتا جب تک کسی کو کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی وہ اسے نازل نہیں کرتا اور ضرورت کے وقت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو لاوارث بھی نہیں چھوڑتا۔ جب کبھی بھی نوع انسانی کی تمدنی۔ نسلی۔ مالی۔ ذہنی اور روحانی حالت گر جاتی، گمراہی اور ذلالت پھیل جاتی اور نوع انسانی راہنمائی کی محتاج ہو جاتی تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون کے تحت اپنی طرف سے ایک مصلح بھیج دیتا جو لوگوں کو راہ راست کی طرف لاتا اور ان کی اندرونی کمزوری کو دور کرتا ہے۔ وہی شخصیت اختلافات امت کا فیصلہ کرنے میں اتھارٹی ہوتی ہے۔ اور یہ مامور من اللہ ہوتا ہے۔ گمراہی کی اصلاح اللہ تعالیٰ نبوت سے

Marfat.com

کرتا ہے کسی اور طریق سے نہیں۔اس مقام پر ایک حقیقت اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ انسان ہمیشہ قیامت تک وحی وراہنمائی کا محتاج رہے گا۔اور یہ کبھی نہیں ہوگا کہ انسان کی اتنی تکمیل ہو جائے کہ اب انسان اپنے تمام معاملات اپنی عقل سے حل وطے کرلے۔ایسا بالکل نہیں ہے اور ضرورت پڑنے پر اللہ تعالیٰ کا وعدہ اور سنت ہے کہ وحی بھیجی جائے گی۔سورت الحج (22) آیت نمبر 75 ملاحظہ فرمائیے۔

اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ بَصِیْر۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ پسند کر لیتا ہے فرشتوں میں سے اور آدمیوں سے پیغام پہنچانے والے، بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا عصر جدید کا مسلمان امت وحدہ کے طور پر موجود ہے۔کیا اس میں کوئی اخلاقی، روحانی گراوٹ نہیں۔کیا اس میں گمراہی اور ذلالت موجود نہیں۔کیا ایسے حالات میں اسے مزید راہنمائی کی ضرورت نہیں۔سرسری جائزہ لیں تو امت مسلمہ مختلف فرقوں میں بٹی پڑی ہے۔اگرچہ ان فرقہ بندیوں کو "مختلف مکاتیب فکر" کہہ کر عوام الناس کو گمراہ کیا جاتا ہے۔ان فرقہ پرستوں کی عبادت گاہوں، مساجد اور امام باگاہوں میں ایک دوسرے کے خلاف قتال جاری ہے۔بلکہ خود عبادت گاہیں بھی محفوظ نہیں ہیں۔حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان جگہوں کو امن کی جگہ قرار دیا ہے۔عصر جدید کا مسلمان دنیا کے کسی کونے میں ہو افلاس کی زندگی بسر کر رہا ہے۔نہ کھانے کیلئے روٹی ہے نہ عزت نہ حکومت نہ ہی دوسری اقوام پر غلبہ کچھ بھی تو نہیں۔بلکہ اپنی حفاظت نصارو یہود سے کروانے پر مجبور نظر آتا ہے۔نبی اکرمؐ

Marfat.com

کے وصال کے بعد سے اب تک اس چودہ سو سال کے دور ظلمات میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ اب تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے فرض سے دست کش نظر آتا محسوس ہوتا ہے۔

1996ء میں جب میں فریضہ حج ادا کرنے گیا تو اس سال 35 لاکھ مسلمانوں نے فریضہ حج ادا کیا۔ خانہ کعبہ پر بیک وقت حاضری اور مشترکہ دعائیں مانگی گئیں۔ ہر سال حج ہوتا ہے مگر اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس امت کی ایک نہیں سنتے ہیں آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ جواب صاف ظاہر ہے کہ امت مسلمہ قرآنی پیغام سے ہٹ چکی ہے اسلئے ذلیل وخواری کے عذاب میں مبتلا ہے۔

تاریخ کتب امم سے یہ ثابت ہے کہ ہر نبی اپنے بعد آنے والے نبی کی بعض علامات اور خصوصیات بیان کر کے ان کی خبر دیا کرتے تھے۔ ان کے مطابق مومن وقت آنے پر ان انبیاء کرام پر ایمان لاتے تھے۔ اور منکرین ظاہر پرستی پر قائم ہونے کی وجہ سے انکار کر کے ایمان سے محروم رہتے تھے۔ اب اس وقت دیکھنا ہے کہ:

اصلاح امت اور اختلافات امت کا فیصلہ کرنے کے لیے آنحضور ﷺ کے بعد کسی وحی یا مصلح ایسی ہستی کی آمد کا ذکر قرآن مجید میں ہے یا کہ نہیں یہ دیکھنے کے لیے قرآن پاک کا مطالعہ یہ ہے۔

قرآن مجید نے شروع میں ہی ھدا للمتقین (البقرہ آیت نمبر 2) میں فرمایا ہے کہ ہدایت پانے کیلئے تقویٰ لازمی شرط ہے۔ تقویٰ کے معنی ومفہوم یہ ہے کہ جو آدمی بھلائی اور برائی میں تمیز کرنا چاہتا ہو، برائی سے بچنا چاہتا ہو، بھلائی کا طالب ہو اور اس پر عمل کرنے کا خواہشمند ہو، عمل اور اطاعت کیلئے تیار اور آمادہ ہو تاکیدی حکم تقویٰ اختیار کرنے کا فرمایا۔

Marfat.com

يٰٓاَيُّهَاالَّذِينَ ....اَنتُم مُّسلِمُونَ۔(العمران آیت نمبر102)

ترجمہ:اے لوگو جوایمان لائے ہواللہ کا تقویٰ اختیار کروجیسا کہ اختیار کرنے کا حق ہے۔اور ہرگز نہ مروتم مگراورتم مسلمان ہو۔

اب تقویٰ کا تقاضا ہے کہ ہم اس مضمون پر خود غور کریں جو قرآن مجید میں مختلف جگہوں پر ثابت ہوتا ہے۔ایک خالی الذہن ہوکرایک سائنس دان کی طرح کہ جو کچھ غور وفکر کا حاصل جواب ملے اور ثابت ہواسے اسی طرح پیش کردیا جاوئے نہ کہ یہ دیکھیں کہ نتیجہ ہمارے پہلے سے موجود خیالات اور عقائد کے مطابق نکلے۔اس سلسلہ میں میثاق النبین پیش کی جاتی ہے جس میں واضح طور پر آنے والے انبیاء پر ایمان لانے کا ذکر ہے۔

وَاِذاَخَذَ ....مِّنَ الشّٰھِدِینَ.

ترجمہ:اور یاد کرو۔اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا تھا کہ آج ہم نے تمہیں کتاب حکمت و دانش سے نوازا ہے۔کل اگر کوئی دوسرا تمہارے پاس اسی تعلیم کی تصدیق کرتا ہوا آئے جو پہلے سے تمہارے پاس موجود ہے تو تم کو اس پر ایمان لانا ہو گا۔اوراس کی مدد کرنی ہوگی۔

یہ ارشاد فرما کر اللہ نے پوچھا کیا تم اس کا اقرار کرتے ہو اور میری طرف سے اس عہد کی بھاری ذمہ داری اٹھاتے ہو۔انہوں نے کہاہاں ہم اقرار کرتے ہیں۔اللہ نے فرمایا اچھا تو گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔اس کے بعد جو اپنے عہد سے پھر جائے وہی فاسق ہے۔

مطلب آیت مبارکہ کا یہ ہے ہر پیغمبر سے اس ازم کا عہد لیا جاتا رہا ہے اور جو

Marfat.com

کسی عہد پیغمبر سے لیا گیا ہو وہ لامحالہ اس کے پیروکاروں پر بھی عائد ہو جاتا ہے کہ جو نبی ہمارے طرف سے اس دین کی تبلیغ و اقامت کیلئے بھیجا جائے جس کی تبلیغ و اقامت پر تم مامور ہوئے ہو اس کا تمہیں ساتھ دینا ہوگا۔ اس کے ساتھ تعصب نہ برتنا اپنے آپ کو دین کا جارہ دار نہ سمجھنا۔ حق کی مخالفت نہ کرنا۔ بلکہ جہاں جو شخص بھی ہماری طرف سے حق کا پرچم بلند کرنے کیلئے اٹھایا جائے اس کے جھنڈے تلے جمع ہو جانا۔

اس ارشاد سے مقصود اہل کتاب کو متنبہ کرنا ہے کہ تم اللہ کے عہد کو توڑ رہے ہو۔ محمد ﷺ کا انکار اور ان کی مخالفت کر کے اس میثاق کی خلاف ورزی کر رہے ہو۔ جو تمہارے انبیاء سے کیا گیا تھا۔ لہٰذا اب تم فاسق ہو چکے ہو۔ یعنی اللہ کی اطاعت سے نکل گئے ہو۔

كَانَ النَّاس .... يَشَآءُ اِلٰى صِرَاط مُّسْتَقِيم۔ (سورہ البقرہ میں آیت نمبر 213)

اس بات کی وضاحت ہے کہ جب لوگ حق کو جاننے کے باوجود بعض لوگ اپنے جائز حق سے بڑھ کر امتیازات فوائد اور منافع حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اور آپس میں ایک دوسرے پر ظلم، سرکشی اور زیادتی کرنے کے خواہشمند تھے۔ اس خرابی کو دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو مبعوث کرنا شروع کیا۔ یہ انبیاء اس لئے نہیں بھیجے گئے تھے کہ ہر ایک اپنے نام سے ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالے اور اپنی ایک نئی امت بنا لے بلکہ ان کے بھیجے جانے کی غرض یہ تھی کہ لوگوں کے سامنے اس کھوئی ہوئی راہ حق کو واضع کر کے انہیں پھر سے ایک امت بنا دیں۔

یہاں اتنی بات اور سمجھ لینی چاہیے کہ حضرت محمد ﷺ سے پہلے ہر نبی سے یہی

Marfat.com

عہد لیا جاتا رہا ہے اور اسی بناء پر ہر نبی نے اپنی امت کو بعد کے آنے والے نبی کی خبر دی ہے۔ اور اس کا ساتھ دینے کی ہدایت کی ہے۔ لیکن قرآن میں کہیں بھی اس امر کا ذکر نہیں ملتا کہ حضرت محمد ﷺ سے ایسا عہد لیا گیا ہو یا آپ نے اپنی امت کو کسی بعد کے آنے والے نبی کی خبر دے کر اس پر ایمان لانے کی ہادیت فرمائی ہو۔

ارشاد ہوتا ہے جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دینکا متلاشی ہوگا۔ وہ دین اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور آخرت میں نقصان اٹھانے والوں سے ہوگا۔

ہمارا نام صرف مسلم ہے:

اللہ تعالیٰ شانہ نے جب سے بنی نوانسان کو پیدا کیا تب سے ہی اپنے ماننے والوں کا نام مسلم رکھا۔ حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے لیکر حضرت محمد ﷺ تک جتنے بھی نبی آئے وہ سب مسلم تھے۔ ان پر ایمان لانے والے بھی مسلم ہی تھے۔ قرآن مجید میں بار بار ایسے لوگوں کے لیے لفظ ''مسلم'' استعمال کیا ہے مگر ہمارے ہاں دیکھیے سنی، بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث اور خدا جانے کن کن ناموں سے پکارے جاتے ہیں مسلم نام سے نہیں۔

ارشاد ربانی ہے۔

هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ (سورۃ الحج آیت نمبر 78)

اللہ تعالیٰ نے نزول قرآن سے پہلے بھی اور اس قرآن میں ہی تمہارا نام مسلم رکھا ہے۔

وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (سورۃ البقرہ آیت نمبر 133)

Marfat.com

ترجمہ: ہم سب صرف اللہ کے مسلم ہیں۔

رَبَّنَآ اَفرِغ عَلَینَا صَبراً وَّتَوَفَّنَا مُسلِمِینَ ۔(سورۃ الاعراف آیت نمبر126)

ترجمہ: اے ہمارے رب ہمیں صبر عطا فرما اور ہمیں اس حالت میں موت دے کہ ہم مسلم ہوں۔

سُبحٰنَہ عَمَّا یُشرِکُونَ ۔(سورۃ النحل آیت نمبر31)

ترجمہ: (اے رسول آپ کہہ دیجئے کہ) ہم تو صرف اللہ کے مسلم ہیں۔

وَنَحنُ لَہ مُسلِمُونَ (سورۃ البقرہ آیت نمبر136)

ترجمہ: اے اہل ایمان کہہ دو کہ ہم تو صرف اللہ کے مسلم ہیں۔

ارشاد باری ہے کہ قیامت کے دن میں کہوں گا اے میرے بندو آج تم کو نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ تو غمگین ہو گے۔ (یہ بات ان لوگوں سے کہی جائے گی) جو ہماری آیات پر ایمان لائے وہ مسلم تھے۔

فَقُولُوا اشھَدُوا بِاَنَّامُسلِمُونَ (سورۃ ال عمران آیت نمبر64)

ترجمہ: تو ان سے کہہ دو آپ گواہ رہے کہ ہم تو مسلم ہیں۔

امام کا مطلب وحیثیت

امام سے مراد وہ امام ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے منصب امامت پر سرفراز فرمایا ہو جو کہ مامور من اللہ ہو جس کا ہر حکم واجب الاتباع ہو جس کا ہر فقرہ ضابطہ حیات ہو۔ جس کا ہر فعل مشعل راہ وہدایت ہو جس کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہو۔ جس کی امامت

Marfat.com

عارضی نہ ہو بلکہ قیامت تک کیلئے دائمی ہو۔ جو معصوم ہو۔ جس سے دینی بات میں غلطی کا صدور ناممکن ہو سکی ہر دینی بات وحی ہو۔ امام سے مراد وہ امام نہیں جو نماز پڑھاتا ہے نہ ہی جو کسی فن میں مہارت رکھنے کی جوہ سے اس فن کا امام کہلاتا ہے نہ ہی امیر حکمران ہے۔ نہ ہی اس سے مراد وہ جو کسی نیکی میں پہل کرنے کی وجہ سے دوسروں کے لئے پیش رو بن جائے۔ شیعہ حضرات کے ہاں امام کا ایک خاص مفہوم ہے۔ سنی حضرات علوم دین کے ماہرین کو امام کہہ کر پکارتے ہیں۔ امام/رسول ہی اللہ کی طرف سے تمام انسانوں کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ رسول کو رسالت، امامت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قَالَ اِنِّي جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔ (سورہ البقرہ آیت نمبر 124)

ترجمہ: اے ابراہیمؑ میں تمہیں لوگوں کے لیے امام بنا رہا ہوں۔

حضرت ابراہیمؑ جانتے تھے کہ امام بنانا صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے لہٰذا وہ دعا فرماتے ہیں۔

قَالَ وَمِن ذُرِيَّتِي.

ترجمہ: (اے اللہ) میری اولاد میں سے بھی (امام بنانا)

قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِينَ۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر 124)

ترجمہ: کہا امام بنادوں گا لیکن یہ وعدہ گنہگاروں کے لیے نہیں ہوگا۔

Marfat.com

نبوّت / رسولؐ

یہ ایک عہدہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے برگزیدہ بندوں کو عطا کیا جاتا ہے۔

رسول سے مراد وہ منتخب شخصیت جسے خدا کے احکام بذریعہ وحی ملتے ہیں اور وہ انہیں دوسرے انسانوں تک پہنچاتا ہے۔

وحی اللہ تعالیٰ

کسی ایک انسان کو منتخب کر دیا جاتا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے براہ راست علم و راہنمائی دے دی جاتی ہے۔ اور اسے کہا جاتا ہے کہ اسے دوسرے انسانوں تک پہنچاؤ اور اس پر عمل کر کے خود بھی دیکھاؤ۔ راہنمائی دیے جانے کے اس منفرد طریقہ کو وحی کہا جاتا ہے۔

مسیح موعود کا عقیدہ

سب سے پہلے یہودیوں نے اپنے ایام اسیری میں وضع کیا۔ اس کے بعد عیسائیوں نے اختیار کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب پر وفات نہیں پائی تھی۔ وہ زندہ آسمانوں پر اٹھا لئے گئے تھے اور اب آخری زمانے میں وہ آسمان سے نازل ہوں گے اور عیسائیت کا عالمگیر غلبہ قائم کریں گے۔

مہدی یا امام آخر الزماں کا عقیدہ

یہ دونوں اصطلاحات بنیادی طور پر شیعہ (امامیہ) حضرات کی ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ ان کے بارہویں امام عراق کے ایک غار میں چھپ گئے تھے اور اب

Marfat.com

قیامت کے قریب وہ وہاں سے باہر تشریف لائیں گے۔ انہیں وہ مہدی یا امام آخر الزماں کہتے ہیں۔ یہی عقیدہ سنیّوں کے ہاں بھی ہے۔ اس فرق کے ساتھ کہ وہ غار سے نہیں بلکہ انکا ظہور ویسے ہی ہوگا۔ یہ عقیدہ دنیا کی ہر مذہبی قوم میں چلا آرہا ہے۔

''ایک آنے والے'' کا عقیدہ

اس سلسلہ میں جب ہم نگاہ دوڑاتے ہیں کہ یہ عقیدہ کب اور کیوں کر سامنے آیا تو پھر ایران کی اسلام دشمنی سازش بے نقاب ہوتی نظر آتی ہے۔ اس سلسلہ میں ابو مسلم خراسانی کا نام سامنے آتا ہے۔ ابراہیم بن عثمان بن بشارا اس کا نام تھا۔ یہ ایرانی الاصل تھا۔ اصفہان میں پیدا ہوا۔ ابتدائی تعلیم کوفہ میں پائی۔ بلا کا ذہین اور اعلیٰ تنظیمی صلاحیتوں کا مالک تھا۔ پروپیگنڈہ کے فن میں اس کا کوئی حریف نہ تھا۔ اس نے اہل بیعت کے نام سے اس قدر شدومد سے پروپیگنڈہ کیا کہ بنوامیہ کی بنیادیں ہل گئیں۔ ساتھ ہی ایک آنے والے کا عقیدہ عام کرنے میں پروپیگنڈہ کیا اور اس طرح کی روایات تیار کیں کہ آنے والا امام مہدی خراسان کی طرف سے آئے گا۔ اس کے لشکر کا لباس سیاہ ہوگا اور جھنڈے بھی سیاہ رنگ کے ہوں گے۔ ابو مسلم نے اس عقیدہ ایک آنے والے امام مہدی کا اس شدومد سے کیا اور جب دیکھا کہ فضا سازگار ہے تو وہ سیاہ لباس اور سیاہ جھنڈے والے لشکر کے ساتھ نکلا اور خراسان فتح کر لیا۔ مابعد ۱۳۲ میں ایک فیصلہ کن جنگ کے بعد بنوامیہ کا خاتمہ ہو گیا اور بنوعباس کی سلطنت قائم ہو گی۔ بنوعباس نے بنوامیہ سے بدلہ اور انتقام تو لیا مگر ابو مسلم کا بھی خاتمہ کر دیا کہ کہیں یہ زیادہ طاقتور نہ ہو جائے اور بنوعباس کیلئے خطرہ پیدا کر دے۔

Marfat.com

دین اسلام اور مذہب

ایک اللہ تعالیٰ کا دین اسلام (عربی اسلام) جسے اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی وساطت سے عالم انسانیت کو عطا فرمایا اور جو اب قرآن مجید کے اندر محفوظ ہے اور جسے امت مسلمہ نے قرآن کے اندر ہی قید اور محدود کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میرا رسول کہے گا کہ میری امت نے قرآن مجید کو محدود کر دیا ہے۔ دوسرا مذہب اسلام ملا کا ہے جو مروجہ اسلام ہے جس میں تحریف ہو چکی ہے۔ جو غیر قرآنی نظریات اور تصورات اور معتقدات کا مرکب ہے اور جس کا زیادہ تر حصہ قدیم ایرانی (مجوسی) مذہب اور تمدن پر مشتمل ہے۔ اور جس پر عصر حاضر میں پوری امت مسلمہ بڑے شد ومد اور زور شور سے عمل پیرا ہے۔ اس وجہ سے امت مسلمہ فرقوں میں بٹ چکی ہے۔ کیونکہ مولوی نے قرآن کو سر چشمہ ہدایت قرار دینے کی بجائے آگے بڑھ کر کئی نئی چیزوں کو بھی دین میں شامل کر لیا ہے۔ اس صورت حال سے کیا یہ مطلب لے لیا جائے کہ اسلام تو فرقہ وارانہ مذاہب کا مجموعہ ہے یا پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ کا اسلام (قران مجید) نامکمل اور ناقص دین اسلام ہے۔ اس کے مقابلہ میں ملا کا مذہب اسلام (فرقہ وارانہ) مکمل کامل اپنے اپنے انداز سے ہے۔ یہ مشکل کھل کر سامنے آجائے گی جب کوئی غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہونے آئے گا تو ہر فرقے والا اپنے فرقہ وارانہ مذہب میں شامل کرنے کی کوشش کرے گا۔ وہ غیر مسلم گھبرا جائے گا آیا کہ اللہ تعالیٰ کا دین اسلام قبول کرے یا پھر ملا کا مذہب اسلام اور وہ بھی کونسا۔۔۔۔؟

Marfat.com

قرآن مجید کی زبان

قرآن مجید میں کلام انتہائی فصیح و بلیغ اور مرصع و مرجّع ہے۔اس میں خوبصورت محاورات، تشبیہات اور استعارات استعمال ہوئے ہیں۔ ہر لفظ موقع محل کے مطابق ہے جس سے کلام انتہائی خوبصورت بن گیا ہے۔خوبصورت تشبیہات، استعارات اور محاورات گفتار کو زیادہ دلکش اور موثر بنانے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔جو کہ حسن کلام کا زیور اور جان ہوتی ہے۔

جب کسی نہایت ہی نازک اور لطیف چیز یا حالت کو بیان میں الفاظ ساتھ نہیں دیتے تو کاتب ایسے موقع پر محاورات تشبیہات اور استعارات سے کام لیتا ہے۔اس طرح تحریر میں ندرت، جدت اور حسن پیدا کر دیا جاتا ہے۔جو اپنے صحیح موقع پر انگوٹھی میں نگینے کے مانند خوبصورتی کے ساتھ جڑی محسوس ہوتی ہے۔ان خوبصورت محاورات تشبیہات اور استعاروں کی مدد سے اپنے نہال خانہ دل کے اسرار ورموز کو فنکاری سے پیش کرتا ہے۔مثلاً متکلم یہ بتانا چاہتا ہے کہ اس کا بیٹا بہت خوبصورت ہے اس واقع کو تشبیہ کا استعمال کر کے اپنی تقریر یا تحریر کو حسین بنا دے گا تو وہ الفاظ کو ایسے استعمال کرے گا کہ میرا بیٹا چاند کا ٹکڑا ہے۔اہل زبان فوراً سمجھ جائیں گے کہ بات ٹکڑا خوبصورتی کی ہو رہی ہے۔اور مطلب یہ کہ میرا بیٹا بہت ہی خوبصورت ہے اور جو لوگ زبان سے واقف نہیں ہوں گے وہ لفظی ترجمہ کے تحت سوچنا شروع کر دیں گے کہ ان کا بیٹا چاند کا ٹکڑا ہے وہ چاند کی مٹی کے تحت سوچنا شروع کر دیں گے۔ پڑھنے والا الفاظ کے چکر میں رہے گا بیان کی روح اور اصل مطلب کبھی نہ پا سکے گا۔کہ وہ چاند کی مٹی کہاں سے

Marfat.com

آئی اور اس کے بیٹے کا کون سا حصہ چاند کی مٹی کا بنا ہوا ہے۔ اسی طرح متکلم بیان کرنا چاہتا ہے کہ اس کا دوست ٹونی انتہائی باتونی ہے تو وہ تشبیہ کا استعمال کر کے اپنی تقریر یا تحریر کو خوبصورت کر کے اپنا مطلب آسانی سے بیان کرنے کے لیے کہے گا کہ اس کے دوست ٹونی کی دو گز لمبی زبان ہے۔ زبان سمجھنے والے لوگ فوراً سمجھ جائیں گے کہ متکلم کا مطلب باتونی سے ہے اور جو لوگ زبان سے ناواقف ہوں گے اور لفظی ترجمہ کی بنا پر اس فقرے کو سمجھنے کی کوشش کریں گے تو وہ میٹر لیکر کھڑے ہو جائیں گے کہ کون سا ٹونی ہے جس کی زبان دو گز لمبی ہے۔ تو دوستو! ذرا خیال کیجئے کہ کیا یہ لفظی ترجمہ کرنے والے لوگ اپنی زندگی میں کوئی ایسا شخص تلاش کر پائیں گے جس کی زبان ماپ کر دو گز ہو جائے۔ یہ لوگ ساری عمر بھی اس کوشش اور تگ و دو میں لگے رہیں تو بھی چاند کی مٹی سے بنا ہوا لڑکا یا دو گز لمبی زبان والا آدمی تلاش نہ کر پائیں گے۔ یہ محض اس لیے تلاش کرنے والے لوگ زبان کی روانی و دادائیگی سے ناواقف ہیں۔ محض لفظی کی بنا پر تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔

قرآن پاک عربی زبان میں نازل ہوا جو ایک مخصوص اصطلاحی زبان رکھتا ہے۔ قرآن فہمی کے لیے منظر سامنے ہونا چاہیے۔ لفظی ترجمہ سے مطلب قرآن سامنے آئے گا ہی نہیں۔ میں محسوس کر رہا ہوں کہ ہمارے بڑے سے بڑے علماء فقہا روح قرآن تک پہنچنے اور حقیقی مدعا سے روشناس ہونے سے بے بہرہ ہیں میری اس تحریر سے اگر قرآن فہمی میں مدد ہوئی تو یہ میری خوش بختی ہوگی۔

لفظی ترجمہ کو پڑھتے ہیں۔ بلاغت زبان کو نہیں دیکھتے اس ترجمہ کو بڑھ کر اکثر آدمی یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ جس کی نظیر کے لیے دنیا کو چیلنج دیا گیا۔ لفظی ترجمہ

Marfat.com

غیر موثر۔غیر واضع اور پیغام سے بے نیاز ہے کیونکہ قرآن کی زبان تقریری ہے تحریری نہیں۔تقریر سنانے والا سامنے ہوتا ہے اس کی ادائیگی الفاظ اور اس کے لب و لہجے۔ اشاروں سے ہی اکثر ابہام ساتھ ساتھ دور ہوتے چلے جاتے ہیں۔اور سامعین کو کوئی مشکل نہیں ہوتی۔اس ضمن میں درج ذیل آیت کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (سورۃ الاحزاب40)

نام: سورۃ احزاب آیت نمبر 20 کے لفظ سے ماخوذ ہے۔

زمانہ نزول: اس سورۃ کے مضامین تین اہم واقعات پر

i: غزوہ احزاب جو شوال 5 ہجری میں پیش آیا

ii: غزوہ بنی قریظہ ذوالقعد 5 ہجری میں پیش آیا

iii: حضرت زینب سے نبی اکرم ﷺ کا نکاح

ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ :

''نہیں ہیں محمد ﷺ باپ کس کے،مردوں میں سے ولیکن پیغمبر خدا کے اور ختم کرنے والے تمام نبیوں کے اور ہے اللہ ہر چیز کو جاننے والا''

ترجمہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ:

''محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ کے رسول ہیں سب نبیوں کے ختم پر ہیں اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے''

ترجمہ ابوالاعلیٰ مولانا مودودی صاحبؒ (تفہیم القرآن):

''(لوگو) محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ

Marfat.com

کے رسول اور خاتم النبین ہیں اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔"

مفہوم غلام احمد پرویز صاحبؒ (مفہوم القرآن):

"(تم لوگوں کو جو زید کی مطلقہ بیوی سے نکاح پر چہ میگوئیاں کرتے ہو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ) محمد ﷺ تم میں سے کسی لڑکے کے باپ نہیں (اگر کسی کو محبت سے بیٹا کہہ دیا جائے تو وہ بیٹا نہیں بن جایا کرتا) نہ ہی یہ رسول اپنے خود ساختہ احکام وضع کرتا ہے۔ وہ خدا کے احکام تم تک پہنچاتا ہے۔ اور انہیں احکام کی خود اطاعت کرتا ہے۔ یہ احکام ایسے ہیں جن میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔ نہ اس رسول کی زندگی میں نہ اس کے بعد (نبوت یعنی خدا کی طرف سے وحی ملنے کا سلسلہ) ختم ہو گیا ہے۔ اور یہ سب کچھ اللہ کے لامحدود علم کی بنا پر ہوا۔ جو خوب جانتا ہے کہ نبوت کا سلسلہ کب تک جاری رکھنا چاہیے تھا اور کب اسے ختم کر دینا چاہیے۔ جو کچھ انسانوں کی راہنمائی کیلئے دیا جانا مقصود تھا وہ قرآن میں اپنی تکمیل تک پہنچ گیا اور قرآن کو ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا گیا۔ اس لئے اس کے بعد نبوت کی ضرورت ہی نہ رہی"۔

ترجمہ مرزا غلام احمد قادیانی "دعوت الامیر" مولف مرزا بشیر الدین محمود احمد ص 36:

"محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبین ہیں۔ خاتم کے معنی پر ہیں نہ کہ ختم کر دینے کے"

اس آیت مبارکہ کی وجہ نزول یہ ہے کہ حضرت زیدؓ قبیلہ کلب کے ایک شخص حارثہ بن شرجیل کے بیٹے تھے۔ ان کی ماں سعدی بنت ثعلبہ تھیں جب یہ آٹھ برس کے بچے تھے تو اس وقت ان کی ماں انہیں اپنے میکے لیکر گئیں۔ وہاں پر بنی قین بن حبر کے لوگوں نے ان کے پڑاؤ پر حملہ کر دیا۔ لوٹ مار کے ساتھ حضرت زید بھی پکڑ لئے گئے

Marfat.com

پھران کوفروخت کر دیا گیا۔ حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے حکم بن حزام نے خرید کر اپنی پھوپھی صاحبہ کی خدمت کے لئے نذر کر دیا۔ جب حضرت خدیجہ سے نبی اکرم ﷺ کا نکاح ہوا تو نبی ﷺ کو حضرت زیدؓ پسند آ گئے اور حضرت خدیجہؓ سے مانگ لیا پھر آپ نے اعلان فرمایا کہ لوگو! گواہ رہنا آج سے زیدؓ میرا بیٹا ہے۔ یہ مجھ سے وراثت پائے گا اور میں سا سے۔ اسی بناء لوگ زید بن محمد کہنے لگے۔ یہ سب واقعات نبوت سے پہلے کے ہیں۔

حضرت زیدؓ کی شادی حضرت زینبؓ سے ہوئی۔

یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت زیدؓ نے اپنی بیوی حضرت زینبؓ کو طلاق دے دی اور نبی اکرم ﷺ نے حضرت زینبؓ سے نکاح کر لیا پر دہ زمانہ تھا جب مسلم معاشرہ کی تعمیر و اصلاح کا کام جاری تھا۔ مسلمانوں کے قوانین طلاق وراثت تقریباً مکمل ہو چکے تھے۔ اس وقت اصلاح معاشرہ کے حوالے سے ایک مسئلہ گود لینے یا بچہ اپنانے کا تھا۔ عربوں میں یہ رواج چلا آ رہا تھا کہ عرب جس بچے کو گود لیتے تھے۔ وہ بالکل حقیقی اولاد کی طرح سمجھتے تھے۔ اسے وہ تمام حقوق حاصل ہو جاتے تھے جو اصل اولاد کے ہوتے تھے اسے وراثت اصل اولاد کی طرح ملتی۔ اسی طرح منہ بولی ماں، بہن، بیٹا سے تعلقات اسی طرح رکھتے جس طرح اصل سگے لوگ رکھتے تھے۔ حضرت محمد ﷺ نے بھی حضرت زیدؓ کو گود لے رکھا تھا۔ حضرت زید سے پیار محبت دیکھ کر لوگ حضرت زید کو محمد ﷺ کا بیٹا کہتے بلکہ زید بن محمد کہنا شروع کر دیا حالانکہ قرآن حکیم میں یہ حکم آ چکا تھا کہ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں بن جاتا۔ 33/4 یعنی منہ بولا بیٹا اصل سگے بیٹے کی جگہ نہیں لے سکتا اور نہ ہی منہ بولے لوگوں کو وہ حقوق حاصل ہو سکتے ہیں جو اصل سگے لوگوں کو حاصل ہیں۔ یہ مسئلہ معاشرہ میں اصلاح طلب تھا۔

Marfat.com

جب حضرت زیدؓ نے اپنی بیوی حضرت زینبؓ کو طلاق دے دی اور نبی اکرم ﷺ نے حضرت زینبؓ سے نکاح کر لیا تو مشرکین اور مخالفین اور مسلمانوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنے اور محمدؐ سے حالات خراب کرنے کی کوشش شروع کی دی۔

مخالفین کا پہلا اعتراض یہ تھا کہ اچھا اگر منہ بولا حقیقی بیٹا نہیں تب بھی اس کی چھوڑی ہوئی عورت سے نکاح کر لینا زیادہ سے زیادہ بس جائز ہی ہو سکتا تھا آخر اسی کا کرنا کیا ضروری تھا۔ یہ مخالفین حضرت زیدؓ کو لیکر بیٹھ کر اپنے پراپیگنڈے سے زیدؓ کو اسلام سے متنفر کرنے کی کوشش کرتے۔

یہ وہ قانون تھا جو مسلم معاشرے کے قانون سے ٹکراتا تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ اور سورۃ النساء میں فرماتے ہیں جن کی رُو سے وراثت کے مقدور تھے جو عرب معاشرہ میں حقدار نہیں تھے۔ اور جو عرب معاشرہ میں مقدور کہلاتے تھے ان کو حقدار قرار نہ دیتا ہے۔

اس قانون میں منہ بولے کی بناء پر اسلامی شریعت میں ان عورتوں اور مردوں کے درمیان رشتہ نکاح حلال تھا ان کو حرام سمجھ بیٹھے اسلام نے ایسے بداخلاق قانون کا خاتمہ کرنا تھا کیونکہ منہ بولے قانون کے تحت رشتہ میں خواہ کتنا ہی تقدس پیدا کر دیا جائے مگر وہ اصل سگا رشتہ نہیں بن جاتا۔

پھر مزید تاکید کے لیے فرمایا کہ وہ خاتم النبین ہیں اس کے بعد مزید زور دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔ یعنی اللہ کو معلوم ہے۔

اس آیت مقدسہ میں ان تمام شکوک وشبہات اور اعتراضات کی جڑ کاٹ کے رکھ دی گئی ہے۔ جو نکاح محمد ﷺ ہمراہ حضرت زینبؓ سے کر رہے تھے۔ محمد ﷺ اللہ

Marfat.com

کے رسول ہونے کی حیثیت سے ان پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ جس حلال چیز کو تماری رسموں نے خواہ مخواہ حرام کر رکھا ہے اس کے بارے میں تمہارے فرسودہ خیالات اور تعصّبات کا خاتمہ کر دیں۔ اور اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے اور رسول اللہ کے ہاتھوں جاہلانہ رسومات کو ختم کر دیا جائے۔ اگر اب نہیں تو پھر کبھی نہیں اللہ کو ہی علم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نہ کرتے تو کیا قباحت تھی۔۔۔؟

آپ نے دیکھا کہ جب یہ آیت مقدسہ نازل ہوئی تو نہ ہی تو کوئی مسئلہ کسی کی ولدیت کا تھا کہ کہا جاتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں حالانکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم چار لڑکوں (مردوں) میں سے کسی کے باپ ہیں۔ اور ابو قاسم کنیت رکھتے ہیں۔ اسی طرح نہ ہی کوئی مسئلہ آخری نبی ہونے یا نہ ہونے کا در پیش تھا کہ کہا جاتا کہ نبوت ختم ہو چکی ہے۔ وجہ نزول مسئلہ نکاح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمراہ زینب رضی اللہ عنہا تھا۔ اور اسی تناظر میں اس آیت مبارکہ کا مطلب و مفہوم دیکھا جائے گا۔ سیاق و سباق سے یہ عام ترجمہ ہائے انوکھی نظر رکھتے ہیں۔ غیر مسلم سکالر کیا سوچے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم چار مردوں کے باپ ہیں مگر مسلمانو کا اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیسی باتیں کرتے ہیں۔

اس آیت مقدسہ کا ترجمہ اور مفہوم اس طرح ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے (جو شکوک و شبہات، اعتراضات اور چہ میگوئیاں کرتے ہیں) کسی سے بھی ناخوش نہیں ہیں۔ مگر وہ اللہ کے رسول ہیں اور نہایت اعلیٰ شان والے کامل و مکمل نبی ہیں۔

اس آیت مبارکہ کے لفظی معنی مختلف کتب میں ذیل کے ہیں۔

مَا کَانَ نہیں ہے۔

Marfat.com

محمد ﷺ — محمد ﷺ

اَبَا — ناپسند کرتا ہے۔ باپ۔ کسی سے ناخوش ہونا۔

اَحَد — ہر کسی کو

مِن رِجَالِکُم — تم مردوں میں سے

خَاتِم — وہ ذائقہ جو منہ میں رہ جائے۔ ایسا نبی جو کردار اور اصل دوسروں سے اعلیٰ ہو۔ اور کوئی بھی علم اور فیاضی فراخدلی میں اس کے پایہ کا نہ ہو۔ وہ کامل ومکمل ہو۔ ختم کرنا۔ محاورہ کے طور پر یہ الفاظ لائے جاتے ہیں۔ ایسا نبی جس کی کوئی مثال نہ ہو یعنی اعلیٰ۔ یہ محاورہ پنجابی زبان میں بھی عام ہے۔ وکالت کے لحاظ سے اکثر کہتے سنا جاتا ہے کہ وکالت اس پر ختم ہے۔ وکیل کا کہا جارہا کہ بہت ہی لائق ہے۔

قرآن فہمی (قرآن پر غور وفکر کرنا):

۱۔ وَلَقَد يَسَّرنَا القُراٰنَ لِلذِّكرِ فَهَل مِن مُّدَّكِر.

اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے کہ کوئی سوچے سمجھے۔ القمر 22-54/32

۲۔ وَاِذَاقُرِئَ القُراٰنُ فَاستَمِعُو الہ وَانصِتُو العَلَّكُم تُرحَمُونَ.

اور جب قرآن پڑھا جائے تو توجہ سے سنا اور خاموش رہا کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ الاعراف 7/204

۳۔ وَاغضُض مِن صَوتِكَ ط اِنَّ اَنكَرَالا صوَاتِ لَصَوتُ الحَمير.

اور اپنی آواز کو پست کر بے شک آوازوں میں سے سب سے بری آواز

Marfat.com

گدھوں کی آواز ہے۔ القمان 31/19

۴- قُل ھَل .... الالبَابِ.

آپ کہہ دیجیے کیا علم والے اور جہل والے برابر ہوتے ہیں وہی لوگ نصیحت پکڑتے ہیں جو اہل عقل وسلیم ہیں۔ الزمر 9-39

۵- اِنَّ فِی ذٰلِکَ لِذِکریٰ لِاولِی لاالبَابِ.

بے شک اس میں البتہ نصیحت ہے عقل والوں کے لیے۔ 39/21

عقل سلیم رکھنے والوں کے لیے دلائل ہیں۔ القمر 54

۶- اِنَّ شَر .... لَا یعقِلُونَ. (سورۃ الانفال آیت نمبر 22)

بے شک خدا کے نزدیک بدترین مخلوق وہ لوگ ہیں جو بہرے اور گونگے رہتے ہیں اور عقل سے کام نہیں لیتے۔

۷- وَقَالُو لَو .... السَّعِیر (سورۃ الملک آیت نمبر 10)

اہل جہنم کہیں گے کہ اگر ہم عقل وفکر سے کام لیتے تو جہنم میں نہیں ہوتے۔

۸- وَالّذِینَ اِذَاذُکّرُوا عَلَیہَا صُمّاً وَّعُمیَاناً (سورۃ الفرقان آیت نمبر 73)

یہ (مومنین) وہ لوگ ہیں جو (اور تو اور) اللہ کی آیات بھی دیکھے سنے (سوچے سمجھے) بغیر قبول واختیار نہیں کرتے۔

۹- اِنّمَایَتَذَکّرُاُولُوا الالبَابِ. (سورۃ الزمر آیت نمبر 9)

کہ نصیحت تو وہ لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل وفکر سے کام لیتے ہیں۔

۱۰- وَلَو کَانُوا لَایَعقِلُونَ. (سورۃ یونس آیت نمبر 43)

Marfat.com

لیکن یہ تو عقل وفکر سے کام لینے والے نہیں۔

ایمان خدا کے مقرر کردہ قانون کے مطابق لایا جاتا ہے۔

ایک دوسری جگہ سورۃ محمد آیت نمبر 24 میں ارشاد ہوا ہے کہ

۱۱- اَفَلَایَتَدَبَّرُونَ القُراٰن اَمْ عَلٰی قُلُوبٍ اَقفَالُھَا.

بھلا لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل پڑ گئے ہیں۔

۱۲- اَفَلَایَتَدَبَّرُونَ القُراٰن. (سورۃ النساء آیت نمبر 82)

بھلا یہ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے۔

۱۳- غور کیا کرو، سوچا کرو، عقل وتدبر سے کام لیا کرو، تم نے جب عقل وفکر سے کام لینا شروع کر دیا۔ ان سے کہہ دو کہ جو تمہیں۔

تو کیا عقل تو ایسے اندھوں کو صحیح رستہ دکھا سکے گا جو عقل سے کام ہی نہ لیں۔

سورۃ محمد آیت نمبر 24 میں ارشاد ہوتا ہے۔

۱۴- اَفَلَایَتَدَبَّرُونَ القُراٰن اَمْ عَلٰی قُلُوبٍ اَقفَالُھَا.

ترجمہ! بھلا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل پڑ گئے ہیں۔

اور بعض ان میں سے وہ ہیں کہ دیکھتے ہی طرف تیری کیا پس تو راہ دکھاتا ہے اندھوں کو اور اگرچہ ہوں نہ دیکھتے۔

۱۵- اَفَلَایَتَدَبَّرُونَ القُراٰن. (سورۃ النساء آیت نمبر 82)

بھلا یہ لوگ قرآن پاک میں غور کیوں نہیں کرتے۔

غور کیا کرو سوچا کرو، عقل وتدبر سے کام لیا کرو۔

حضرت محمد ﷺ پر دین کی تکمیل ہوگئی اب کسی اور دین کی ضرورت نہیں:

Marfat.com

تخلیق آدم سے ہی اللہ تعالیٰ نے اطاعت وفرمانبرداری ہدایت وراہنمائی کے پیغام رسانی کا سلسلہ بذریعہ نبی ورسول سے شروع کیا تھا اور جو ہدایت وراہنمائی وقت کی ضرورت کے مطابق نبی اور رسول بنی نوانسان کی بھلائی وہدایت وراہنمائی کے لئے بھیجے جاتے رہے۔ حضرت محمد ﷺ پر دین کی تکمیل ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے ضرورت کے مطابق جس قدر ہدایت وراہنمائی دینا تھی دے دی۔ حضرت محمد ﷺ پر دین مکمل ہوگیا۔ شریعت مکمل ہوگئی۔ ہدایت مکمل طور پر دے دی گئی۔ نبی مکمل اور کامل بھیج دیا گیا آپ کے بعد کسی نئے دین کی ضرورت باقی نہ رہی۔ جب نیا دین نہیں تو کوئی نبی یا رسول دین لانے والا بھی نہیں آئے گا۔

چنانچہ قرآن مجید کی سورۃ المائدہ (۵-۳) میں اللہ تعالیٰ نے واضح اعلان کر دیا:-

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر مکمل کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

۱- یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّی رَسُوْلُ اللہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعاً (7/158)

اے نوع انسان! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

۲- اَرسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْراً وَّنَذِیْراً۔ (24/28)

ہم نے تمہیں جملہ نوع انسان کیلئے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے۔ ان انسانوں کی طرف بھی جو حضور کے زمانے میں موجود تھے اور ان کی طرف بھی جو بعد میں آنے والے تھے۔

۳- اَن ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ (81/37)

یہ تمام اقوام کیلئے ضابطہ ہدایت ہے۔

Marfat.com

۴- اِنَّانَحنُ نَزَّلنَاالذِّکرَوَاِنَّالَہ لَحفِظُونَ. (15/5)

ہم نے اس ضابطہ قوانین کو نازل کیا ہے اور ہم خود اس کے محافظ ہیں۔ تمام اقوام عالم کے لئے ضابطہ ہدایت ہے۔

۵- یاایھاالناس قدجاء کم موعظۃ من ربکم وشفاء طافی الصدور. (10/51)

اے نوع انسانی تمہارے رب کی جانب سے موعظت آ گئی ہے۔ یعنی وہ نسخہ کیمیا جس میں تمہارے نفسیاتی امراض کا علاج موجود ہے۔

۶- واخرین منھم لما یکحیقولم. (52/3)

اس قوم مخاطب کی طرف بھی اور ان کی صرف بھی جو ابھی ان سے ملے نہیں بعد میں آنے والے ہیں۔

۷- قُلِ اللہ ۃ شَھِیدُم بَینِی وَبَینَکُم ۃ وَاُوحِیَ ھٰذَاالقُراٰنُ لِاُنذِرَکُم بِہٖ وَمَن بَلَغَ.

ان سے کہہ دو کہ میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے۔ تا کہ میں اس کے ذریعے تمہیں بھی آگاہ کروں اور انہیں بھی جن تک یہ بعد میں پہنچے گا۔ (سورۃ الانعام آیت نمبر 19)

۸- وَنَزَّلنَا عَلَیکَ الکِتٰبَ تِبیَانًالِکُلِّ شَیئٍ.

یہ ہر بات کھول کر بیان کرتی ہے۔ 16/89

۹- مَافَرَّطنَافِی الکِتٰبِ مِن شَیئٍ.

ہم نے اس کتاب میں کسی قسم کی کمی نہیں چھوڑی۔ 6/38

Marfat.com

ان ارشادات وضاحت کے بعد یہ اعلان کر دیا کہ

۱۰- اَلیَومَ اَکمَلتُ.......................... الاِسلَامَ دِیناً ط

اس دور میں ہم نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نوازشات کا اہتمام کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کو بطور ضابطہ زندگی پسند کیا۔ 5/3

۱۱- وَ اَنزَلنَآ .... مُھَیمِناً عَلَیہِ

ہم نے تیری طرف (اے رسول) ایسی کتاب نازل کر دی ہے جو ان دعووں کو سچ کر دکھائے گی جو کتب سابقہ میں انسانوں سے کئے گئے تھے اور یہ تمام ابدی حقائق کو محیط ہے۔ 5/48

۱۲- وَ تَمَّت کَلِمَتُ رَبِّکَ صِدقاً وَّ عَدلاً ط

تیرے خدا کی باتیں اسکے قانون صدق و عدل کے ساتھ مکمل ہو گئے۔ 6/116

۱۳- وَاعتَصِمُوا بِحَبلِ اللّٰہِ جَمِیعاً وَّلاَ تَفَرَّقُوا ص

اور اللہ کی رسی کو سب مضبوطی سے پکڑ لو اور فرقہ میں نہ پڑو۔ 3/103

۱۴- وَلاَ تَکُونُو.......................... عَذَابٌ عَظِیمٌ ط

(اے ایمان والو) تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقہ فرقہ ہو گئے اور واضح دلائل آنے کے بعد بھی اپنے اپنے اختلافات پر جمے رہے۔ ایسے لوگوں کے لئے عذاب عظیم ہے۔ 3/105

Marfat.com

۱۵-   من قبلُ..........................انتقامٍ

اہل کتاب دین آ جانے کے بعد بھی متفکّر رہے۔یعنی اپنے اپنے مذہب پر جمے رہے حالانکہ یہ حکم دیا گیا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں۔دین کو خالص اللہ کے لئے مانتے ہوئے صرف اللہ کے لئے اس کے ہو جائیں۔3/4

۱۶-   اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْ ....فِیْ شَیْ ءٍ (سورۃ انعام آیت نمبر 159)

جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور فرقہ فرقہ بن گئے (اے رسول) آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔

نبوت کا معاملہ ایک بڑا نازک معاملہ ہے۔قرآن مجید کی رُو سے یہ اسلام کے ان بنیادی عقائد میں سے ہے۔جن کے ماننے یا نہ ماننے پر آدمی کے کفر و ایمان کا انحصار ہے۔ایک شخص نبی خدا ہو اور آدمی نہ مانے تو کافر۔ایک شخص نبی نہ ہو اور آدمی اسکو نبی مان لے تو کافر۔ایسے نازک معاملے میں تو اللہ تعالیٰ سے کسی بے احتیاطی کی بالکل توقع نہ کی جا سکتی۔اگر محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا ہوتا تو اللہ تعالیٰ خود قرآن مجید میں اسکی وضاحت فرماتا۔رسول ﷺ کے ذریعے سے اسکا اعلان کراتا اور حضور دنیا سے کبھی تشریف نہ لے جاتے جب تک اپنی امت کو اچھی طرح خبردار نہ کر دیتے۔۔۔

مسلمہ کذاب، مالک بن دویرہ، اسود عنی، سجاع ان سب نے وقتاً فوقتاً دعویٰ کیا اور پھر اور لوگوں نے بھی دعویٰ نبوت کیا کسی نے مسیح المعود کا۔کسی نے امامت عظمیٰ کا۔کسی نے سفیر رسول کا۔کسی نے محدث کا۔کسی نے قطب کا اور کسی نے ولی اللہ کا۔ ان سب دعویداروں نے اپنے فاسد نظریات کے دلائل پہلے قرآن مجید ہی سے پیش

Marfat.com

کرنے کی کوشش کی پھر اسلامی روایات کا سہارا لیا۔ مگر اس امت کا مزاج جھوٹی نبوت کے حوالے سے اتنا شدید ہے کہ جب کبھی بھی کوئی ایسا دعویدار پیدا ہوا تو پوری امت نے اپنی فروعیات Partialities کو ایک طرف رکھ کر اس فتنہ کو ختم کیا۔

نبوت اور راہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ہدایت اور رہنمائی کس قدر، کب اور کس طرح نوع انسان کو دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان کو مختلف اوقات میں وحی بذریعہ رسول و نبی بھیجتا رہا۔ جس طرح بھی اللہ نے مناسب سمجھا کیونکہ انسان کی تکمیل ہو رہی تھی مگر جب نبی اکرم ﷺ کا زمانہ آیا تو نوع انسانی کی جسقدر تکمیل چاہتے تھے ہو چکی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ نے بہتر سمجھا کہ اب نوع انسان کو قیامت تک جس قدر ہدایت و راہنمائی اور وحی درکار ہے اسے تحریری طور پر بصورت کتاب (قرآن مجید) دے دیا جائے سو اللہ تعالیٰ نے اس راہنمائی، وحی کو قرآن مجید میں بند کر دیا کہ اب انسان اس قابل عقل و فکر کے لحاظ سے ہو چکا ہے کہ تحریر پڑھ کر خود ہی راہ تلاش کر سکتا ہے۔

قرآن مجید کی صورت میں جو ہدایت اور راہنمائی ہم تک پہنچی ہے اسے بھی اللہ تعالیٰ نے مکمل اور کامل کر دیا اور راہنمائی وحی کو قرآن کے اندر محفوظ کر دیا۔ اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی خود اپنے ذمہ لے لی۔ مطلب یہ ہوا کہ اب دین مکمل ہو چکا ہے۔ اب صورت حال یہ سامنے آئی کہ اللہ کا دین مکمل۔ اللہ کا رسول مکمل۔ نہ کسی نئے یا مزید دین۔ نئی یا مزید ہدایت و رہنمائی کی ضرورت نہ ہی کسی نئے یا مزید نبی یا رسول کی ضرورت۔

Marfat.com

یہ نظریہ یا عقیدہ کہ نبوت یا رسالت جاری ہے۔کسی نبی۔رسول، مصلح۔امام مہدی، مہدی آخرالزمان۔مسیح موعود۔کسی آنے والے کا انتظار کی صورت میں بھی۔یہ سب کچھ قرآن کی تعلیمات سے انکار ہے۔اللہ تعالیٰ کے حکم کی کھلی بغاوت ہے۔دین میں ہر نئی چیز بدعت ہے۔سابقہ زمانے میں نبی اور رسول آتے تھے ان کے ماننے والوں کو اس نبی رسول کی امت کہا گیا۔جیسے یہود۔انصاری وغیرہ وغیرہ حضرت محمد ﷺ کو ماننے والے مسلمان کہلائے۔مسلمان کی تعریف میں اللہ تعالیٰ کی واحدانیت پر پختہ یقین، غیب پر یقین، الہامی کتب پر یقین۔سابقہ نبی اور رسول پر یقین کے ساتھ ساتھ ہی دین اسلام کو مکمل دین۔حضرت محمد ﷺ کو اللہ کا مکمل اور کامل رسول۔کا عقیدہ، یقین ،یعنی کہ قرآن آخری کتاب اور حضرت محمد ﷺ آخری رسول ہیں۔اس میں کوئی نئی چیز شامل کرنا خلاف اسلام ہے۔ہر نئی چیز دین میں شامل کرنا بدعت ہے۔بدعت برائی اگر گمراہی ہے جو آخرکار دوزخ میں لے جاتی ہے۔

نجات کا اعلان عام:

سورۃ النساء 4/123 میں نہ صرف یہودیوں اور عیسائیوں کو بلکہ سب کو مخاطب کر کے صاف صاف اعلان کر دیا ہے۔ایسا اعلان جس کے بعد کسی طرح کے شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہی۔

لَیْسَ ....وَّ لَا نَصِیْرًا

Marfat.com

''مسلمانوں یادرکھونجات اور سعادت نہ تو تمہاری آوازوں پر موقوف ہے نہ اہل کتاب کی آوازوں پر۔ اللہ کا قانون تو یہ ہے کہ جو کوئی بھی برائی کرے گا اس کا نتیجہ اس کے سامنے آئے گا۔ اور پھر نہ تو کسی کی دوستی سما سکے گی اور نہ کسی طاقت کی مددگاری''

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ .... تَذَكَّرُوْنَ (سورۃ الاعراف 3)

(اے لوگو) جو چیز تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل ہوئی ہے (صرف) اسکی پیروی کرو اور اسکے علاوہ ولیوں کی پیروی نہ کرو۔ سورۃ الاعراف 3۔

نبوت ختم ہو چکی ہے باقی رہا فریضہ رسالت یعنی خدا کے احکام لوگوں تک پہنچانا اوران کے مطابق ایک نظام قائم کرنا سوایسے اب امت محمدیہ کے سپرد کردیا گیا ہے۔ 35/32 3/109

''اے جماعت مومنین! تمہارا فریضہ ہے کہ تم قوانین خداوندی کو خود اپنے سامنے رکھواوران کا چرچا بھی کرو''

''وہ نظام جس میں تمام فیصلے قانون خداوندی کی رو سے ہوں گے فیصلہ تو وہی اتھارٹی دے سکے گی۔ جو صاحب اقتدار ہو'' جو کہ آیت استخلاف ۲۴/۵۵ کے مطابق خدا تعالیٰ کا مقررہ کردہ خفیہ ہی ہوسکتا ہے۔ اس کا فیصلہ ہی امت مسلمہ کو اختلافات کی دلدل سے نکال کر مرکز واحد پر جمع کرسکتا ہے۔ یہ خلیفہ قرآن کے مطابق قائم مسلمانوں کی حکومت کا سربراہ صرف ہوسکتا ہے۔

یہ امر مانا جائے کہ اللہ تعالیٰ کسی طور مزید ہدایت بندوں کے لئے بذریعہ وحی یا

Marfat.com

کسی شخصیت بھیجے گا تو یہ عقیدہ قرآن مجید کی تعلیمات کے خلاف ہے۔

(اے رسول) آپ کہہ دیجیے کہ اللہ کی ہدایت ہی درحقیقت ہدایت ہے۔

اِتَّخَذُ وْ آ................... كُوْنَ (سورۃ التوبہ آیت نمبر 31)

ترجمہ! انہوں نے اپنے علماء مشائخ کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ اپنا رب بنا رکھا ہے اور عیسیٰ ابن مریم کو بھی۔ حالانکہ انہیں تو یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ ایک اللہ کی عبادت کریں اور حاکم کوئی نہیں سوائے اللہ کے لیکن وہ اس توحید پر قائم نہیں رہے انہوں نے علماء اور مشائخ کو حاکم بنا کر شرک کیا۔ اللہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کسی مصلح۔ ولی، شیخ یا عیسیٰ کی پیروی کرنے یا بات ماننے سے منع فرمایا ہے اور جو کوئی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ کوئی مصلح کسی طور بھی یا مہدی یا مسیح کی صورت میں ہی آئے گا جسکا اتباع لازم ہوگا تو قرآن اس عقیدہ کی نفری کرتا ہے اور اسلئے ہر وہ آدمی جو اللہ کے دین اسلام (قرآن پاک) کی بجائے خود کو کسی مسلک (مولوی اسلام) کا پیروکار کہتا ہے وہ آدمی قرآن پاک کی رو سے کافر مشرک اور منافق ہے۔

آپ نے آیات قرآنی ملاحظہ فرمائیں کتنا واضح ہے کہ ولی، علماء شیخ عیسیٰ ابن مریم بھی لوگ بنا لیتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ لوگوں سے کہتا ہے کہ تم ان کی بات ہرگز نہ مانو بلکہ میری بات مانو۔ یہی ایک آنے والے مہدی مصلح عیسیٰ شیخ کی کتنی واضح اور صاف بات میں نفی کر دی گئی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے نوع انسان کو جس مقام معراج پر پہنچانا تھا پہنچا دیا ہے۔ حضرت آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ تک ہر ایک نبی، رسول محمد ﷺ ہی کے مختلف مدارج تھے۔ وہ سلسلہ گویا تکمیل محمد کے منازل تھے۔ نوع انسان کو ان کے

Marfat.com

شعور کے مطابق ہدایت ورہنمائی دی جاتی رہی۔حتیٰ کہ انسانیت اپنے معراج تک پہنچ گئی اب انسان کے سامنے ہدایت وراہنمائی قرآن کی صورت میں تاقیامت موجود ہے۔

اسکاحل وعلاج

اسلام دشمن قوتوں اور سازشوں جسکی وجہ سے عصر حاضر کا مسلمان ذلت و رسوائی کے عذاب میں دھنسا ہوا ہے کا علاج حل اور توڑممکن ہے۔اسلام کو اس ڈھیر کے نیچے سے باہر نکالا جاسکتا ہے پھر سے اسلام کی قوت کو بحال کیا جاسکتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے وعدہ جات ہیں کہ

مسلمانوں کو اس دنیا میں حکومت ملے گی۔

لذت ودولت ملے گی۔

تمام اقوام عالم پر غلبہ حاصل ہوگا۔

یہ وعدہ جات پورے ہو سکتے ہیں بشرطیکہ مسلمان خود کو اس چنگل سے آزاد کرانے کیلئے کمربند ہو جائے اور کتاب اللہ پر عمل کرے۔صرف اور صرف کتاب اللہ پر

حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰه

ہمارے لئے خدا کی کتاب کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے دین اسلام (جو قرآن مجید میں محفوظ ہے) کو اپنائیں اور مولوی کے مذہب اسلام (موجودہ مروجہ مذہب اسلام) کو چھوڑ دیں تو۔۔۔۔۔۔۔ذلیل و خوار ہونے کا عذاب ٹل سکتا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

خلافت

پیش لفظ:۔

پاکستان کے موجودہ حالات میں سیاسی جماعتوں کو ایک عظیم چیلنج کا سامنا ہے جو 1953ء سے شروع ہو کر آنے والے ہر سال میں سنگین سے سنگین تر ہوتا چلا آ رہا ہے۔ جس کا سامنا کرنے، حل تلاش کرنے، تدارک کرنے کے لئے سیاسی جماعتوں کو جو بصیرت استعمال کرنا چاہیے تھی وہ نہ کی گئی ہے۔ عام آدمی اور خاص طور پر سیاسی کارکن خواہ کسی سیاسی جماعت سے تعلق رکھتا ہو نہایت ہی دل آزاری افسردگی سے گلہ وشکوہ ہر محفل میں کرتا نظر آتا ہے۔ پاکستان کی اپنی 50 سالہ عمر میں مختلف حکومتیں آئیں۔ مختلف تجربات ہوئے مگر حالات سدھرنے کی بجائے اور بدتر ہوتے چلے گئے۔ کئی بار آرمی آئی۔ صدارتی نظام آیا۔ بنیادی جمہوریت کا نظام آیا۔ جمہوریت کے مختلف دور آئے۔ زبردست مینڈیٹ والے آئے مگر نتیجہ بدحالی۔ بے حالی۔ عام آدمی اقتدار سے اور اقتدار کے فوائد سے اتنا ہی دور ہے جتنا زمین سے چاند۔ سیاسی

Marfat.com

جماعتوں کے سربراہوں کو ایک ہی بڑے مگر مچھ کا سامنا رہا ہے۔اور ہر کوئی اس حقیقت سے بخوبی آشنا ہے کہ انفرادی طور پر وہ اس آفت کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔اس مگر مچھ کی گرفت ختم کر کے برسر اقتدار نہیں آسکتے۔اگر سیاسی جماعتوں کا کوئی اصول ہوتا اور وہ کسی قاعدے قانون کے مطابق اقدامات کرے تو غاصبوں کے لئے دروازے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو جاتے۔یہ حال صرف پاکستان میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے تمام مسلمان جہاں کہیں بھی ہیں وہ ایسے ہی حالات سے دوچار ہیں۔مفلسی، ظلم وستم، بے پناہ مشکلات ومصائب سے دوچار ہیں۔کسی نے مسلمانوں کی سلطنت عثمانیہ تباہ کر ڈالی۔کسی نے پاکستان کو دولخت کر دیا، کسی نے اسرائیل کی بنیاد رکھ کر فلسطینیوں کو بے گھر کر دیا اور کسی نے کشمیر پر غاصبانہ قبضہ کر کے کشمیریوں کا جینا مشکل کر دیا۔آج کل، جب بھی بات نظام حکومت کی کیجاتی ہے تو لوگ فوراً دنیا میں رائج مختلف سیاسی نظاموں کی طرف دوڑ پڑتے ہیں۔جس کے متعلق برٹرینڈ رسل کہتا ہے۔ ''دنیا میں جتنے سیاسی نظام رائج ہیں سب دولت کی پوجا سکھاتے ہیں۔اور امریکہ اس معاملے میں سب سے آگے ہے۔'' قصہ مختصر دنیا کے تمام مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟

جب انسان کا سیاسی شعور بالکل ابتدائی مراحل میں تھا تو خلافت اور امامت بھی شخصی تھی۔سورۃ ق آیت نمبر 26 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

یٰداوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَةً .... یَوْمَ الْحِسَابِ

ترجمہ: اے داؤد! ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ بنا دیا ہے پس لوگوں کے مابین حق و انصاف کے مطابق فیصلے کیا کرو۔اور خواہش کی پیروی نہ کرنا کہ وہ تمہیں اللہ کے راستے

Marfat.com

سے بھٹکا دے گی۔ جولوگ اللہ کے راستے سے بھٹکتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب تیار ہے کہ انہوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا ہے۔(سورة ص آیت نمبر 26)

قَالَ اِنِّی جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَاماً ط

ترجمہ:۔ حضرت ابراہیمؑ سے کہا گیا میں تمہیں امام بنانے والا ہوں

(سورة البقرة آیت نمبر 124)

جب انسان کا سیاسی شعور مختلف مراحل طے کرتے کرتے بلوغ کو پہنچ گیا تو اللہ تعالیٰ نے خلافت اور امامت کو بھی عوامی اور اجتماعی اداروں کی شکل دے دی۔اور خلافت کی ذمہ داری مجموعی اعتبار سے امت مسلمہ کے سپرد کر دی گئی اور خلافت بھی عامة المسلمین کا حق قرار دے دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

تم جس ہدایت کی آرزو رکھتے ہو وہ ہمارے اس ضابطہ قوانین کے اندر محفوظ ہے۔جس میں بے یقینی ہے نہ تذبذب اور نہ کوئی نفسیاتی الجھن۔

یہ ضابطہ قوانین سفر زندگی میں ان لوگوں کو انسانیت کی منزل مقصود کی طرف لے جانے والی راہ بتاتا ہے جو غلط راستوں کے خطرات سے بچنا چاہیں۔مگر دنیا کے مسلمان اکٹھے ہو کر کیوں نہیں سوچتے۔اہل الرائے لوگ آخر کیوں کوئی حل تلاش نہیں کرتے۔ایک منشور۔ایک جگہ اور ایک پرچم تلے کیوں جمع نہیں ہو جاتے۔

اللہ تعالیٰ ان کی حالت نہیں بدلتا جو خود اپنی حالت نہ بدلیں۔اب اگر مسلمان اپنی بے حالی خود ختم کرنا چاہتے ہوں کہ دنیا میں باعزت طور پر جئیں اور اس وقت بھی

Marfat.com

کوئی تبدیلی لانا مقصود مطلوب ہوتو ایک فیصلہ کن راہ اختیار کرنا ہوگی ۔ یہ فیصلہ کی گھڑی ہے۔ مسلمانوں کا امتحان ہے کہ وہ کون سی راہ اختیار کرتے ہیں ۔ آیا قانون قدرت (قرآن مجید) کی طرف رجوع کرتے ہیں یا دنیاوی قانون جو کہ لوگوں کا اپنا بنایا ہوا ہے۔ اگر آپ اللہ تعالیٰ کے قانون کی طرف آنا چاہتے ہیں تو قرآن مجید مکمل راہنمائی فراہم کرتا ہے۔

نہایت اہم ترین بات یہ ہے کہ خلاف راشدہ نبی اکرم ﷺ کے فوراً بعد آیا بلکہ یوں کہہ لیجئے کہ خلاف راشدہ میں اس وقت کا معاشرہ نبی اکرم ﷺ کی دعوت اور تربیت کے نتائج سے بھرپور تھا اب نہ دنیا میں دوبارہ دور نبوت آنے والا ہے اور نہ ہی اس کے آثار و برکات۔

مسلمانوں کی مثالی اسلامی فلاحی ریاست کے قیام کیلئے تمام تر نظام حکومت کو چھوڑ کر صرف اللہ کے نظام حکومت وسیاست کی جانب بڑھانا ہونگے موجودہ جمہوری نظام حکومت اور جمہوریت کا پورا سلسلہ فاسد ہے۔ اس کی ابتدا فاسد اس کی انتہا فاسد۔ مسلمانوں کیلئے حکومت ۔ طرز حکومت اور طریقہ کا نام خلافت ہے۔ خلافت کو قائم کرنا ہر مسلمان پر لازمی فرض ہے۔ جس طرح اسلام کے دوسرے ارکان کی پابندی لازم ہے۔ خلافت کے قائم کرنے میں کوتاہی سستی ایسے عظیم گناہوں میں سے ایک ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ سخت عذاب دیتا ہے۔ ذیل میں خلافت کا ڈھانچہ پیش خدمت

Marfat.com

خلافت کے خدوخال

اسلامی سلطنت کے کئی ایک پہلو ہیں جن کو مختلف عنوان کے تحت بیان کیا جائے گا۔ البتہ اسلام کے بنیادی اصولوں کے مطابق ہر قسم کے استحصال سے پاک معاشرہ تشکیل دے کر ایک فلاحی مملکت قائم کی جائے گی جو کہ فرقہ واریت سے بالکل پاک ہوگی۔

۱۔ خلافت کا مقصد اور نصب العین

اللہ تعالیٰ سورۃ الحج نمبر 22 آیت نمبر 41 میں واضح طور پر راہنمائی فرماتا ہے کہ قرآن کے نزدیک مسلمانوں کے اقتدار حکومت کا اصل مقصد اور نصب العین کیا ہو گا۔ ارشاد ربانی ہے۔

الذین ان مکلھم .... الامور.

ترجمہ! یہ لوگ (مسلمان) ایسے ہیں اگر ہم نے ان کو حکومت دی (اقتدار حاصل ہو گیا) تو یہ لوگ (مسلمان) خود نظام صلوٰۃ قائم کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور

Marfat.com

دوسروں کو بھی نیک کاموں کے کرنے اور برے کاموں سے روکیں گے۔

کیا شان ہے اللہ تعالیٰ کی کہ کیسے واضح الفاظ میں اسلامی حکومت کا مقصد بیان فرما دیا۔ کسی شک وشبہ کا کوئی شائبہ تک نہ رہنے دیا اور ایک ہی فقرہ میں مقصد اور نصب العین کا جوہر نکال کر سامنے رکھ دیا۔ مسلمانوں کی حکومت ذاتی کردار فسق وفجور اور غرور کی بجائے اقامت صلوٰۃ ہوگی ان کی دولت عیاشیوں اور نفس پرستیوں کی بجائے لوگوں کی نشوونما کے لئے ہوگی۔ انکی حکومت نیکی کو دبانے کی بجائے اسے فروغ دینے کی خدمت انجام دے گی۔ ان کی حکومت ایسے اقدامات کرے گی جس سے باشندگان ملت اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی قرآن وسنت کے مطابق ڈھال سکیں گے۔ لوگ ہر پیش آمدہ معاملہ کے متعلق دیکھیں گے کہ اس مسئلہ کی نسبت اللہ تعالیٰ کا قانون کیا کہتا ہے۔ اس طرح ان کی حکومت میں بحث وتمحیص اور باہمی مشاورت کے بعد ہر معاملہ کا فیصلہ قانون قدرت (قرآن) کے مطابق ہوا کرے گا۔ ان کی حکومت کا مقصد نوع انسانی کے اختلافات مٹا کر ظلم وسرکشی کو مٹانے کے اقدامات کرے گی۔ ان کی حکومت کا مقصد عالمگیر برادری بنا دینا ہے نہ کر گروہ بندیاں کر کے اقتدار حاصل کر کے صرف دولت اکٹھی کرنا ہے۔ دنیاوی علم سیاسیات کے مطابق ریاست کی اصطلاح کے مفہوم سے مراد اس کے چار عدد شعبہ جات ہوتے ہیں۔ ۱۔ اقتدار اعلیٰ ۲۔ مقننہ ۳۔ انتظامیہ ۴۔ عدلیہ۔ ان سب میں سے زیادہ اہم اقتدار اعلیٰ ہے۔

اقتدار اعلیٰ سے مراد کامل خود مختاری ہے اس کے دو پہلو ہیں۔ داخلی اور خارجی۔ خارجی اقتدار اعلیٰ سے مراد یہ ہے کہ کسی دوسری سیاسی طاقت کے دباؤ یا

Marfat.com

مداخلت سے آزاد اور اپنی سرگرمیوں میں کسی دوسری طاقت کو دخل نہ دینے دے۔داخلی اقتدارِاعلیٰ سے مراد یہ ہے کہ اسکی اپنی حدود کے اندر ہر کوئی فرد یا جماعت اس کے دائرہ اختیار سے باہر نہیں ہے۔ہر کسی کو لازمی اسکی اطاعت کرنا ہوگی۔دراصل ایسی حکومت کو حکومت کہلانے کا حق ہی نہیں جس کو اپنی حدود کے اندر نظم ونسق اور حصول مقاصد کے لئے کلی طور پر تمام اختیارات حاصل نہ ہوں۔اوران پر کوئی دوسرا ملک یاادارہ ان کے معاملات میں مداخلت کر کے اپنی مرضی کے مطابق فیصلے ماننے پر مجبور کردے۔اس روشنی میں ذرا پاکستان کی حکومت کو دیکھئے۔ہمارے مسائل کے فیصلہ جات،امریکہ،آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کرتا ہے۔پاکستانی حکومت کی حدود کے اندر روزمرہ استعمال کی اشیاء کی قیمتوں کا تعین بیرونی طاقتوں کی مرضی سے ہوتا ہے۔ٹیکس لگانے کا فیصلہ وہ بیرونی طاقتیں کرتی ہیں۔ہم ان کے فیصلوں کومن وعن تسلیم کرنے پر مجبور ہیں۔جہاں تک کہ یہ حکومت تو اپنے ملک کی اعلیٰ ترین عدالتوں سے سزا یافتہ قومی مجرموں کو بھی عزت کے ساتھ ان کے حوالے کرنے پر مجبور ہے۔ ایسی حکومت (پاکستانی حکومت) تو حکومت کی تعریف میں ہی نہیں آتی ہے۔اس وقت زیادہ تفصیل میں جانا مقصود نہ ہے۔اس طرح اسلامی حکومت کا مقصد،نصب العین ایک فلاحی ریاست ہے۔اس ریاست کا انتظام وانصرام خلافت کے ذریعے ہی ممکن ہے۔اورنظامِ خلافت ہی واحد نظام ہے جو عہد حاضر کے مسلمان کا کھویا ہوا وقار بحال کرسکتا ہے۔موجودہ مسائل سے نبردآزما ہوسکتا ہے۔

۲- اسلامی حکومت کا نام

Marfat.com

اسلامی حکومت کا نام خلافت اسلامیہ ہوگا۔

۳- دنیا میں خلافتِ اسلامیہ کی تعداد

تمام دنیا میں خلاف اسلامیہ صرف ایک ہوگی۔

۴- خلافتِ اسلامیہ کا سربراہ خلیفہ ہوگا

اسلامی ریاست میں حاکمیت یا اقتدار اعلیٰ کا مالک تو اللہ تعالیٰ ہوگا۔لیکن جو شخص اسلامی دستور کے تحت زمین پر حکمران ہو اسے حاکم اعلیٰ کا خلیفہ کہا جاتا ہے۔جو مخض تفویض کردہ اختیارات استعمال کرنے کا مجاز ہوگا۔خلیفہ کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ وہی اکیلا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کی خلاف اس ذات میں مرتکز ہوگئی ہے اسے امیر حکومت کہا جاتا ہے۔اسے متعین کردہ حدود کے اندر رہ کر اپنے فرائض انجام دینے ہوتے ہیں اور جن احکام کو دوسروں پر نافذ کرنا چاہتا ہے خود بھی ان کا اس طرح پابند ہوتا ہے۔چنانچہ خلیفہ کی حیثیت حاکم کی نہیں بلکہ وہ صرف نائب کی حیثیت رکھتا ہے۔مقننہ سے بالاتر نہ ہوگا۔ہر مسلمان کو اس کی سرکاری اور نجی سرگرمیوں پر تنقید کا حق ہوگا۔وہ قابل مواخذہ ہوگا۔قانون کی نظر میں اس کی حیثیت عام شہریوں کے برابر ہوگی۔اس کے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کیا جاسکے گا۔وہ عدالت میں کسی امتیازی برتاؤ کا مستحق نہ ہوگا۔ملک میں نیکی کی ترویج اور برائی کا احتساب کرے گا۔

۵- خلیفہ کے عہدے کی مدت

اسلام میں خلیفہ تاحیات اپنے عہدہ پر فائز رہے گا۔جب تک کہ ارباب حل و

Marfat.com

عقد (اہل الرائے) اس کی معزولی کا فیصلہ صادر نہ کر دیں۔

۶۔ خلیفہ کی اہلیت

قرآن مجید میں اجمالاً امیر کی اہلیت و شرائط اس طرح سے بیان کی گئی ہیں:۔

۱۔ اسلامی ریاست کا شہری ہو۔

۲۔ مسلمان ہو۔

۳۔ عادل ہو۔

۴۔ سلیم الاعضاء اور سلیم الحواس ہو۔

۵۔ عاقل و بالغ ہو۔

۶۔ شریعت کا علم رکھتا ہو۔

۷۔ دیانت دار و متقی ہو۔

وضاحت

مسلمان کی تعریف

(i) ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی واحدانیت پر پختہ یقین رکھتا / رکھتی ہو۔ حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا رسول مانتا، غیب پر ایمان رکھتا ہو، صلوٰۃ قائم کرتا ہو، اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرتا ہو اور پہلی الہامی کتب پر نیز یہ کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور یہ کہ کسی ایسے شخص کا / کی پیروکار نہ ہو جو حضرت محمد ﷺ کے بعد اس لفاظ کے کسی بھی مفہوم یا تشریح کے لحاظ سے

Marfat.com

پیغمبر ہونے کا دعویدار ہو اور نہ ایسے دعویدار کو پیغمبر یا مذہبی مصلح مانتا/ مانتی ہو۔

(ii) عادل وہ ہے جس کی اچھائیاں مجموعی طور پر اسکی برائیوں سے زیادہ ہوں (مجلۃ الاحکام الحدیبیہ۔ فقہ حنفی کی مستند کتاب)

(iii) امور مملکت نااہلوں کے سپرد نہ کئے جائیں۔ صحیح معاشرہ میں ارباب حل و عقد دراصل امین ہوتے ہیں اس لئے ضروری امر ہے کہ امانت صرف ان لوگوں کو سونپی جائے جو اس کے اہل ہوں۔ اسے نااہلوں سے بچایا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء آیت نمبر 58 میں یوں حکم دیا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا ۙ

ترجمہ: اللہ تمہیں اس امر کی تاکید کرتا ہے کہ تم امانت ان کو سپرد کرو جو اس کے اہل ہوں۔

۷- خلیفہ کا چناؤ

اسلام نے خلیفہ کے انتخاب کے لیے کوئی لگا بندھا، معین اور طے شدہ طریقہ کار نہیں دیا بلکہ بعض عمومی ہدایات دے کر ہمیں آزاد چھوڑ دیا کہ ہم مقاصد شریعت کے ساتھ ساتھ حالات و واقعات اور اپنی ضروریات کے مطابق ان اصولوں کی روشنی میں کوئی مناسب طریقہ کار باہمی مشورے سے طے کر لیں۔ سربراہ کو قوم کی اکثریت (جمہور) کا اعتماد حاصل ہونا چاہیے۔ اس اعتماد کا اظہار براہ راست بھی کر سکتے ہیں۔ اکثریت کا اعتماد اعلان خلیفہ (تقرری) کے بعد ہوگا۔ جیسا کہ خلفائے راشدین کے

Marfat.com

وقت ہوتا تھا۔ البتہ انتخاب اور اکثریت کا اعتماد بذریعہ بیعت ہوگا۔ بیعت کا طریقہ کار بھی آپ خود ہی طے کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ آجکل کے دور میں بیعت بذریعہ خفیہ بیلٹ پیپر بھی ہوسکتا ہے۔

۸۔ خلیفہ کو منصب سے علیحدہ کرنے کی وجوہات وطریقہ کار

۱۔ قرآن کے احکام کی صریح نافرمانی اور خلاف ورزی۔

۲۔ اوصاف اور شرائط کے زائل ہونے پر۔

۳۔ خلیفہ کو منصف سے علیحدہ کرنے کی تحریک اہل الرائے کے خاص اجلاس میں پیش ہوگی۔ اس مشترکہ اجلاس میں بحث کے بعد رائے شماری ہوگی کثرت رائے سے تحریک منظور ہونے کی صورت میں خلیفہ معزول تصور ہوگا۔

۹۔ خلیفہ کی ذمہ داریاں

۱۔ خلیفہ نہ صرف قوم کا قائد اور راہنما ہوگا بلکہ ریاست کے اہداف و مقاصد کے حصول کی اجتماعی جدوجہد کا اولین ذمہ دار ہوگا۔

۲۔ اپنے فرائض کی انجام دہی میں وہ کتاب اللہ کے احکام اور شوریٰ کے اجتماعی فیصلوں کا پابند ہوگا۔

۳۔ خلیفہ سربراہ مملکت اور سربراہ حکومت ہوگا۔

۴۔ اسلامی حکومت کا سربراہ اسلامی قوانین (قرآن حکیم) کے خلاف کوئی حکم جاری نہیں کر سکے گا اگر کرے گا تو عدالت اسے کالعدم قرار دینے کی مجاز ہوگی۔

۵۔ اسلام میں خلیفہ کو مقننہ (شوریٰ) فیصلوں کو مسترد کرنے کا حق حاصل نہیں ہو

Marfat.com

تاماسوائے کہ فیصلہ صریحاً قرآن مجید کے خلاف ہو۔

۶- خلیفہ مملکت نظم مملکت کا ذمہ دار ہوگا۔اور مملکت کے آئینی اور انتظامی سربراہ کی نسبت سے جملہ فرائض انجام دے گا۔

۷- خلیفہ ملک کی مسلح افواج کا سپہ سالار اعلیٰ ہوگا۔

۸- خلیفہ مملکت کو آئینی اور انتظامی ذمہ داریاں سرانجام دینے کے لیے ضروری اختیارات حاصل ہوں گے۔

۹- خلیفہ اپنے جملہ اختیارات کو قرآن پاک کی متعین کردہ حدود کے اندر استعمال کرے گا۔

۱۰- خلیفہ دستور کو جزواً یا کلی طور پر معطل نہیں کر سکے گا۔

۱۱- خلیفہ جملہ شہری حقوق اور فرائض میں المسلمین کے برابر ہوگا اور مواخذے سے بالاتر نہ ہوگا۔

۱۰- سیاسی حکمت عملی

اَلْحِکْمَتُ لِلّٰہِ

ترجمہ: حاکمیت اللہ ہی کی ہے۔(سورۃ فاطر)

سیاست دین اللہ کے ایک جزو کی حیثیت ہو گی۔قرآن کے خلاف کوئی قانون نہ بنایا جائے گا۔اعلیٰ عدالتوں کو خلاف قرآن قانون کو مسترد کرنے کا پورا پورا اختیار ہوگا۔تمام شہری قانون کی نظر میں برابر ہوں گے۔کوئی شخص بھی قانون سے

Marfat.com

بالاتر نہ ہوگا۔ غیر مسلموں کی جان، مال، عزت و آبرو کی حفاظت کی پوری پوری ضمانت ہوگی۔ مذہبی آزادی ہوگی۔ البتہ غیر مسلموں کو مسلمانوں میں تبلیغ کا حق حاصل نہ ہو گا۔ امت مسلمہ کو اپنا موثر کردار ادا کرنے کے قابل بنایا جائے گا۔ اسلامی ذہن رکھنے والی باغیرت اہل اور لائق قیادت ہر سطح پر لائی جائے گی۔ اور امت مسلمہ کی کھوئی ہوئی شان واپس لائی جائے گی۔ یہ بات یہود اور انصار بھی سمجھتے ہیں کہ 56 ممالک پر مشتمل امت مسلمہ متحد ہو کر کیا کردار ادا کر سکتی ہیں۔ اس خطرہ کے پیدا ہونے سے قبل ہی وہ اس خطرہ کو معاشی، سیاسی، دفاعی لحاظ سے ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں کہ اسلام موثر نظام حیات کے طور پر نہ آ سکے۔ مگر خلافت سے دشمنان اسلام کے منصوبے خاک میں ملا دیئے جائیں گے۔ اسلامی نظریہ حیات کو بھی بائبل کی طرح مذہب صرف مسجدوں، مدرسوں اور خانقاہوں میں محدود کر دیا گیا ہے۔ محبت رسول ﷺ کا کھوکھلا دعویٰ کرنے والوں کے لیے مقام غور و فکر ہے کہ ایک طرف تو رسول ﷺ کا بھرپور دعویٰ کیا جاتا ہے۔ تو دوسری طرف احکامات شرعیہ سے منہ موڑا جاتا ہے۔ اس ساری صورتحال کو ختم کر دیا جائے گا۔

۱۱۔ پارٹی بازی

سیاست میں پارٹی بازی نہیں ہوگی۔ ہر شخص حق کے مطابق رائے دے گا۔ اسلام میں اس کا موقع نہیں کہ آپ ہر حال میں اپنی پارٹی کا ساتھ دیں اور ساتھ رہیں۔ خواہ وہ پارٹی حق پر ہو یا باطل پر۔ اسلامی سیرت کا تقاضا ہے کہ جب بھی رائے طلب کی جائے تو آپ جس رائے کو حق پر پائیں اس کا ساتھ دیں۔ ورنہ اختلاف

Marfat.com

کریں اسلامی خلافت میں ہر سطح پر پارٹی بازی ممنوع ہوگی۔

۱۲- بنیادی قانون، قانون سازی

اسلامی خلافت کا بنیادی قانون کتاب اللہ ہوگی۔ اور انسانی مسائل اور زمانے کی جدید ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے کتاب اللہ کی روشنی میں قوانین وضع کرنے کا اختیار صرف اسلامی خلافت کو ہوگا۔ اجماع صرف اسلامی خلافت کی زیر سرپرستی وزیر نگرانی ہوگا۔ احکام الٰہی کے خلاف قانون سازی کفر ہے۔ غیر اسلامی قوانین بنانا اور انہیں افضل سمجھنا کفر ہے۔

۱۳- ذاتی ملکیت

افراد کو ذاتی ملکیت کا حق ہوگا۔ مگر لامحدود نہیں بلکہ چند پابندیوں کے ساتھ۔ اصول یہ ہوگا کہ عوامی وسائل و ذرائع قومی ملکیت ہوں گے۔ مفاد عامہ کی خاطر کسی صنعت یا تجارت کو حکومت اپنے انتظام میں چلا سکتی ہے۔ اور اگر بعض افراد کسی صنعت یا تجارت کو اجتماعی مفاد کے خلاف چلا رہے ہوں تو حکومت اسے اپنے انتظام میں لے سکتی ہے۔ تاہم اصل مالکوں کو معاوضہ دیا جائے گا۔

۱۴- اقتدار اعلیٰ

اسلام میں حاکمیت اور اقتدار اعلیٰ کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ بنیادی نظریہ یہ ہوگا کہ ملک اللہ تعالیٰ کا ہے اور قانون بھی اللہ تعالیٰ کا چلے گا۔ کسی بھی شخص یا خاندان یا طبقہ قوم بلکہ ریاست ساری آبادی کو بھی حاکمیت کا حق حاصل نہیں ہے۔ یہ سب محض رعیت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ قانون صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہوگا۔

Marfat.com

سارے مسلم ملک کربھی اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون میں کسی طرح کی کوئی ترمیم کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔

۱۵۔معاشی حکمت عملی

ہرشہری کی بنیادی ضرورت اسے مہیا کی جائے گی۔ زکوۃ، عشر اور غیر مسلموں سے جزیے کی وصولی کا نظام نافذ ہوگا۔ ہر قسم کے ٹیکس ختم ہو جائیں گے۔ انفرادی ملکیت اور آزاد معاشی جدوجہد کو اسلامی حدود کے اندر رکھا جائے گا۔ اخراجات میں اعتدال اور اسراف کی ممانعت ہوگی۔ معاشی، معاشرتی اور سیاسی مثبت نتائج حاصل کرنے کے لیے جاگیرداری نظام بالکل ختم کردیا جائے گا۔ برآمدات بڑھا کر ہی قومی معاشی مسائل حل ہوں گے۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا.

ترجمہ: کھاؤ پیو لیکن اسراف مت کرو۔

وضاحت:

زکوۃ ایک سسٹم ہے۔ زکوۃ کے لغوی معنی نشو نما کرنا اور ارتقائی منازل طے کرنا ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ جب ہم ان کو زمین پر غلبہ دیں گے تو وہ صلوۃ قائم کریں گے اور زکوۃ دیں گے۔ اس آیت مبارکہ میں زکوۃ کی ذمہ داری ارباب اقتدار پر ڈالی ہے جو لوگوں کی فلاح و بہبود کے ذمہ دار ہوں گے۔ وہی زکوۃ کے لیے مال لینے کے مجاز ہوں گے۔ اسلامی حکومت میں کسی فرد کو نہ تو علاج معالجہ کی فکر ہوتی ہے اور نہ ہی بچوں کی تعلیم کی فکر روزگار کے لیے نہ ہی پریشانی۔ نہ بڑھاپے کے مسائل کی فکر۔ نہ

Marfat.com

مکان کے لیے سرگرداں ۔ نہ روٹی کپڑے کی فکر اور نہ ہی جان و مال اور عزت کی حفاظت کی فکر ۔عوام سے حسب ضروریات زکوۃ کے مقاصد کے لیے مال وصول کر کے عوام کی خوشحالی، حفاظت اور ترقی کی ضامن ہے۔زکوۃ کے لیے مال دینے اور لینے کی مجاز صرف مسلمانوں کی مرکزی حکومت ہے۔ اسلامی حکومت شرح زکوۃ ضرورت کے مطابق مقرر کر سکتی ہے۔اور زکوۃ عندالطلب دینا لازمی ہوتا ہے ورنہ زکوۃ سے گریزاں فرد اسلامی قانون کی گرفت میں ہوتا ہے موجودہ مروجہ نظام زکوۃ اڑھائی (2.5) فیصد شرح قرآن میں کہیں موجود نہ ہے اس لیے یہ طریقہ اور شرح غیر قرآنی ہے۔

اسلامی انقلاب

پاکستانی قوم بلکہ مسلم امہ بحیثیت مجموعی مایوسی کا شکار ہے۔ یہ لوگ مختلف اقسام حکومت سے مایوس ہو چکے ہیں۔ مارشل لاء اور فوجیوں سے مایوس، سیاسی جماعتوں اور سیاسی لوگوں سے مایوس، جو لوگ سیاسی حالات خراب حالات کی اصلاح مارشل لاء سے کرنا چاہتے ہیں۔وہ سخت غلطی پر ہیں۔موجودہ حالات میں صرف جاگیردار، سرمایہ دار اور خاص قسم کے چالاک لوگ ہی کامیاب ہوں گے۔

بعض لوگ اس ملک میں خونی انقلاب کی سوچ رکھتے ہیں۔ یہ سوچ بالکل غلط ہے اس خلافت کا رستہ ہی قوم و ملک کو اس اندھیرے سے نکال سکتا ہے۔ضرورت اس سوچ کی ہے کہ کردار کر تعمیر کی جائے کہ قیادت ایک نیک اور دیانتدار کا انتخاب کیا جائے۔ جو معاشرہ کو صحیح اسلامی خطوط پر استوار کرے مگر کیسے۔۔۔۔صرف اور صرف

Marfat.com

خلافت سے۔

معاشی تعمیر و ترقی

اسلامی خلافت اپنی حدود کے اندر رہ کر معاشی تعمیر و ترقی کرے گی۔ صنعت و حرفت اور زراعت تجارت کو ہر سطح پر انقلابی ترقی دے گی۔ معاشی استحکام پیدا کیا جائے گا۔ صنعتی اور زرعی منصوبہ بندی کر کے ہر معاملہ میں خود کفیل بنایا جائے گا۔ افراد کو ترقی کے یکساں مواقع میسر ہوں گے۔ معاشی ناہمواریاں اور دولت کی نامنصفانہ تقسیم سرمایہ داری نظام کا حصہ ہے۔ اسلامی خلافت اسے ختم کر دے گی۔ اور سرمایہ دارانہ رجحانات کو ختم کر دیا جائے گا۔ سرمایہ دار کے ساتھ مزدور بھی منافع میں حصہ دار ہو گا۔ وہ اس لئے کہ جتنا سرمائے دار کے سرمائے کا حصہ ہے اتنا ہی مزدور کی محنت کو بھی دخل ہے۔ اس بات کو یقینی بنایا جائے گا کہ دولت سمٹ کر چند ہاتھوں میں محدود نہ ہو جائے کہ باقی تمام ملک غربت اور محرومی کا شکار ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ترجمہ: ان کے مالوں میں حق ہے مانگنے والوں کے لئے اور رزق سے محروم رہ جانے والوں کے لئے۔ معاشی منصوبہ بندی کر کے ایسی پیداوار میں اضافہ کیا جائے گا۔ جو فائدہ مند ہو اور ایسی پیداوار کو روکا جا سکتا ہے۔ جو نقصان دہ اور غیر ضروری ہو۔

۱۶- کفالت عامہ:

اسلامی خلافت کی حدود کے اندر بسنے والے ہر انسان کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کا اہتمام کیا جائے گا۔ اپنی محرومی کا ثبوت فراہم کر کے با آسانی اور بلا تاخیر

Marfat.com

اجتماعی خزانے سے بقدر ضروریات مال حاصل کر سکے گا۔ اسلامی ریاست میں کوئی باشندہ بھوکا، پیاسا، ننگا، بے گھر اور بیمار بے علاج نہ رہے گا۔ لاوارث و یتیم کی پرورش اور تعلیم بالکل مفت ہوگی۔

۱۷۔ عسکری حکمت عملی

افواج کو جدید ترین اسلحہ سے لیس کر کے ان کو ہر قسم کی بنیادی جارحیت کا احسن طریقہ سے مقابلہ کرنے کے قابل بنایا جائے گا۔ تربیت ہر سطح پر مسلمان کے لئے لازمی ہوگی ہر مسلمان سپاہی ہوگا۔ جدید ترین اسلحہ سازی ہوگی اور اسلحہ میں خود کفیل بنایا جائے گا۔ مضبوط ترین دفاعی حکمت عملی اپنائی جائے گی۔ افواج بیرونی جارحیت کو کچلنے، اقتدار اعلیٰ کو قائم رکھنے اور اندرونی امن و امان کی ضمانت ہوگی۔ خلیفہ تمام افواج کا کمانڈر انچیف سربراہ اعلیٰ ہوگا۔ اعلان جنگ یا جنگ روکنے کا اعلان صرف خلیفہ کرے گا۔ خلیفہ اندرونی یا بیرونی خطرات و امن و امان قائم رکھنے کے لئے عسکری ادارے استعمال کرنے کا مجاز ہوگا۔ عسکری اداروں کے اندرونی معاملات خود ادارے نمٹائیں گے۔ دفاعی ضروریات کو پورا کرنا از روئے دین فرض ہے۔

فرمان الٰہی ہے۔

ترجمہ: اور دشمنوں کے مقابلہ کے لئے جتنی طاقت تم اکٹھی کر سکو اسے تیار کرو۔

ہمارے ملک میں وسائل کی کمی نہیں لیکن بدقسمتی سے بھاگ ڈور نا اہل اور کرپٹ لوگوں کے ہاتھ چلی جانے سے سارے کا سارا اہتمام صرف ذاتی جائیدادوں

Marfat.com

کی سوچ آ گئی ہے۔ ملک اور قوم کی بالکل پرواہی نہیں۔ خلافت دفاع کو مضبوط سے مضبوط تر بنائے گی۔ دفاعی اور فوجی صلاحیتوں میں اضافہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ غیر مسلم تو چاہتے ہیں کہ دفاع مسلم کمزور رہو اور آہستہ آہستہ ان کی آزادی ہی ختم ہو جائے۔ یہ سوچ یہود اور انصار کی ہے۔ بین الاقوامی مالیاتی ادارے کھلے عام ہمارے داخلی اور خارجی اور دفاعی منصوبوں پر کنٹرول حاصل کر رہے ہیں۔ اس بات طریقہ اور سوچ کو سختی سے کچل دیا جائے گا۔ ہم اپنے دفاعی فیصلے کا حق کسی اور قوم یا ادارے کو ہرگز نہ سونپیں گے بلکہ اس کی نگرانی خلافت کی ذمہ داری ہوگی۔

تعلیمی پالیسی:

قوم کے بچوں کی تعلیم کی تمام تر ذمہ داری انفرادی طور پر والدین کی نہیں بلکہ اجتماعی طور پر حکومت کی ہوگی۔ نظام تعلیم میں مذہبی اور دنیاوی تعلیم کی تفریق کو ختم کر دیا جائے گا۔ اور طالب علموں کو دنیاوی علوم کی تعلیم اس طرح دی جائے گی کہ وہ ہر شعبہ زندگی میں یہ جانچنے کے قابل ہو سکیں کہ قرآن مجید اس باب میں کیا راہنمائی دیتا ہے۔

اسلحہ سازی کارخانے قائم کیے جائیں گے۔ جنگی ساز و سامان کی ایجادات کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔ جدید ترین ہتھیار مہیا کیے جائیں گے۔

سورۃ الانفال نمبر 8 آیت نمبر 60 میں حکم صادر ہوا ہے۔ کہ

وَاَعِدُّوْلَھُمْ .... بِہٖ دُوْنِھِمْ ج

ترجمہ: ایسا مت خیال کرو۔ تم ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ جاؤ اور سمجھ لو کہ مخالفین کو یونہی

Marfat.com

شکست ہو جائے گی۔ان کو شکست تمہارے ہاتھوں ہی ملے گی۔اس لئے تم دشمن کے مقابلہ کیلئے ہر وقت تیار رہو۔امکان بھر سامان حفاظت فراہم کرو۔قوت سے یعنی ہتھیاروں سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھو۔اوراس کے ذریعے سے تم اپنا رعب جمائے رکھو ان پر جو کہ کفر کیوجہ سے اللہ کے دشمن ہیں۔اور تمہارے دشمن ہیں۔اورانکے علاوہ دوسروں پر بھی جنکا تم کو ابھی علم نہیں ہوا۔اللہ کوانکا علم ہے۔

وَالْعٰدِیٰتِ .... بِہٖ نَقْعًاo فَوَسَطْنَ بِہٖ جَمْعًاo.

ترجمہ:اور قسم ہے ان سرپٹ دوڑنے والے گھوڑوں کی جو ہانپتے ہیں۔ پھر پتھروں پر نعل مار کر آگ نکالتے ہیں۔پھر صبح کے وقت چھاپہ مارتے ہیں۔ پھر اس میں گرداڑاتے ہیں۔پھر دشمن کی فوج میں جا گھستے ہیں۔

پاکستان کی علاقائی سالمیت اور حفاظت کو یقینی بنایا جائے گا۔

کمانڈر کے لئے قرآن پاک میں حکم ہے۔

قَالَ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰہُ عَلَیْکُمْ وَزَادَہٗ بَسْطَۃً فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ط

ترجمہ:کہہ دو خدا نے اس کو تم پر (فضیلت دی ہے اور بادشاہی کے لئے)منتخب فرمایا ہے۔اس نے اسے علم بھی بہت سا بخشا ہے اور تن و توش بھی (بڑا عطا کیا ہے۔)یعنی سربراہ علم کے لحاظ سے بہت زیادہ پڑھا اور جسمانی لحاظ سے بھی مضبوط ہونا چاہیے۔

۱۸-عدلیہ کی حکمت عملی:

سلطنت اسلامیہ کی بنیاد اسلامی عقیدہ پر ہو گی۔کوئی قانون قرآن مجید کے

Marfat.com

خلاف نہ بنایا جائے گا۔عدلیہ کو اختیار ہوگا کہ وہ کسی بھی خلاف قرآن قانون کو کالعدم وغیر موثر قرار دے دے۔عوام الناس کے لئے لازم ہوگا کہ انفرادی اور اجتماعی طور پر نافذ شدہ احکامات کی لازمی طور پر اطاعت کریں۔غیر مسلموں کے تنازعات کے فیصلے ان کے پرسنل لاء کیمطابق ہوں گے۔مگر مسلم اور غیر مسلم کے مابین تنازعات کا فیصلہ نافذ شدہ اسلامی قانون کے مطابق ہوگا۔عدلیہ اپنے اندرونی معاملات خونمٹائے گی البتہ چیف جسٹس خلیفہ مقرر کرے گا۔حیلے بہانے سے قانون الٰہی بدلنے والوں کو کافر قرار دیا جائے گا۔

۱۹-انتظامی حکمت عملی:

گورنمنٹ سنٹرلائزڈ (وفاق) ہوگی اور ایڈمنسٹریشن (انتظامیہ) نچلی سطح پر ہوگی۔ Unitary ہوگی۔ Fedration نہیں ہوگی۔سلطنت صوبوں میں آبادی کے لحاظ سے منقسم کی جائے گی۔ہر صوبہ کا گورنر خلیفہ مقرر کرے گا۔

۲۰-سرکاری زبان:

عربی کی تعلیم ہر سطح پر لازمی قرار دی جائے گی۔اور سلطنت اسلامیہ کی سرکاری زبان عربی ہوگی۔

۲۱-اہل الرائے:

ہر وہ شخص اہل الرائے ہوگا۔جو کہ دینی و دنیاوی مسائل اور نظام کو اچھی طرح سمجھتا ہو۔اس لحاظ سے موجودہ زمانہ میں اہل الرائے یہ لوگ ہوں گے۔

(a) ایڈووکیٹ ہر سطح کے۔

Marfat.com

(b) جج ہر سطح کے۔

(c) وزرا اور ان کے سیکرٹری۔

(d) ارکان مجالس شوریٰ (وفاقی، صوبائی)

۲۲- اسلامی حکومت کے ستون:

1- اقتدار اعلیٰ

2- مقننہ

3- عدلیہ

4- انتظامیہ

۲۳- غیر مسلم اقلیتوں کی حیثیت:

(i) اسلام دین رحمت ہے۔ اس کی شفقت اور راحت کا دائرہ کسی خاص قوم وملت کے لے محدود نہیں بلکہ بنی نوع انسان تک کے لئے وسیع ہے۔

(ii) قرآن پاک میں عدل وانصاف اور احسان کا جو حکم دیا ہے۔ اس میں کسی مسلم اور غیر مسلم کی کوئی تمیز نہیں ہے۔ اسلام میں جتنے اخلاقی احکام ہیں وہ مذہب وملت کی تمیز کے بغیر سارے انسانوں کے لئے عام ہیں۔ اس میں مسلم اور غیر مسلم سارے شامل ہیں۔ اسلام دین میں جبر زبردستی نہیں۔

ترجمہ: دین میں کوئی جبر نہیں۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر 256)

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قف

معاہدہ اہل نجران:

Marfat.com

غیر مسلموں کے حسب ذیل حقوق متعین کئے گئے ہیں۔

1- غیر مسلم کو انسان ہونے کے ناطے تمام حقوق انسانیت حاصل ہوں گے۔

2- ان کی جان محفوظ رہے گی۔

3- ان کی زمین، جائیداد اور مال وغیرہ ان کے قبضہ میں رہے گا۔

4- ان کے کسی مذہبی نظام میں تبدیلی نہ کی جائے گی۔ مذہبی رسم ورواج کی بھی پوری پوری آزادی ہوگی۔ اوران کی عبادت گاہوں کی حفاظت کی بھی پوری پوری ضمانت ہوگی۔

5- عورتوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے گا۔

6- ان کی کسی چیز پر قبضہ نہ کیا جائے گا۔

7- ان سے فوجی خدمت نہ لی جائے گا۔

8- ان سے زکوٰۃ وعشر نہ لیا جائے گا۔ بلکہ ان سے جذیہ لیا جائے گا جس کی شرح حکومت وقت مقرر کرے گی۔ جو کہ زکوۃ کی شرح کے مطابق ہوگی۔

9- ان کے معاملات ومقدمات کا فیصلہ انصاف کے ساتھ کیا جائے گا۔

10- ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہونے پائے گا۔

11- کوئی ناکردہ گناہ کسی مجرم کے بدلہ میں نہ پکڑا جائے گا اور کوئی ظالمانہ زحمت نہ دی جائے گی۔

12- ہیومن رائٹس بلاتمیز رنگ ونسل ومذہب ان کو حاصل ہوں گے۔ البتہ غیر مسلموں کو حکومتی قلیدی عہدہ پر فائز نہ کیا جائے گا۔ کسی رازدارنہ محکمہ میں بھی عہدہ پر تعین نہ کیا جائے گا۔ کیونکہ یہ لوگ ہر وقت تخریب کی ٹوہ میں رہتے ہیں اور کوئی موقع

Marfat.com

بھی مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا ہاتھ سے نہ جانے دیں گے۔ان کی دلی خواہش ہو تی ہے کہ تم مشکلات اور مصیبتوں میں پھنس جاؤ۔اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔

یاَیُّھَا.............اَکْبَرُط

ترجمہ: مومنو! کسی غیر (مذہب کے آدمی) کو اپنا راز دار نہ بنانا یہ لوگ تمہاری خرابی اور فتنہ انگیزی کرنے میں کسی طرح کوتاہی نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ (جس طرح ہو) تمہیں تکلیف پہنچے۔ان کی زبانوں سے تو دشمنی ظاہر ہو چکی ہے۔اور جو (کینے) ان کے سینوں میں مخفی ہیں وہ کہیں زیادہ ہیں۔(سورۃ الِ عمران نمبر 3 آیت نمبر 118)

۲۴-خواتین کی شرکت

خلاف کے منصب کے لئے عورت بھی اسی طرح فائز ہو سکے گی جس طرح کا مرد۔یہ کوئی حرام بات نہیں ہے۔خواتین مجلس شوریٰ کے انتخاب کے لئے منتخب ہو سکیں گی۔رائے دہی کا حق حاصل ہوگا۔

۲۵-مذہبی پیشوائیت:

مذہبی پیشوائیت کو ختم کر دیا جائیگا۔دین اور سیاست میں تفریق غیر اسلامی ہے۔اسلامی ریاست میں مذہبی مکتبوں یا دار العلوموں کا الگ تصور غیر اسلامی ہے۔ ان کا وجد ختم کر دیا جائے گا۔تمام مذہبی فرقوں کو غیر اسلامی قرار دے کر ان کا وجود ختم کر دیا جائے گا۔کوئی بھی فرد خود کو کسی مذہبی فرقہ کے ساتھ شناخت نہ کروا سکے گا۔تمام صرف مسلم کہلائیں گے۔علماء کرام کوئی جدا گانہ گروہ جماعت بنانے یا کہلوانے کے

Marfat.com

مجاز نہ ہوں گے۔ ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کے قوانین سے بغاوت تصور کیا جائے گا۔ حکومت کی پیشگی اجازت کے بغیر کوئی شخص یا عالم اپنے طور پر مذہبی لٹریچر شائع نہ کرے گا۔ نہ ہی کسی طور پر تشہیر کرے گا۔ اس کے لئے حکومت ایک اسلامک بورڈ یا اسلامک کونسل تشکیل کرے گی۔ اجماع اور اجتہاد انفرادی طور پر کسی طرح اور کسی سطح پر کسی فرد کا کام نہیں بلکہ حکومت وقت کا فریضہ ہے۔ سرکاری سطح پر سرکاری نگرانی میں یہ کام ہوگا جس کی اتھارٹی خلیفہ ہوگا۔ شریعت نافذ کرنے اور تشریح کرنے کا مجاز صرف خلیفہ ہوگا۔ نظام اسلام جب بھی قائم ہوگا اس کیلئے اولین شرط لگا دی کہ اس قسم کی جماعت کا وجود میں لانا ہوگا۔ حضور ﷺ نے بھی ضروری تعلیم و ترتیب سے جماعت مومنین تیار کی تھی۔ اب بھی اس طرح کی جماعت تیار کرنا ضروری ہے۔ اسلامی نظام ان ہی کے ہاتھوں قائم ہو سکے گا۔ اصل مسئلہ تو ان انسانوں کا ہے جو یہ نظام قائم کریں گے۔ ان کو خصوصیات کے لحاظ اور اعتبار جنہیں مومن کہا جاتا ہے۔

جو قوم اسلامی نظام قائم کرنے کا عزم لے کر اٹھے۔ اس کے لئے پہلا کام یہ ہوگا کہ وہ قرآنی تعلیم و تربیت سے انسانیت سازی کر کے مومن پیدا کر لئے جو اس نظام کو چلا سکیں۔ یہ لوگ قرآنی حدود کے اندر رہتے ہوئے دور حاضر کے تقاضوں کے مطابق اس نظام کا طریقہ کار بھی تعین کر لیں گے۔ اور اسلامی قوانین بھی مرتب کر لیں گے۔

۲۶۔ مشاورتی نظام:

اس میں تمام امت مسلمہ شریک ہوگی۔ خلیفہ کسی کو بھی طلب کر کے مشورہ لے

Marfat.com

سکتا ہے معاملات باہمی مشاورت سے طے ہوں گے۔اسلام کے مشاورتی نظام میں کسی کو بھی قرآن کے خلاف قانون سازی کی اجازت نہیں ہوگی۔6/117اگر تم کسی بات کو محض اس لئے حق مان لو اور اس کا اتباع کرنے لگ جاؤ کہ اکثریت ایسا کہتی ہے۔مغربی جمہوریت میں قوم کے نمائندوں کو قانون سازی کا مکمل طور پر حق حاصل ہوتا ہے۔اس میں اقتدارِ اعلیٰ عوام ہوتا ہے۔مگر اسلام میں اقتدارِ اعلیٰ اللہ تعالیٰ کا ہوتا ہے۔23/71اگر حق عوام کی مرضی کے تابع ہو جائے تو زمین اور آسمان میں فساد ہی فساد ہو جائے۔حق کو لوگوں کے تابع نہیں رکھا جائے گا۔بلکہ لوگوں کو حق کے تابع رکھا جائے گا۔

۲۷-سماجی حکمت عملی:

چونکہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ذات پات کو ختم کر کے صرف مسلمان قوم ہوگی۔

اسلامی سزاؤں کا نفاذ ہوگا۔

سماجی برائیوں، رشوت اور فضول خرچی کا خاتمہ کیا جائے گا۔

جلد اور سستا انصاف مہیا کیا جائے گا۔

ہر کسی خاص و عام کے لئے تعلیم لازمی ہوگی۔

لغو اور فحاشی کا سد باب کر دیا جائے گا۔23/3،6/152میں لغویات اور فحاشی کا ذکر ہے۔

وضاحت: فحاشی ہی میں جملہ بے حیائی کے امور آ جاتے ہیں۔عزت اور

Marfat.com

شرافت کا معیار پرہیزگاری ہوگی۔ذات پات کو ختم کر کے صرف اک ہی قوم مسلم ہو گی۔علم والا اور بے علم برابر نہیں ہوں گے۔

قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِی .... الۡاَلۡبَابِ.

ترجمہ: کہو بھلا جو لگ علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔(اور) نصیحت تو وہی پکڑتے ہیں جو عقلمند ہیں۔(سورۃ الزمر آیت نمبر 9)

وَفَوۡقَ كُلِّ ذِیۡ عِلۡمٍ عَلِیۡمٌ.

ترجمہ: ہر علم والا دوسرے علم والے سے بڑھکر ہے۔(سورۃ یوسف آیت نمبر 76)

۲۸-فارن پالیسی:

اسلام کا مقصد ایک عالمگیر معاشرہ قائم کرنا ہے۔(2/213, 6/19)

اسلامی حکومت دیگر اقوام عالم سے ان امور میں تعاون کرے گی جو انسانیت کے لئے فائدہ کی راہیں کشادہ کرنے اور قوانین قدرت کی نگہداشت کا سبب ہوں۔اور ان امور میں تعاون نہی کرے گی جو امور انسانی ترقی کی راہ میں رکاوٹ کا سبب ہوں یا اللہ کی قائم کردہ حدود سے تجاوز کا سبب ہوں۔(13/17, 5/2) یہی اصول اسلامی ریاست کی خارجہ پالیسی کی بنیاد ہوگا۔کوئی ادارہ یا فرد انفرادی طور پر بیرونی ملک سے تعلقات استوار نہ کر سکے گا۔ایمبسڈر خلیفہ کے نمائندے ہوں گے خلیفہ ہی ان کو مقرر اور معطل کر سکے گا۔

نظام اسلام جب بھی قائم ہوگا اس کے لیے اولین شرائط لگا دی کہ اس قسم کی جماعت کا وجود میں لانا ہوگا۔حضور ﷺ نے بھی ضروری تعلیم و تربیت سے جماعت

Marfat.com

تیار کی تھی۔اب بھی اس طرح کی جماعت تیار کرنا ضروری ہے۔اسلامی نظام ان کے ہاتھوں قائم ہو سکے گا۔اصلی مسئلہ تو ان انسانوں کا ہے جو یہ نظام قائم کریں گے ان کی خصوصیات کے اعتبار،لحاظ سے جنہیں مومن کہا جا سکتا ہے۔

جو قوم اسلامی نظام قائم کرنے کا عزم لیکر اٹھے اس کے لیے پہلا کام یہ ہوگا کہ وہ قرآنی تعلیم و تربیت سے انسانیت سازی کر کے مومن پیدا کرئے جو اس نظام کو چلا سکیں۔یہ لوگ قرآنی حدود کے اندر رہتے ہوئے دور حاضر کے تقاضوں کے مطابق اس نظام کا طریقہ کار بھی متعین کرلیں گے۔اور اسلامی قوانین بھی مرتب کرلیں گے۔

۲۹-نظام خلافت کب اور کیسے نافذ ہوگا:

اسلامی حکومت قائم کب ہو سکے گی۔اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں راہنمائی فرمائی ہے۔انہوں نے اپنا (قرآن) نبی اکرم ﷺ کے ذریعے انسانوں تک پہنچایا۔اوراس کو سوچنے سمجھنے والے لوگوں (متقی) کے لئے ہدایت بنایا ہے۔اس سوال پر کہ اسلامی حکومت کب بنے گی۔ارشاد ربانی ہے۔

وَعَدَاللّٰهُ .... فِی الْاَرْضِ.

ترجمہ: جو لوگ تم سے ایمان لائیں گے اور عمل صالح کریں گے اللہ نے وعدہ کررکھا ہے۔کہ وہ انہیں دنیا میں حکومت دے گا۔(سورۃ نور آیت نمبر 55)

اس آیت مبارکہ نے کتنے واضح اور صاف اصول قیام اسلامی حکومت بیان کر دیئے ہیں کہ (۱) جو لوگ تم (مسلمانوں) میں سے ایمان لائیں گے۔(۲) عمل صالح کریں گے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ دنیا میں حکومت دینے کا ہے۔بلکہ اس وقت وضاحت

Marfat.com

کرنا مطلوب ہے کہ اسلامی حکومت اللہ تعالیٰ دے گا تو آیت کریمہ 24/55 میں اللہ تعالیٰ نے دو شرائط ذیل وعدہ حکومت کی بتائی ہیں۔ایک شرط۔جو لوگ تم (مسلمانوں) میں سے ایمان لائیں گے یعنی تم لوگ جو صرف مسلمانوں کے گھر پیدا ہو کر مسلمان بن بیٹھے ہو یہ کافی نہیں ہے۔بلکہ ایمان لاؤ یعنی ابھی تک تم پیدائش کی وجہ سے مسلمان کہلا رہے ہو۔ایمان لانے کی وجہ سے تو نہیں۔یعنی ضرورت اس بات کی ہے۔کہ جو شخص محض مسلمان کے گھر پیدا ہو جانے سے مسلمان کہلاتا پھر رہا ہے اللہ کے بتائے گئے طریقہ کے مطابق دین اللہ پر ایمان لائے تب وہ مومن ہے۔جب یہ ایمان لائے ہوئے افراد اکٹھے مل کر ایک نصب العین (قرآنی نصب العین) لے کر چلتے ہیں تو یہ افراد، امت، بن جاتے ہیں اس امت سے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

كُنْتُمْ .... هُمُ الْفٰسِقُوْنَ.

ترجمہ: تم سب سے اچھی امت ہو جسے نوع انسانی کی بھلائی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔تم اچھے کاموں کا حکم دیتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو۔اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔(سورۃ العمران آیت نمبر 110)

اسلامی حکومت قائم کرنے کے لئے امت واحد کی ضرورت ہوتی ہے۔ایک ایسی امت جس میں کسی قسم کا اختلاف نہ ہو۔رنگ، نسل، زبان، وطن کی پابندیوں سے پاک ہو کر صرف دین اللہ کی بنیاد پر ایک امت ہو اس کا ضابطہ قانون ایک ہو۔یہی ایک نصب العین ہے۔مسلمانوں کو قرآن فہمی کے قابل بنایا جائے گا تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو سمجھ سکیں اور پھر اپنی ذات پر اور اپنے دائرہ اختیار میں اللہ تعالیٰ کے

Marfat.com

قوانین کو نافذ کریں۔ خود بھی اپنی اصلاح کریں دوسروں کو بھی مقدور بھر دعوت دیں کمال صبر اور استقلال سے تحریر و تقریر کے ذریعے دیں۔ اور یہ لوگ کسی طور بد دل نہ ہوں۔ ملکی انتخابات جیسی لغو اور کفریہ کاموں میں حصہ نہ لیں اور نہ ہی کسی طور سیاسی ہنگاموں میں حصہ لیں نہ ہی ایسی سیاسی جماعتوں کا آلہ کار بنیں۔ اس وقت جن کے ہاتھ میں ملکی اختیارات ہیں یعنی صدر، چیف ایگزیکٹو اور دیگر اعلیٰ عہدیداران کو چاہیے کہ وہ ہر قسم کے باطل نظاموں کا خاتمہ کر دیں اور خلافت کا نفاذ کر دیں مر تو ویسے ہی جانا ہے کوئی انقلابی دینی کام کر جائیں تو دنیا اور دین میں کامیاب ہوں گے اور آخری زندگی پائیں گے۔ ان کا نام رہتی دنیا تک قائم و دائم رہے گا۔ یہ نظام خلافت سب سے پہلے پاکستان میں نافذ و قائم ہوگا۔ جس سے سماجی، معاشی اور سیاسی سطح پر انقلابی تبدیلیاں رونما ہو کر مسلمان اپنا کھویا ہوا وقار بحال کر سکیں گے۔ اور پاکستان دور جدید کی جدید ترین فلاحی ریاست بن جائے گا۔ اور پھر ساری دنیا میں یہ نظام خلافت قائم و غالب آ جائے گا۔

Marfat.com

اسلام میں سیاست

کا مفہوم

اور سیاسی پارٹیوں کی

حیثیت

Marfat.com

Marfat.com

اسلام میں سیاست کا مفہوم اور سیاسی پارٹیوں کی حیثیت

موجودہ زمانہ میں سیاست کا لفظ سنتے ہی بے دین و مذہب جاہل ،ان پڑھ۔فریبی ۔جھوٹا۔دغاباز۔چالاک مکار اور غدارِ وطن ۔کلاشنکوف اور سمگلر لوگوں کا گروہ سامنے آجاتا ہے۔جس میں یہ خوبیاں نہ ہوں وہ سیاستدان ہی نہیں بن سکتا اور نہ الیکشن لڑنے کا سوچ سکتا ہے۔ذہن والے ۔لائق باصلاحیت پڑھے لکھے اور اہل لرائے لوگ ایک کونہ میں لگ چکے ہیں۔وہ لوگ سیاست میں حصہ لینے کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتے ۔متذکرہ بالا خوبیاں رکھنے والے فریب کاری کو سیاست کا نام دے کر محض اپنے مفادات حاصل کرنے کیلئے اس شعبہ میں آتے ہیں حرام کمائی کا روپیہ لگاتے ہیں۔بعد میں ہمراہ سود کئی گنا اکٹھا کرتے ہیں ان سیاستدانوں کا کام آپس میں جور توڑ کرنے اور اقتدار کی ہوس کے سوا کچھ نہیں ہوتا چاہے ملک کے قیمتی راز دیکر۔جیتی جنگ ہار کر۔ملکی دولت بیرون ملک لے جا کر۔سزا یافتہ قومی مجرموں کو بیرون ملک بھیج کر۔ملکی وسائل دشمنوں کو دیکر۔یا دشمنوں کے ساتھ ملکی مفادات کی

Marfat.com

بجائے ذاتی تعلقات قائم کر کے ہی اقتدار قائم رکھا جائے۔ یہ لوگ ملکی نظام چلانے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔اسی لئے مہنگائی آسمانوں پر پہنچ جاتی ہے۔عدل وانصاف کا جنازہ نکل جاتا ہے۔ملکی محبت ختم ہو جاتی ہے۔عوام مشکلات میں پھنس جاتے ہیں۔ تمام کی تمام قوم انارکی میں مبتلا ہو جاتی ہے۔لوگ خدا پر بھی شکوہ کرنے لگ جاتے ہیں۔

ایک ہمارے علمائے کرام ہیں جو دینی مدرسوں میں۔مساجد میں۔جلسہ یا کسی کانفرنس میں تو اختلافی مسائل کا ذکر اس شدت کے ساتھ کرتے ہیں۔جیسے مسلمانوں کو ان مسائل کے علاوہ کوئی اقتصادی۔معاشرتی۔سیاسی اور معاشی یا بیرونی کوئی مسئلہ ہی نہیں۔یہاں تک کہ مسلمانوں پر ہی کفروشرک کے فتوے عائد کر دیئے جاتے ہیں حالانکہ علماء اکرام اور مشائخ عظام کا یہ فرض ہے۔کہ مسلمانوں کو باہم یکجا ہونے۔ اسلامی طرز زندگی بسر کرنے اور اجتماعی مسائل پر ان کی رہنمائی کریں۔مسلمانوں کا نصب العین تعمیر ہے تخریب نہیں۔اتحاد ہے انتشار نہیں مگر کیا کریں انہوں نے تو دین اور سیاست کو علیحدہ کر کے عیسائیت میں پوپ کا نظام مان لیا ہے۔مولوی مذہب پر توجہ دیں۔سیاستدان صرف حکومت پر۔مولوی نے اسلامی کو مذہب بنا دیا۔سیاستدانوں نے سیاست کو چنگیزی۔امت فریضہ اسلامی دعویٰ سے پیچھے ہٹ گئی اور خود قوموں، وطنوں، گروہوں اور فروہی اختلافات کی بنا پر گروہ بندی کر لی۔قرآن حکیم کی رہ سے گروہ بندی موجب عذاب الٰہی ہے۔

ارشاد رب العزت ہے۔مسلمانو! تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو خیر کی طرف بلائے اور نیک کام کرنے کا حکم دے۔اور برے کاموں سے

Marfat.com

روکے اور یہی لوگ کامیاب ہوں گے۔اور مسلمانوں تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے آپس میں گروہ بندی سے تفرقہ ڈالا اور باہمی تنازعہ پیدا کیا۔جبکہ ان کے پاس واضح احکام پہنچ چکے اوران لوگوں کیلئے بہت سخت عذاب ہے۔آل عمران 104
لمحہ فکریہ ہے۔ پہلی جنگ عظیم میں ترکی کی خلافت کا خاتمہ کر دیا اور عرب ممالک کوٹکڑوں میں تقسیم کر دیا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد یہودیوں کو سرزمین بیت المقدس میں لاکر آباد کر دیا وہاں کے فلسطینیوں کو وطن بدر کر دیا گیا۔مصر،اردن اورشام کے علاقوں پر ناجائز قبضہ کرلیا گیا۔سوشلزم کا اسلامی ممالک میں بیج بویا گیا۔ پاکستان کو دولخت کر دیا گیا۔عراق وایران کولڑایا گیا۔مشرق وسطی میں امریکہ اور یورپین برادری مسلط ہوگئی۔ یہ سب یہودی سازش کا نتیجہ ہے۔خلفاء راشدین جب کوئی علاقہ فتح کرتے تو مقامی کفار کوذمی قرار دیا جاتا ان کی حفاظت کیلئے جزیہ وصول کیا جاتا۔اسی طرح اب امریکہ عرب ممالک کی حفاظت کیلئے ڈالر وصول کر رہا ہے۔

مسلمانوں کا اللہ ایک، نبی ایک،قرآن ایک،کعبہ ایک،ارکان فرضیت پر سب متفق اسلامی تعلیمات کے مطابق عملی زندگی گزارنے میں کسی کوکوئی اختلاف نہیں تو پھر تمام دنیا میں جہاں کہیں بھی مسلمان آباد ہیں۔ذلیل وخوار ہورہے ہیں۔ آخر کیوں۔مسلمانوں میں تعبیر وتوضیح میں اختلاف ہوسکتا ہے۔مگراس سے قوم میں گروہ بندی کا کوئی جواز نہیں۔ بلکہ یہ دین دشمنی ہے۔مگر میرے دوستو یہ طریقہ سیاست یامعنی ومفہوم فرنگی سیاست اور جمہوریت کا ہے۔جس مین انتخابات ہوتے ہیں ووٹ ڈالے جاتے ہیں۔اور گنتی کی جاتی ہے۔ایک پڑھے لکھے اعلیٰ تعلیم یافتہ کا ووٹ ایک جاہل گنوار کا ووٹ برابر دیکھا جاتا ہے۔اسلام کے ساتھ اس کے دور کا بھی واسطہ نہیں

Marfat.com

ہے۔ اسلام تمام عوام الناس کو ووٹ کا حق نہیں دیتا صرف اہل الرائے کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہے۔

سیاست عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے معنی لغت کی رو سے ''انتظام ملک''۔ ''بندوبست'' کے ہیں ایک اور مفہوم ''کسی شخص کا واعظ کے ذریعے لوگوں کے حال اور مستقبل میں راہ نجات کی طرف درست اور صحیح راہنمائی کرنا۔''

ایک اور مفہوم ''عوام کی معاشی حالت کی اصلاح اور عدل وانصاف کا پورا پورا لحاظ رکھنا'' ان متذکرہ بالا تعریفات کی روشنی میں یہ لفظ ایسی شخصیت کیلئے استعمال ہو گا۔ جو کہ اعلیٰ دین و دنیا کے علوم کا تعلیم یافتہ معاملات فہمی۔ باشعور صاحب عقل، صاحب الرائے۔ سرپرستی قیادت کا ماہر ہو گا۔

یہ شخص قانون اللہ (قرآن مجید) کو پڑھنے۔ سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کا ماہر ہو۔ ہر معاملہ میں رضا اللہ تعالیٰ دیکھے۔ اور دین اللہ کے مطابق عوام کی رہنمائی کرے۔ عوام کے مسائل کا حل دین اللہ کے مطابق نکالے۔ اس پر اس شعبہ میں عہدہ براء ہونے کا ہر انسان اہل نہیں ہو سکتا۔ صرف باصلاحیت اور قابل لوگ ہی سیاست کے میدان میں آ سکتے ہیں۔ جو کہ عوام کی دین اللہ کے مطابق صحیح راہنمائی کرتے ہوئے ان کیلئے عدل وانصاف کی ٹھوس بنیادوں پر ایک پرامن خوشحال مثالی نظام کا قیام کرنے کیلئے بھرپور کردار ادا کر سکے۔ یعنی اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام (دین اللہ) دین مطلب ہی نظام سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ تمام ادیان سے بہتر دین اللہ ہے۔ ادیان میں۔ سوشلزم کا دین۔ کمیونیزم کا دین۔ وغیرہ وغیرہ ان سب ادیان میں سے دین اللہ کا بہترین ہے۔ ہمارے آئمہ اکرام اور انبیاء علیہم السلام

Marfat.com

کوسیاست دان ہونے کا شرف حاصل ہے۔ سیاسی مسائل ہوں یا معاشی واقتصادی یا ملکی غیر ملکی حالات سے مکمل آ گاہی اور خبر گیری ہی ان کیلئے فضیلت وعظمت تھی۔ یہی وہ عظیم ہستی ہیں جن کی صفات وکمالات کی وجہ سے زمانہ کی قیادت ان کے ہاتھ میں آجاتی ہے۔ اور جب نااہل لوگ اس شعبہ پر قبضہ کرلیتے ہیں۔ تو سیاسی بحران پیدا ہوجاتا ہے۔ تو عوام میں سیاسی شعور اور سوجھ بوجھ کی کمی ہو جاتی ہے۔ یہ ایک ایسی خطرناک رجحان بلکہ بیماری ہے۔ جو کہ ملک وملت کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیتی ہے۔ ملکی قیادت زوال پذیر ہو جاتی ہے۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ملک وملت تباہ ہو جاتے ہیں۔

سیاست کسی مداری کی شعبدہ بازی کے اظہار کا نام نہیں ہے۔ بلکہ سیاست تو مخلوق اللہ کے حالات بہتر بنانے دنیا اور آخرت کو سنوارنے کیلئے عدل وانصاف کی بنیادوں پر ایک خوشحال معاشی نظام قائم کرنے کا نام ہے۔ یہاں پر ہر کسی کو روٹی، کپڑا، مکان مل سکے مخلوق اللہ خود کو محفوظ سمجھے اور روزمرہ کی زندگی اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق گزار سکے۔ آپ یوں کہہ لیجئے کہ سیاست ایک نظام قائم کرنے کی کوشش ہوتی ہے۔ جبکہ دین اللہ تعالیٰ کا نظام ضابطہ حیات ہے۔ یہاں یہ امر ذہن نشین رہنا چاہیے کہ اسلام کا مہیا کردہ نظام (دین اللہ) انفرادی مقصد کیلئے نہیں ہے بلکہ سراسر بین الاقوامی ہے۔ یعنی عالمی سطح پر غلبہ اسلام مسلمانوں کی اجتماعی جدوجہد داخلی وخارجی محاذوں پر تمام باطل، استحصالی اور منافقانہ قوتوں کے خلاف ہے۔ یہ جدوجہد ہی سیاست ہے۔ دین اللہ میں سیاست کا اصل مقصد گروہی لسانی علاقائی اور طبقاتی عصبیتوں سے پاک ایک ''مثالی فلاحی عالمگیر معاشرہ'' کا قیام ہے۔ جس میں تمام تر

Marfat.com

اللہ کا قانون چلتا ہو اور جس میں ہر کوئی معاشرے کا فرد داخلی و خارجی خوف و غم سے محفوظ ہو ۔ تمام بنیادی ضرورتیں حاصل ہوں۔ اور وہ کسی طور محرومی کا شکار نہ ہو۔اور اللہ کے حضور جا کر سرخرو ہو اور جنت کا دعویدار ہو۔ اسی حوالے سے آپ حضرت محمد ﷺ کو دنیا کا سب سے بڑا سیاست دان کہہ سکتے ہیں۔آپ ﷺ نے علم دستور (Constitutional Law) پر سب سے پہلے باضابطہ دستاویز میثاق مدینہ (Pact of Madina) مشتملبر 52 دفعات پیش کیں۔ یہ دنیا کا سب سے پہلا تحریری آئین (Written Constitution) ہے۔ یہ آپ ﷺ کا تاریخ علم قانون اور سیاست کا عظیم کارنامہ ہے۔اور ایک درخشندہ تاریخی باب ہے۔

سیاست میں پارٹی سسٹم:

سیاست قرآن کی رو سے ساری امت مسلمان ایک جماعت (پارٹی) ہے۔ اور امت کے اندر پارٹیوں، فرقوں، گرہوں کا وجود خواہ وہ مذہبی ہو یا سیاسی ہر صورت میں شرک ہے۔اور کفر ہے۔ارشاد رب العزت ہے۔

اے مسلمانو! دیکھنا! تم مومن ہونے کے بعد مشرک نہ بن جانا۔یعنی ان لوگوں میں سے نہ ہو جانا جنہوں نے اپنے دین میں تفرقہ پیدا کر دیا اور خود بھی ایک فرقہ یا پارٹی بن گئے۔اس صورت میں ہوتا یہ ہے کہ ہر فرقہ اپنے اپنے مسلک میں مگن رہتا ہے۔(اور دین ختم ہو جاتا ہے)(الروم نمبر ۳۰:۳۱-۳۲)

دوسری جگہ رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ:- جو لوگ اپنے دین میں فرقے پیدا کر لیں اور خود ایک گروہ یا پارٹی بن کر بیٹھ جائیں، اے رسولؐ! تیرا ان سے کوئی واسطہ نہیں

Marfat.com

رہ سکتا۔ تم ان کا معاملہ خدا پر چھوڑ دو۔ وہ ان سے خود نپٹ لے گا اور انہیں بتائے گا کہ تم نے جو کچھ کیا اس کا مآل کیا ہے۔ سورہ انعام 6

سورۃ آل عمران میں ہے:۔اے جماعت مومنین! دیکھنا! خدا کی طرف سے ایسی واضح تعلیم آ جانے کے بعد تم فرقے نہ پیدا کر لینا اور اختلافات میں نہ الجھ جانا۔ اگر ایسا کرو گے تو تم شدید عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

(آل عمران نمبر 3 آیت نمبر 104)

ان سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ کہ جب امت فرقوں اور پارٹیوں میں بھٹ جائے تو نہ دین باقی رہتا ہے، نہ اسلامی مملکت وجود میں آ سکتی ہے۔ دین، یا اسلامی مملکت تو نام ہی اس کا ہے کہ ایک ضابطہ ہدایت (کتاب اللہ) اس کی حامل ایک امت ہے۔ اس کا عملی مفہوم کیا ہے۔ کتاب کے معنی ضابطہ قوانین کے ہیں۔ ایک ملک میں بسنے والے افراد، ایک قوم اسی صورت میں بنتے ہیں۔ جب وہ ایک ضابطہ قوانین کی اطاعت کریں۔ بالفاظ دیگر قوم کے متحد اور یکجا کا انحصار مشترکہ ضابطہ قانون پر ہے۔ اگر کسی قوم کے مختلف گروہ مختلف قوانین کے ماننے والے ہوں تو ان میں کبھی اتحاد پیدا نہیں ہو سکتا۔ امت مسلمہ بھی ایک امت اسی صورت میں بن سکتی ہے۔ جب وہ ایک ضابطہ قوانین کے تابع رہے۔ اور چونکہ تمام مسلمانوں کے لئے ایک ہی ضابطہ قوانین (قرآن مجید) کی اطاعت لازم قرار دی گئی ہے۔ اس لیے ان میں گروہ بندی کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ قرآن کریم میں اور چونکہ اسلام میں مذہب اور سیاست کا ثنویت نہیں، اس لئے اس طرح مذہبی فرقوں کا وجود، از روئے قرآن شرک ہے۔ اسی طرح سیاسی پارٹیوں کا وجود بھی خلاف اسلام ہے۔ قرآن نے اسے سیاست

Marfat.com

فرعونی سے تعبیر کیا ہے۔قرآن مجید نے فرعون کے خلاف سب سے بڑا جرم یہی عائد کیا ہے کہ،وہ قوم کو پارٹیوں میں تقسیم کردیا کرتا تھا۔سورہ القصص نمبر 28 آیت 4

ذرا سوچئے اور غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔مسلمان ایک ملت ہیں۔ ان میں گروہ بندی شرک وکفر قرار دیا۔مگر مسلمانوں نے کیا کردیا۔امت کو بکھیر کرر کھ دیا۔چھوٹے چھوٹے علاقے لیکر بیٹھ گئے ۔ اور ان کو اسلامی مملکت کا نام دے دیا۔بیشمار مذہبی فرقہ بندی کردی اوران کو سیاسی جماعت کا نام دیکر جمہوری ۔ اصل جمہوریت اور بادشاہت کا نظام قائم کردیا۔

دوستو!اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک اسلامی سلطنت جس میں مکمل نفاذ شریعت (قرآن)ہونے کے علاوہ سب شرک ہے ۔سیاسی جماعتوں اور مذہبی جماعتوں کا وجود شرک ہے اور کفر ہے۔اس طرح ایک اسلامی سلطنت کے علاوہ اسلامی ممالک جو قانون اللہ (قرآن مجید) کے مطابق حکومت کرنے کی بجائے کفریہ نظام کے ذریعے حکومت چلارہے ہیں۔یہ سب دارلکفر ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو دین اللہ کے سوچنے سمجھنے اور اسلام کو ایک مکمل فکر اور قانون کے طور پر اختیار کرنے اور اسلامی سلطنت جس میں مکمل نفاذ شریعت ہو قائم کرنے کی توفیق اور ہمت دے۔آمین!

Marfat.com

مسلمانوں کے روزے

فضلیت کیوں کھو بیٹھے؟

Marfat.com

Marfat.com

مسلمانوں کے روزے فضیلت کیوں کھو بیٹھے؟

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ o وَیَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ o

وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ o یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ o

اَلقران طہ25 تا28

ترجمہ: اے میرے رب میرا سینہ کھول دے اور میرا کام آسان کر دے اور میری زبان کی مشکلات دور کر دے تاکہ وہ لوگ میری بات سمجھ لیں۔

روزوں کے متعلق آپ کو بے شمار کتب و رسائل ملیں گے جن میں عصرِ حاضر

Marfat.com

کے علماء کرام نے احادیث مبارک سے مندرجہ ذیل فضائل بیان فرمائے ہیں۔

1- رمضان کے شروع ہوتے ہی جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

2- رمضان میں عمرہ کا ثواب حج کے برابر ملتا ہے۔

3- روزہ قیامت کے دن روزہ دار کی سفارش کرے گا۔

4- روزے کا اجر بے حساب ہے۔

5- روزے کے اجتماعی فوائد میں امت مسلم میں نظم ونسق اور اتحاد کی عادت پیدا ہوتی ہے۔عدل ومساوات سے محبت بڑھتی ہے۔

6- ایمانداروں میں جذبہ رحم اور ایک دوسرے پر احسان کرنے کی عادت پیدا ہوتی ہے۔

7- روزے معاشرہ کو مفاسد اور خرابیوں سے بچاتے ہیں۔

8- روزہ سے آدمی تندرست ہو جاتا ہے۔

روزوں کو بلا عذر، بلا وجہ ترک کرنے سے ذیل کے احکامات بنائے ہیں۔

1- روزے اسلام کے بنیادی فرائض میں سے ایک فرض ہے۔ایک فرض روزہ بلا عذر ترک کرنے کا کفارہ ساری عمر کے روزے بھی نہیں کر سکتے۔

2- رمضان کی برکتوں سے محروم رہنے والا بے نصیب ہے۔

3- روزہ وقت سے پہلے افطار کرنے والوں کا عبرت نام انجام ہے۔

4- رمضان پانے کے باوجود مغفرت حاصل نہ کر سکنے والے کیلئے ہلاکت ہے۔

Marfat.com

فضیلت شبقدر:

رب العزت کا صد شکر و احسان ہے کہ اس نے رمضان المبارک جیسا مقدس وبابرکت مہینہ ہمیں عبادات اور قبولیت استغفار کیلئے عطا فرمایا ہے۔ اس ماہ میں ایک رات ایسی مقرر کر دی ہے جس میں عبادت کرنے کا ثواب ایک ہزار مہینے سے بھی زیادہ ہے۔ لیکن اس کو پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ تاکہ ہم اس کو تلاش کریں۔ اور ثواب کثیر پائیں۔ شب قدر ایک مبارک اور بہت ہی فضیلت والی رات ہے۔ جو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں مثلاً 27,25,23,21 اور 29 ویں رات میں پوشیدہ ہوتی ہے۔ مگر 27 ویں شب میں زیادہ سے زیادہ امکان ہوتا ہے۔ اس شب میں حضرت جبریل علیہ السلام 70 ہزار فرشتوں کے ہمراہ زمین پر اترتے ہیں اور شب بیداری والے اہل عبادت کو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں۔ یہ فرشتے طلوع فجر تک رہتے ہیں اور امت مسلمہ کے لئے دعائے مغفرت اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتہلیل میں مصروف رہتے ہیں۔

سال 1999ء ماہ رمضان میں لیلۃ القدر کے موضوع پر مفکر قرآن جناب ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ صاحب نے پاکستان ٹیلیویژن (PTV) پر اپنی تقریر میں فرمایا۔ کہ لیلۃ القدر میں ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے۔ جب بندہ کی اللہ تعالیٰ سے بات ہوسکتی ہے۔ اور آخر میں انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ میں آپ کو ایک بات نکتہ کی بتا دوں کہ لیلۃ القدر کس روز ہوتی ہے۔ تو وہ یہ ہے کہ جس رات میں بھی آپ کی اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی ہو جائے وہی لیلۃ القدر ہے۔

Marfat.com

قرآن پاک کو نظام زندگی بنانے کیلئے صیام کا تربیتی کورس تجویز کیا گیا۔روزوں کی فرضیت کے متعلق قرآن پاک میں احکام سورت البقرہ میں آئے ہیں۔ملاحظہ ہوں۔

1- یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ .... تَتَّقُوْنَ. البقرہ183/2

اے ایمان والو!تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھا۔تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

2- اَیَّامًامَّعْدُوْ دٰتٍط. البقرہ184/2

روزے گنتی کے دنوں کے ہیں۔

3- شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ. البقرہ185/2

وہ تھوڑے دن (کے روزے) رمضان کا مہینہ ہے۔

ان آیات پاک سے صاف صاف حکم ہے کہ شہر رمضان کے روزے فرض کئے گئے ہیں شہر رمضان کے مطلب ومفہوم پر غوروفکر کرتے ہیں۔لغات القرآن جلد دوئم صفحہ نمبر983 اشاعت اول اکتوبر1960 مئولفہ غلام احمد پرویز۔شہر کے معنی مہینہ درج ہے اور مزید کہ ابن فارسی نے کہا کہ شہر کے بنیادی معنی کسی معاملہ کا واضح ہونا اور روشن ہونا ہوتے ہیں۔یعنی کہ شہر کے معنی ایسا مہینہ کے ہیں جو روشنی سے منسلک ہو۔ظاہر ہے کہ روشنی کا تعلق سورج سے ہے۔اس طرح شہر کے معنی ایسا مہینہ کے ہیں۔جو روشنی سے منسلک ہو۔ رمضان کے معنی لغت کی رو سے گرمی تیزی، برسات ہے۔اب مطلب واضح ہو کر سامنے آ گیا کہ ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے تھوڑے دنوں کیلئے وہ تھوڑے دن ماہ (شمسی نظام کا) رمضان (موسم گرما، برسات

Marfat.com

والا) ہے۔ اس میں ماہ کی شناخت مہینہ شمسی نظام سے منسلک موسم گرما۔ برسات ہے۔ قدر اسکی یہ ہے کہ اس میں روزے ہیں ستائسویں رات لیلۃ القدر ہے۔ کیا سردیوں کے مہینہ میں گرمیوں والی افادیت خصوصیات پیدا ہو جائیں گی۔ بالکل نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم رمضان (موسم گرما برسات) میں روزہ رکھنے کا ہے۔ اور لیلۃ القدر بھی اس رمضان (موسم گرما برسات) میں ہے۔

روزہ کے معنی و مفہوم: صیام لغت عرب میں ''مطلق رک جانے'' کو کہتے ہیں۔ صیام جمع صوم کی ہے۔ شرعاً اس کا مفہوم یہ ہے کہ عبادت کے ارادہ سے کھانے پینے کی چیزوں اور چند دوسرے عمل صبح صادق کے طلوع سے سورج غروب تک اجتناب کرنا۔ قرآن پاک نے صیام (روزوں) کی غرض و غایت اس طرح بتائی ہے کہ اس صیام کے پروگرام کا نتیجہ 3 طرح نکلے گا۔

1- لَعَلَّکُم تَتَّقُونَ. 2/183

روزہ دار تمام کائنات پر غور و فکر کرے گا۔ فطرت کی قوتوں کو مسخر کرے گا۔ اور پر خطر راستوں سے بچ نکلے گا۔ یعنی روزہ دار متقی بن جائے گا۔

2- لَعَلَّکُم تَشکُرُونَ. 2/185

روزہ دار کی انسانی کوشش کا بھرپور نتیجہ برآمد ہوگا۔

3- لِتُکَبِّرُ واللّٰہَ عَلیٰ مَاھَدٰ لکُم. 2/185

روزے سے اللہ کی کبریائی قائم ہوگی، یعنی اللہ تعالیٰ کا قانون نافذ ہوگا جس پر کسی دوسری بیرونی طاقت کا دخل و غلبہ نہ ہو۔ کل اختیارات کا مالک خود اللہ

Marfat.com

ہو، روزے سے تم ضبط نفس پیدا کر سکو گے کہ تم زندگی میں ہر جائز اور نا جائز میں تمیز کر سکو گے۔ 2/188

یہ تھی روزوں کی فرضیت اور فضیلت جو ہمارے مروجہ اسلام میں عصر حاضر کے علماء اکرام بڑے شدومد سے پیش کرتے ہیں۔

امسال روزے ماہ نومبر 2000ء سے دسمبر 2000ء تک رمضان کا رہا۔ اور امت مسلمہ نے روزے بڑے اہتمام سے چاند دیکھ کر رمضان شروع کر لیا اور چاند دیکھ کر رمضان کو اختتام پذیر کر کے عید الفطر منالی۔ اب دیکھنا یہ کہ جو فضیلت روزوں کی اوپر بیان کی گئی ہے۔ وہ فضیلت ساری امت مسلمہ جن نے امسال بڑے اہتمام سے روزے رکھے کسی ایک فرد کو ملی۔ ذہن میں سوال ابھرتے ہیں کیا امسال کے روزوں نے:

1- معاشرہ کو مفاسد اور خرابیوں سے پاک کر دیا۔

2- کیا امت مسلمہ کو تندرست کر دیا۔

3- کیا امت مسلمہ کو اجتماعی طور پر نظم ونسق اور اتحاد دیا۔ عدل ومساوات اور محبت دی۔

4- کیا امت مسلمہ میں جذبہ رحم اور ایک دوسرے پر احسان کرنے کی عادت پیدا کر دی۔

5- کیا اللہ کا قانون نافذ ہو گیا۔

6- کیا امت مسلمہ میں ہر جائز اور ناجائز میں تمیز کرنے کا مادہ پیدا ہو گیا۔

7- کیا امت مسلمہ میں سے کسی نے لیلتہ القدر دیکھی۔

Marfat.com

8- کیا امت مسلمہ کے کسی فرد کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے۔ مصافحہ کیا جنت کی خوشخبری دی اور کیا امت مسلمہ میں سے کوئی فرد اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوا۔

ان سب سوالات کا جواب ہر کوئی بلا شک وشبہ دے سکتا ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔ جواب نہیں میں ہے۔ تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے وعدوں کے باوجود یہ فضیلت کیوں نہیں امت مسلمہ کو مل رہی۔ ساری دنیا میں امت مسلمہ کی شرمناک شکست اور ساری دنیا کے سامنے رسوائی آخر کیوں ہو رہی ہے؟ جبکہ کل تک نصرت الٰہی ان کے جلو میں تھی۔ معجزے رونما ہوئے تھے آسمانی لشکر ان کے لئے اترتے تھے۔ اب حالات اتنے بگڑ گئے ہیں کہ بیت الحرام کی بے حرمتی بھی شروع ہو گئی ہے۔

20 نومبر 1979ء کا منحوس دن محمد بن عبداللہ قحطانی کے دعویٰ مہدیت سے شروع ہوا اور آنے والے پندرہ دن 1400 سالہ اسلامی تاریخ کا تاریک ترین دور بن گیا۔ بیت الحرام انسانی خون سے نہلایا جاتا رہا۔ کعبہ کی دیواریں گولیوں سے چھلنی ہوتی رہیں۔ اور لگاتار پندرہ دن کعبہ نماز، اذان اور طواف سے محروم رہا۔ کعبہ کی پندرہ روز تاریخ گواہ ہے نقلی مہدی نے حجرِ اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اپنی بیعت لی تھی اور ایسی ہی حدیث کی یاد تازہ کر دی۔ ان پندرہ دنوں میں مسلمانان عالم کی نگاہیں غیبی لشکروں کے انتظار میں آسمان کو تکتی رہیں۔ لیکن کوئی مدد الٰہی نہ آئی۔ دنیا کے تمام مسلمان ہاتھ اٹھا اٹھا کر فریاد کرتے رہے لیکن دعائیں خالی واپس آتیں رہیں شاید نصرتِ الٰہی آنا سچ مچ بند ہو گئی ہے۔ آخر کیوں؟ امت مسلمہ ان اسباب پر غور وفکر ہی نہیں کرتی۔ خود کو اس ذلت کی دلدل سے نکالنا ہی نہیں چاہتی۔ امت مسلمہ کے عصر

Marfat.com

حاضر کے علماء اکرام ہر مسئلہ کو اس طریقہ سے منظر عام پر لاتے ہیں۔ جس سے ان کی اپنی ذاتی اغراض پنہاں پوری ہوں تعمیری مقاصد کیلئے کبھی بھی جستجو نہیں کرتے۔ سائنس کی ترقی اور نت نئی ایجادات سے علماء اکرام بھرپور فائدہ اٹھا سکتے تھے اور امت اسلامیہ کی شناخت وقدر قائم رکھ سکتے تھے۔ لیکن تا حال اس میدان میں اہل باطل کی کارکردگی زوروں پر ہے۔ اور علماء اکرام اپنی امت سمیت مفلسی، غربت اور ذلت میں گرتے ہی چلے جا رہے ہیں۔ مگر دین کے معاملہ میں خود سوچتے ہیں نہ غور فکر کرتے ہیں نہ ہی کسی فرد کو اس کی اجازت دیتے ہیں۔ ایک شعر یاد آ گیا ہے۔

ہم تو ڈوبے ہیں صنم۔۔۔۔ تجھ کو بھی لے ڈوبیں گے۔

قرآن مجید کے پارہ نمبر 27 سورۃ القمر آیت نمبر 22 میں ارشاد ربانی ہے۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ.

ترجمہ: اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا۔ تو کوئی ہے کہ سوچے سمجھے۔

سورۃ محمد آیت نمبر 47/24 میں ارشاد ہوتا ہے۔

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا.

ترجمہ: بھلا یہ لوگ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل پڑ گئے ہیں۔ سورۃ سباء آیت نمبر 34/46 میں ارشاد رب العزت ہے۔

ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَىْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ.

غور کیا کرو۔ سوچا کرو۔ عقل وتدبر سے کام لیا کرو۔

دنیا میں ہر شے چاہے انسان ہو یا حیوان نباتات ہوں یا جمادات ہر کسی کی

Marfat.com

اپنی ایک شناخت ہوتی ہے۔اور ایک قدر ہوتی ہے۔شناخت سے مراد ظاہری شکل وصورت ہے جبکہ قدر سے مراد افادیت ہے۔اس کی افادیت ہے۔اصول یہ ہے کہ جب کوئی شے اپنی شناخت کھودیتی ہے تو خود بخود اپنی افادیت بھی کھودیتی ہے۔یعنی اوصاف ختم ہوجاتے ہیں۔موسموں کا اور مہینوں کا آپس میں ایک خاص تعلق ہے۔جو برقرار ہے۔شناخت اور افادیت ملتی ہے۔مہینوں کا استعمال تو بہت ہی پرانا ہے۔دنیا کی ہر قوم نے اپنے طویل مشاہدہ سے یہ اخذ کیا کہ موسم گھوم پھر کر آتے ہیں جو تعداد میں 4 ہیں۔یعنی سردی، گرمی، بہار اور خزاں انہوں نے یہ بھی مشاہدہ کیا کہ ایک بار یہ چاروں موسم گذر جاہیں تو پھر وہی چاروں موسم اپنی گذشتہ ترتیب کے ساتھ دوبارہ نمودار ہوجاتے ہیں۔اور یہ عمل مسلسل بار بار رونما ہوتا رہتا ہے۔موسموں کا ہی لغت کی رو سے نام لیکر ہر ماہ کا نام رکھ دیا گیا،قمری کیلنڈر بھی مختلف علاقوں میں مختلف علاقوں میں مختلف نوعیت کے تھے۔مکی کیلنڈر کے مطابق خاص خاص سالوں کے آخر میں ایک تیرھویں مہینے کا اضافہ کیا جاتا تھا۔جیسے لسیٔ کہتے تھے۔تیرہ مہینے کا یہ سال کبیسہ کہلاتا تھا اس طرح قمری مہینوں کو اپنے موسم یعنی اپنی اصلی حالت پر لے کر آیا جاتا۔محققین کے نزدیک ہر دو سال بعد تیسرا سال کبیسہ ہوتا تھا۔کبھی سوچا کہ مکہ کے لوگ اس سارے قضیہ،سوچ بچار،غور وفکر میں کیوں لگے رہتے تھے۔صاف ظاہر ہے کہ اپنے کیلنڈر کو موسموں کے لحاظ سے درست رکھنے کیلئے اپنے مہینوں کی شناخت اور قدر قائم اور برقرار رکھنے کیلئے قمری نظام میں لفظ ماہ کس طرح رکھا گیا تو تحقیق سے پتہ یہ چلتا ہے کہ مختلف زبانوں سے مہینے کا نام چاند (قمر) سے ماخوذ ہے۔مثلاً مہینہ لفظ ماہینہ کا مخفف ہے جس کے معنی چاند ہیں۔لفظ ماہ فارسی کا لفظ ہے۔اس کے معنی بھی چاند ہیں انگریزی

Marfat.com

لفظ Month یہ انگریزی لفظ مون Moon سے ماخوذ ہے۔ نیز ہندو اپنے مذہبی تہوار قمری تاریخوں کے حساب سے مناتے ہیں عیسائی بھی ایسٹر کا تہوار قمری تاریخوں کے حساب سے ہی مناتے تھے۔ بنی اسرائیل محرم کی دس تاریخ کو روزہ رکھتے تھے۔ اس سے ہم یہ بات بڑے وثوق سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ اقوام عالم صرف اور صرف قمری نظام اپنائے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ ان اقوام نے اپنے مہینہ کو ماہ، Month کہا ہے۔ جس کا مطلب چاند ہے۔ یعنی وہ چاند کے ساتھ تعلق بناتے ہیں۔ جب اسلام طلوع ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے الہامی کتاب بزبانی حضرت محمد ﷺ نازل فرمائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے قمری نظام کو باطل قرار دے دیا اور شمسی نظام اپنانے کا حکم دے دیا۔ یہ قرآنی حکم انتہائی انقلابی تھا۔ رب العزت سورۃ الرحمٰن آیت نمبر 4 میں فرماتے ہیں۔

اَلشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٍ. سورۃ الرحمن آیت نمبر. 55/5

ترجمہ: سورج اور چاند ایک حساب سے گردش کر رہے ہیں۔

سورۃ یونس آیت نمبر 5 میں اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔

هو الذی .... الایت لقوم یعلمون.

ترجمہ: وہ اللہ ایسا ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو نورانی بنایا اور اس کیلئے منزلیں مقرر کیں تا کہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کر لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں بے فائدہ نہیں پیدا کیں۔ وہ یہ دلائل ان لوگوں کو صاف صاف بتلا رہا ہے جو دانش رکھتے ہیں۔

آیت مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ سورج اور چاند دونوں کیلئے منزلیں مقرر کی ہیں تا کہ ان کے ذریعے تم سالوں ک کی گنتی اور حساب معلوم کر سکو۔ آپ نے ملاحظہ

Marfat.com

فرمایا کہ جس طرح آیت مبارکہ میں لفظ سورج پہلے نمبر پر اور چاند کا دوسرے نمبر پر ذکر ہے۔ اس طرح سالوں کی گنتی پہلے نمبر پر اور حساب دوسرے نمبر پر ذکر آیا ہے۔ یعنی سالوں کی گنتی سورج سے منسلک کیا ہے۔ جبکہ سمندر وغیرہ میں سفر کے دوران راستوں اور فاصلوں اور سمتوں کے تعین کا حساب چاند اور ستاروں سے منسلک کیا ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 17/12 میں ارشاد فرمایا۔

وَجَعَلْنَا .... فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيلاً.

ترجمہ: اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنا دیا چنانچہ رات کی نشانی کو ہم نے دھندلا بنایا اور دن کی نشانی کو ہم نے روشن بنایا تاکہ تم اپنے رب کا فضل (رزق) تلاش کرو اور تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کر سکو اور ہر چیز کو ہم نے خوب تفصیل سے بیان کیا ہے۔

اس آیت میں قطعاً شمسی نظام کا ذکر ہے، کیونکہ یہاں سالوں کی گنتی معلوم کرنے کو رات دن کی آمد و رفت سے متعلق کیا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ رات دن کی آمد و رفت میں چاند کو کوئی دخل نہیں۔

سورۃ توبہ آیت نمبر 9/36 میں ارشاد رب العزت ہے۔

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ.

ترجمہ: یقیناً مہینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک اللہ کی کتاب میں بارہ ہے۔

اس طرح سال میں مہینوں کی تعداد بارہ ہے۔ نہ کم نہ زیادہ۔ ان میں چار ادب و احترام کے لئے ہیں۔ مہینوں کی تعداد گھٹانا بڑھانا (کبیسہ) سراسر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ اور بے دینی ہے۔ قرآن مجید کو ریاضی کے حوالے سے دیکھیں تو معلوم

Marfat.com

ہوتا ہے کہ قرآن پاک میں الشھر (مہینہ) کا لفظ 12 دفعہ اور یوم (دن) کا لفظ 365 دفعہ استعمال ہوا ہے۔ پس قرآن نے بتایا کہ کل دن 365 اور مہینے 12 ہیں۔ اور اسلامی سال بھی 12 ماہ اور 365 دنوں کا ہوگا۔ اور یہ ماہ ہر بار اپنے موسم میں ہی آئیں قرآن نے یہ بنیاد مہیا کر دی۔ ورنہ تمام ماہ و سال اپنی افادیت، قدریں کھو دیں گے۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ قبل از اسلام اقوام عالم قمری نظام تقویم رکھتی تھیں اسلام نے ایک نیا نظام شمسی متعارف کرایا اس تقویم کی خصوصیت یہ ہے کہ سال کے ماہ 12، دن 365 اور اس کا ہر مہینہ ہمیشہ ایک معین موسم میں آتا ہے۔ سمجھدار اقوام نے اسلام سے یہ نظام چوری کر کے خود اپنا لیا۔ جہاں تک کہ حوادث زمانہ کی وجہ سے اب نظام شمسی کو منسوب ہی اقوام کافر سے کر دیا گیا ہے۔ اور نظام قمری کفر یہ نظام کو مسلمان سے منسوب کر دیا گیا۔ ذہن میں سوالات آتے ہیں کہ:

1- مبینہ اسلامی مہینے جو کہ دراصل قمری مہینے ہیں۔ ان کو اسلامی مہینے کب اور کس شخصیت نے قرار دیا۔

2- آیا قرآن مجید میں کوئی آیت مبارکہ قمری مہینوں کو اسلامی قرار دینے یا کہنے لکھنے کے متعلق موجود ہے۔

3- اسی نسبت کوئی فرمان نبوی ﷺ (حدیث شریف) موجود ہے۔

مجھے ان کا جواب ابھی تک نہیں مل سکا کہ ایسا کیوں ہوگیا ہے۔ راہ دیکھانے والے مسلمان خود ہی راہ کھو گئے ہیں۔ موجودہ دور میں جیسا کہ مسلمان قمری مہینوں کو ہی اسلامی مہینوں کے طور پر گلے لگائے بیٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے چار مہینے حرمت والے قرار دیئے ہیں جو اس موجودہ قمری نظام سے مہینے اصل جگہ سے ہٹ جاتے ہیں۔ اس

Marfat.com

طرح مہینوں کی اپنی جگہ سے ہٹا دینا۔کبھی رمضان کو سردیوں میں لے جانا کبھی بہار میں کبھی خزاں میں ان کے متعلق قرآن پاک نے سورۃ توبہ آیت نمبر 9/37 میں ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّمَا النَّسِیْءُ........................ مَاحَرَّمَ اللّٰہُ.

ترجمہ: یہ ہٹا دنیا کفر میں اور ترقی ہے جس سے کفار گمراہ کئے جاتے ہیں کہ وہ اس حرام مہینے کو کسی سال حلال کر لیتے ہیں اور کسی سال حرام سمجھتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ نے جو مہینے حرمت والے قرار دیئے ہیں ان کی گنتی پوری کرلیں اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کے حرام کئے ہوئے مہینے کو حلال کر لیتے ہیں۔

یعنی قمری کیلنڈر کے حساب سے مہینے اپنی جگہ سے ہٹ جاتے ہیں۔اور تمام افادیت کھو دیتے ہیں۔عصر حاضر کے مسلمان نے نہ صرف قمری نظام جو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخت ناپسندیدہ اور کفر میں اضافہ ہے کو سختی سے اپنے سینہ سے لگا رکھا ہے۔

مسئلہ صاف ہو گیا ہے کہ آپ نے کم فکری سے اسلام دشمن سازش کا شکار ہو کر اسلاف کی اندھی تقلید کی وجہ سے قرآنی احکامات کے خلاف قمری نظام کو اپنے سینہ سے لگا رکھا ہے جس سے اصلی رمضان (گرمی کا مہینہ برسات) اپنی جگہ سے ہٹ چکا ہے۔یعنی جو اصل رمضان کا مہینہ تھا وہ اپنی اصلی جگہ،موسم میں نہ رہا۔اور اللہ تعالیٰ کا حکم رمضان (گرمی۔برسات) میں روزہ کا ہے۔مگر آپ نے اپنی جگہ پر رمضان کی بجائے کسی اور موسم میں خود ساختہ رمضان (کبھی انتہائی سردیوں میں کبھی کسی موسم میں اور کبھی کسی موسم میں) میں روزے رکھ لئے۔اس طرح کرنے سے ماہ رمضان اپنی شناخت کھو گیا۔یعنی جس موسم گرمی برسات میں رمضان کو آنا تھا نہیں آیا۔شناخت کھو

Marfat.com

دینے سے رمضان اپنی افادیت بھی کھو بیٹھا ہے۔ اصول یہی ہے کہ جب کوئی شے اپنی شناخت کھو دیتی ہے تو افادیت خود بخود کھو دیتی ہے۔ اب خیال کریں کہ جب آپ نے اصل ماہ رمضان میں روزہ رکھے ہی نہیں تو آپ فضیلت رمضان کیوں کر حاصل ہوگی۔

اے امت مسلمہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے بیان کردہ فضیلت رمضان حاصل ہو۔ تو فوری طور پر اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے نظام شمسی سے خود کو منسلک کر لیں اور قمری نظام (کفریہ نظام) فوری طور پر ترک کر دیں۔ ورنہ قیامت تک بھی فضیلت رمضان ....

اسلامی ماہ کب اور کس طرح اور کس تاریخ سے شروع ہوتے ہیں ایک شیڈول تیار کیا ہے جو درج ذیل ہے۔ رمضان ہر سال 28 جولائی سے شروع ہو کے 27 اگست تک ہوگا۔

نمبر شمار	نام ماہ	تعداد دن	عیسوی مہینوں کے ہمراہ	بکرمی مہینوں کے ہمراہ	نام موسم اردو میں	نام موسم انگلش میں
1	ربیع الاول	31	26 جنوری تا 25 فروری	ماگھ	بہار	Spring
2	ربیع الثانی	30	26 فروری تا 27 مارچ	پھاگن	بہار	Spring

Marfat.com

3	جمادی الاول	31	28 مارچ تا 29 اپریل	چیت	گرما	Summer
4	جمادی الثانی	30	29 اپریل تا 27 مئی	بیساکھ	گرما	Summer
5	رجب	31	28 مئی تا 27 جون	جیٹھ	گرما	Summer
6	شعبان	30	28 جون تا 27 جولائی	ہاڑ	گرما	Summer
7	رمضان	31	28 جولائی تا 27 اگست	ساون	برسات	Raining
8	شوال	30	28 اگست تا 26 ستمبر	بھادوں	خزاں	Autom
9	ذی القعد	30	27 ستمبر تا 26 اکتوبر	اسوج	سرما	Winter
10	ذی الحج	30	27 اکتوبر تا 25 نومبر	کاتک	سرما	Winter
11	یکم محرم	31	26 نومبر تا 26 دسمبر	مگھر	سرما	Winter

Marfat.com

12	صفر	30	27 دسمبر تا 25 جنوری	پوہ	سرما	Winter

Marfat.com

اسلامی ماہ وسال
قرآن کی نظر میں

Marfat.com

Marfat.com

اسلامی ماہ و سال قرآن کی نظر میں

اَعُوْذُبِااللّٰهِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْo وَیَسِّرْلِیْ اَمْرِیْo

وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْo یَفْقَهُوْاقَوْلِیْo

اَلقران طٰہٰ 25 تا 28

ترجمہ: اے میرے رب میرا سینہ کھول دے اور میرا کام آسان کر دے اور میری زبان کی مشکلات دور کر دے تا کہ وہ لوگ میری بات سمجھ لیں۔

دنیا میں ہر شے چاہے انسان ہو یا حیوان نباتات ہوں یا جمادات ہر کسی کی اپنی ایک شناخت ہوتی ہے۔ اور ایک قدر ہوتی ہے۔ شناخت سے مراد ظاہری شکل و صورت ہے جبکہ قدر سے مراد افادیت ہے۔ مثلاً آپ بھینس کو دیکھیں اس کی شناخت

Marfat.com

تو بھینس کی ظاہری شکل وصورت ہے۔جبکہ اس کی قدر (افادیت) اس سے دودھ اور گوشت حاصل ہوتا ہے۔موسموں کے حوالے سے دیکھیں تو موسم کئی اقسام کے ہیں۔موسم سردی کا ہو یا گرمی کا موسم۔سردی کے موسم میں انسان کو سردی محسوس ہونا اس کی ماہ کی شناخت ہے۔جبکہ سردیوں کی سبزیاں اور پھل پھول وغیرہ جو کہ صرف سردی کے موسم میں ہی اگ سکتے ہیں۔اس کی افادیت ہے۔ جب کوئی شے اپنی شناخت کھودیتی ہے۔تو خود بخود اپنی افادیت بھی کھودیتی ہے۔یعنی اوصاف ختم ہو جاتے ہیں۔ایک اور مثال سے واضح کرتا ہوں۔ کہ ایک لائن میں مختلف جانور کھڑے ہیں۔ان میں کتا بھی ہے بکری بھی۔ بکری کی شناخت اس کی ظاہری شکل وصورت ہے۔قدر (افادیت) اسکی دودھ اور گوشت جیسی عمدہ غذا کا حاصل ہوتا ہے۔آپ کسی وجہ سے دانستہ طور پر یا نادانستہ طور پر بھول چوک سے یا کسی دشمن کے بھکاوے میں آ کر کتے کو بکری کہہ دیتے ہیں یا مان لیتے ہیں۔اب کیا ہوگا کہ کتے کی شناخت بدل گئی ہے۔اس کی ظاہری شکل وصورت کی وجہ سے۔لیکن اگر پھر بھی آپ بضد ہیں کتے کو بکری کہنے پر اور کہہ دیں کہ نام سے کیا فرق پڑتا ہے۔کہتے جائیں کتے کو بکری۔اور کہنے کی ضد پر قائم رہیں مگر یہ بتائیں کیا آپ اپنی ضد پر قائم رہ کر کتے کا گوشت اور دودھ استعمال کریں گے۔کیا کتے کا گوشت اور دودھ وہ فوائد دے گا جو بکری کا دودھ اور گوشت دیتا ہے نہیں بالکل نہیں۔کیونکہ کتا اپنی افادیت کے لحاظ سے بکری کی افادیت میں تبدیل نہ ہوگا۔ بلکہ آپ کے کتے کو بکری کہہ دینے سے کتا اپنی شناخت کھو بیٹھا۔ساتھ ہی اپنی افادیت بھی۔کیونکہ کتے میں بکری والی خصوصیات اوصاف افادیت پیدا نہ ہوگی۔آپ کتے کو بکری کہہ کر یا مان کر یا تسلیم کر کے کتے سے بکری

Marfat.com

والے نتائج حاصل نہیں کر سکتے۔ کیونکہ حقیقت میں تو وہ کتا ہی ہے اسے بکری مان لیا گیا ہے۔ اور عرصہ گذر جانے کے بعد آنے والے لوگ اس غلط بات کی تقلید کریں گے۔ اور درستگی اس لئے نہیں کرتے کہ ان کے اسلاف اس طرح کرتے چلے آئے ہیں۔ آپ اپنی غلط بات سے کیوں باز نہیں آ جاتے۔ محض اس لئے کہ یہ ہمارے اسلاف کرتے تھے۔ اس لئے ہم بھی یہی کریں گے۔ بات ذرا آگے بڑھاتے ہوئے۔ ہم موسموں اور مہینوں سالوں کی طرف آتے ہیں۔ جن میں سے عیسوی اور اسلامی مہینوں کا ذکر ہو۔ عیسوی مہینے جن کو شمسی ماہ بھی کہتے ہیں۔ وہ جنوری، فروری، مارچ، اپریل، مئی، جون، جولائی، اگست، ستمبر، اکتوبر، نومبر، دسمبر ہیں۔ جس طرح دنیا میں ہر شے کی اپنی شناخت اور افادیت ہوتی ہے۔ اسی طرح ہر ماہ کی بھی اپنی ایک شناخت اور ایک قدر ہے۔ مہینوں کی نسبت ایک مثال دیتا ہوں کہ اگر پوچھا جائے بھائی گندم کی بوائی کس ماہ میں ہوتی ہے۔ تو فوراً جواب ملتا ہے کہ اکتوبر نومبر میں سوال کرنے والا پوچھے کہ یہ مہینے کس موسم کے ہوتے ہیں پ تو ان مہینوں کی شناخت کہ موسم سرما آ رہا ہوتا ہے۔ یہ ان مہینوں کی شناخت اور قدر ہے۔ شناخت یہ ہوئی کہ موسم سرما آنے سے پہلے کے ماہ ہیں۔ قدر یہ ہے کہ صرف ان ہی مہینوں میں گندم کی بوائی کی جاتی ہے۔ فرض کریں کہ کسی طریقہ سے یا کسی وجہ سے آپ انتہائی گرمی کے مہینہ جون کو اکتوبر یا نومبر کہہ لیتے ہیں۔ تو کیا اکتوبر یا نومبر کی افادیت انتہائی گرمی کے ماہ جون سے حاصل ہو سکے گی۔ کیا جون میں گندم کی فصل آپ کاشت کر سکیں گے۔ اگر کوئی شخص حماقت کر کے بو بھی دے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ زمین کی تیاری بھی گئی۔ بیج بھی ضائع۔ آبپاشی تباہ۔ کھاد کا بھی نقصان۔ اس سارے کام کیلئے صرف شدہ وقت

Marfat.com

برباد انسانی محنت بیکار۔ اللہ تعالیٰ نے موسم اور مہینے ایک خاص ترتیب سے تیار کیئے ہیں۔ ایک خاص حساب اور قدر کے ساتھ یعنی موسموں کا اور مہینوں کا آپس میں ایک خاص تعلق ہے۔ جو برقرار رہے تو افادیت ملتی ہے۔ دنوں اور مہینوں کا استعمال تو بہت ہی پرانا ہے دنیا کی ہر قوم کے لوگ اپنے حالات و واقعات کی یادداشت کیلیئے کوئی نہ کوئی طریقہ کیلنڈر اپنی عقل کے مطابق استعمال کرتے تھے۔ اور چونکہ ابتداء میں انسان کے وسائل محدود تھے۔ زندگی بالکل سادہ تھی اسی طرح ان کی عقل اور معلومات بھی بالکل سادہ اور محدود تھیں۔ فلکیات کے بارے میں ان کا تحقیقاتی علم کچھ نہ تھا ان کی فلکیاتی معلومات محض مشاہدہ پر مبنی تھیں۔ انہوں نے طویل مشاہدہ سے یہ اخذ کیا کہ موسم گھوم پھر کر آتے ہیں جو تعداد میں 4 ہیں۔ یعنی سردی، گرمی، بہار اور خزاں انہوں نے یہ بھی مشاہدہ کیا کہ ایک بار یہ چاروں موسم گذر جائیں تو پھر وہی چاروں موسم اپنی گذشتہ ترتیب کے ساتھ دوبارہ نمودار ہو جاتے ہیں۔ اور یہ عمل مسلسل بار بار رونما ہوتا رہتا ہے۔ موسموں کا ہی لغت کی رو سے نام لیکر ہر موسم کا نام رکھ دیا گیا۔ اس رکھے گئے لغوی معنے کو مہینے کا نام دے دیا گیا۔ قمری مہینوں کے معنی لغت کی رو سے اس طرح ہیں۔

1- محرم۔ قمری سال کا پہلا مہینہ لغوی معنی ادب واحترام والا۔

2- صفر۔ قمری سال کا دوسرا مہینہ لغوی معنی خالی ہونا، گھر کو خالی کرنا، عقل، زرد رنگ، جانور کو پانی کیلیئے بلانا۔

3- ربیع الاول۔ قمری سال کا تیسرا مہینہ لغوی معنی موسم بہار، موسم بہار کی بارش، سبزہ اور گھاس، موسم بہار کا پہلا مہینہ۔

Marfat.com

4-ربیع الثانی۔ قمری سال کا چوتھا مہینہ۔لغوی معنی موسم بہار کا دوسرا مہینہ۔

5-جمادی الاول۔ قمری سال کا پانچواں ماہ۔لغوی معنی بے بارش کا موسم۔

6-جمادی الثانی۔ قمری سال کا چھٹا ماہ۔لغوی معنی بے بارش موسم کا دوسرا مہینہ۔

7-رجب۔ قمری سال کا ساتواں ماہ۔لغوی معنی جب کھجور کے پھل کو بوجھکی وجہ سے ٹیک لگائی جائے۔

8-شعبان۔ قمری سال کا آٹھواں ماہ لغوی معنی۔

9-رمضان۔ قمری سال کا نواں ماہ۔لغوی معنی گرمی کی تیزی۔دھوپ کی تیزی کی وجہ سے گرم زمین، برسات۔

10-شوال۔ قمری سال کا دسواں ماہ۔لغوی معنی زور آزمائی کیلئے اٹھایا جانے والا پتھر۔

11-ذی القعد۔ قمری سال کا گیارہواں ماہ۔لغوی معنی۔

12-ذی الحج۔ قمری سال کا بارواں ماہ۔لغوی معنی۔جس ماہ میں حج کیا جاوے۔

قمری تقویم کی بنیاد چاند کی ماہانہ گردش پر ہے۔ ہر مہینہ کا آغاز نئے چاند سے ہوتا ہے۔زمین سورج چاند ہر شے اجرام فلکی اپنے اپنے مدار میں مصروف گردش ہیں۔ جب سورج اور چاند کا کسی نقطہ پر اجتماع ہوتا ہے۔اس وقت کو اماوس کہتے ہیں۔علوم فلکیات میں ہی اسے نیا چاند کہتے ہیں۔عیسوی تاریخ رات 12 بجے کے بعد شروع ہوتی ہے جبکہ قمری تاریخ سورج غروب ہونے کے بعد شروع ہوتی ہے ایک قمری مہینے کی اوسط مدت 29 دن اور 6 تا 20 گھنٹے کے درمیان مختلف جگہوں میں مختلف ہوتی ہے

Marfat.com

ایک قمری سال کی اوسط مدت 354 دن 8 گھنٹے 48 منٹ اور تقریباً 34 سیکنڈ ہوتی ہے آسانی کے خیال سے یہ گھنٹے، منٹ اور سیکنڈ نظر انداز کر کے صرف مکمل دنوں کو حساب میں رکھا جاتا ہے قمری کیلنڈر بھی مختلف علاقوں میں مختلف نوعیت کے تھے۔ مکی کیلنڈر کے مطابق خاص خاص سالوں کے آخر میں ایک تیرھویں مہینے کا اضافہ کیا جاتا تھا۔ جیسے لسئ کہتے تھے۔ تیرہ مہینے کا یہ سال کبیسہ کہلاتا تھا۔ اس طرح قمری مہینوں کو اپنے موسم یعنی اپنی اصلی حالت پر لے آیا جاتا۔ محققین کا بیان ہے کہ اس کا فیصلہ مکہ میں حج کے موقعہ پر چند ذمہ دار بزرگ کرتے تھے۔ کہ کس سال اضافی ماہ کا اطلاق کیا جائے۔ اس لحاظ سے مکہ میں حج اس تقویم کے مطابق ادا کیا جاتا یہ مکی کیلینڈر کہلاتا تھا۔ محققین کے نزدیک ہر دو سال بعد تیسرا سال کبیسہ ہوتا تھا۔ کبھی سوچا کہ مکے کے لوگ اس سارے قضیہ۔ سوچ بچار۔ غور و فکر میں کیوں لگے رہتے تھے۔ صاف ظاہر ہے کہ اپنے کیلنڈر کو موسموں کے لحاظ سے درست رکھنے کیلئے۔ اپنے مہینوں کی شناخت اور قدر قائم اور برقرار رکھنے کیلئے۔ ہر موسم کی فصلیں اپنے ہی وقت میں بوئی جا سکتی ہیں۔ ربیع بہار کی فصل ہے جو کہ قمری ماہ ربیع الاول اور ربیع الثانی کی فصل ہے۔ اس ماہ ربیع کا لغت میں مطلب بھی موسم بہار۔ موسم بہار کی بارش یا سبزہ، گھاس ہے۔ موجودہ نظام قمری کی طرف آئیں تو کیا ربیع الاول یا ربیع الثانی میں ربیع کی فصل بوئی جا سکتی ہے۔ جو قمری ماہ ربیع الاول تو کبھی انتہائی گرمیوں اور کبھی انتہائی سردیوں میں آ جاتا ہے۔ کیا آپ اسی صورت میں ربیع کی فصل ربیع الاول یا ربیع الثانی میں بو سکتے ہیں۔ فرض کریں کہ آپ ربیع کی فصل انتہائی گرمیوں یا انتہائی سردیوں میں بوتے ہیں تو نتیجہ کیا ہوگا۔ وہی بربادی و نقصان۔ کوئی بھی قمری مہینوں کے مطابق کھیتی باڑی نہیں

Marfat.com

کرسکتا۔کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ ایسا کیوں ہے۔قمری مہینے اپنی اصل شناخت کھو دینے سے اپنی قدر بھی کھو گئے۔اور کوئی مہینہ بھی موسم کے لحاظ سے آپ کا ساتھ نہ دے سکتا ہے۔ایک اور مثال اس طرح ہے قرآن پاک میں سورۃ البقرہ آیت نمبر183 تا185 میں حکم ہوا ہے۔

یاایھاالذین امنو کتب علیکم الصیام.........183 ایاماً معدودات..........184

ترجمہ:اے ایمان والوتم پر روزے فرض کئے گئے۔ تھوڑے دنوں کیلئے

شھر رمضان الذی..........185 ترجمہ!وہ تھوڑے دن ماہ رمضان ہے۔

ان آیات پاک سے صاف صاف حکم ہے کہ شھر رمضان کے روزے فرض کئے گئے ہیں شھر رمضان کے مطلب ومفہوم پر غور وفکر کرتے ہیں۔لغات القرآن جلد دوئم صفحہ نمبر983 اشاعت اول اکتوبر1960 مئولفہ غلام احمد پرویز صاحب۔شھر کے معنی مہینہ درج ہے اور مزید کہ ابن فارس نے کہا ہے کہ شھر کے بنیادی معنی، کسی معاملہ کا واضع ہونا اور روشن ہونا، ہوتے ہیں۔یعنی کہ شھر کے معنی ایسا مہینہ کے ہیں جو روشنی سے منسلک ہو۔ظاہر ہے کہ روشنی کا تعلق سورج سے ہے۔اس طرح شھر کے معنی مہینہ جو شمسی نظام سے منسلک ہو۔رمضان قمری کیلنڈر کے مطابق نواں مہینہ ہے۔ رمضان کے معنی لغت کی رو سے گرمی کی تیزی۔برسات ہے۔(گرمی، برسات والا) ہے۔اب مطلب واضح ہو کر سامنے آ گیا۔کہ ایمان والوتم پر روزے فرض کئے گئے تھوڑے دنوں کیلئے۔ وہ تھوڑے دن ماہ (شمسی نظام کا) رمضان (موسم گرما، برسات والا) ہے۔اس میں ماہ کی شناخت مہینہ شمسی نظام سے منسلک اور اس

Marfat.com

میں رمضان کی شناخت موسم گرما، برسات ہے۔قدر اس کی یہ ہے کہ اس میں روزے ہیں ستائسویں رات لیلۃ القدر ہے۔ روزوں کیلئے یہی موسم گرما (برسات) ہی موزوں ترین ہے۔تا کہ اس کی قدر (افادیت) برقرار رہ سکے یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے ۔کیا سردیوں کے مہینہ میں گرمیوں والی افادیت خصوصیات پیدا ہو جائیں گی۔بالکل نہیں۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم رمضان (موسم گرما برسات) میں روزہ رکھنے کا ہے اور لیلۃ القدر بھی اسی رمضان (موسم گرما برسات) میں ہے۔جو آپ نے اللہ کے حکم مطابق گرمی والے برسات کے مہینہ رمضان میں روزے نہیں رکھے۔ایسی صورت حال میں اگر کوئی آپ سے سوال کرتا ہے۔کہ اسلامی کیلنڈر (قمری ماہ وتاریخ) کے مطابق بتائیں۔

ا۔کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کس موسم میں پہلی وحی نازل ہوئی۔۲۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بوقت میلاد کونسا موسم تھا۔۳۔پہلے روزے فرض ہوئے تو کونسا موسم تھا۔۴۔ربیع کی فصل کس قمری ماہ میں بوئی جایا کرے۔اب آپ اوپر والے سوالات کا مہینہ بتائیں۔ اس طرح پورا تضاد کھل کر آپ کے سامنے آجائے گا۔

آپ موجودہ حالت میں اسلامی کیلنڈر کے مطابق تعین کر ہی نہیں سکتے اور نہ ہی کوئی جواب دے سکتے ہیں۔کیوں کہ آپ جواب دینے کے قابل ہی نہیں ہیں آپ کا ربیع الاول تو کبھی گرمیوں میں اور کبھی سردیوں میں گھومتا رہتا ہے۔اسی لئے آپ کسی سوال کا جواب نہیں دے سکتے پوچھنے والا آپ کی اس حالت سے اندازہ لگائے گا کہ اسلامی کیلنڈر (قمری مہینے) اس قابل ہی نہیں ہیں کہ ان پر انحصار کیا جائے۔بات یہیں پر ختم نہیں ہو جاتی بلکہ یوں کہیں کہ بات یہاں سے شروع ہو

Marfat.com

ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ کہ رمضان (موسم گرما برسات) کے روزے تم پر فرض کئے گئے ہیں۔ آپ کے اسلامی کیلنڈر کی رو سے (اپنے طریقہ حساب پر) رمضان کا مہینہ دسمبر انتہائی سردی میں آ گیا ہے۔ آپ نے اہتمام کے ساتھ سخت سردیوں میں روزے رکھے۔ کبھی سوچا کہ یہ بات کیا بنی۔ میں بتاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا کہ رمضان موسم گرما برسات میں روزے رکھو۔ آپ نے نہیں رکھے۔ لیلۃ القدر بھی اسی رمضان گرمیوں والے برسات کے موسم میں یا اسی ماہ کے آخری عشرہ میں ہے۔ گرمیوں والے برساتی رمضان کی بجائے آپ سردیوں والے رمضان میں روزوں کے نتائج، افادیت، قدر فضلیت اور لیلۃ القدر تلاش کر رہے ہیں۔ آپ یہ عمر تو کیا ایسی کئی عمریں لگا دیں۔ آپ ناکام رہیں گے۔ کیوں کہ گرمیوں کے نتائج آپ سردیوں میں تلاش کر رہے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ انتہائی سردی میں اہتمام سے روزے رکھ کر بھی آپ حکم اللہ تعالیٰ کی خلاف ورزی کرنے کے مرتکب ہوئے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کا مذاق اڑایا گیا ہے جسے اللہ تعالیٰ سخت ناپسند فرماتے ہیں۔ یعنی جب روزے رکھنے کا حکم تھا آپ نے نہیں رکھے۔ جب حکم نہیں تھا آپ نے اہتمام سے رکھ لئے۔ ہر دو صورت میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کی۔ اور اس کی سزا تو آپ خود جانتے ہیں۔ مگر ایسا کیوں ہوا۔ دراصل آپ نے قمری حساب کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکے۔ جو کہ رمضان اس قمری نظام کی وجہ سے اپنی جگہ سے ہٹ گیا تھا اور اپنی قدر افادیت کھو گیا۔ اصل رمضان (گرمی) برسات میں رکھنے کی بجائے کسی اور مہینہ کو رمضان سمجھ کر روزے رکھے جائیں۔ رمضان کے اصل فوائد حاصل نہیں ہوں گے۔ قابل قدر ترقی کے اس دور

Marfat.com

میں جبکہ پندرھویں صدی ہجری کا آغاز ہو چکا ہے۔ ماہرین فلکیات بھی کوئی ایسا طریقہ معلوم کرنے میں کامیابی حاصل نہیں کر سکے جس کے مطابق وہ ہر مہینے موسم کے اعتبار سے برقرار رہ سکیں۔ ان حالات میں بمطابق رویت ہلال قمری تقویم کا پیشگی تیار کرنا قطعاً ناممکن ہے۔ قمری نظام جسے اسلامی نظام بھی کہا جاتا ہے۔ موجودہ صورت میں تاریخ اور موسم تک کا تعین نہیں کر سکتا جو کہ روزمرہ کی زندگی میں انتہائی ضروری ہے۔ تو باقی اسلام کس طرح ضابطہ حیات ہو سکتا ہے۔ اور ہمارے موجودہ مسائل کا حل کس طرح بتا سکتا ہے۔ قمری نظام میں لفظ ماہ کس طرح رکھا گیا تو تحقیق سے پتہ یہ چلتا ہے کہ مختلف زبانوں سے مہینے کا نام چاند (قمر) سے ماخوذ ہے۔ مثلاً مہینہ لفظ ماہینہ کا مخفف ہے جس کے معنی چاند ہیں۔ لفظ ماہ فارسی کا لفظ ہے۔ اس کے معنی بھی چاند ہیں انگریزی لفظ (Month) یہ انگریزی لفظ مون (Moon) سے ماخوذ ہے۔ نیز ہندو اپنے مذہبی تہوار قمری تاریخوں کے حساب سے مناتے ہیں عیسائی بھی ایسٹر کا تہوار قمری تاریخوں کے حساب سے ہی مناتے تھے بنی اسرائیل محرم کی دس تاریخ کو روزہ رکھتے تھے۔ اس سے ہم یہ بات بڑے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اقوام عالم صرف اور صرف قمری نظام اپنائے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ ان اقوام نے اپنے مہینہ کو ماہ ۔Month کہا ہے۔ جس کا مطلب چاند ہے۔ یعنی وہ چاند کے ساتھ تعلق بناتے ہیں۔ جب اسلام طلوع ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے الہامی کتاب بزبانی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نازل فرمائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے قمری نظام کو باطل قرار دے دیا اور شمسی نظام اپنانے کا حکم دے دیا۔ یہ قرآنی حکم انتہائی انقلابی تھا۔ تقویم کے استعمال کا ذکر قرآن مجید نے مختلف جگہ پر کیا ہے۔ رب العزت سورۃ الرحمٰن آیت نمبر 4 میں فرماتے ہیں۔

Marfat.com

الشمس والقمر بحسبان..........سورۃ الرحمن آیت نمبر 4

ترجمہ! سورج اور چاند ایک حساب سے گردش کر رہے ہیں۔

سورۃ یونس آیت نمبر 5 اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔

ھو الذی جعل الشمس.............. الایت لقوم یعلمون.

ترجمہ! وہ اللہ ایسا ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو نورانی بنایا اور اس کیلئے منزلیں مقرر کیں تا کہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کر لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں بے فائدہ نہیں پیدا کیں۔ وہ یہ دلائل ان لوگوں کو صاف صاف بتلا رہا ہے۔ جو دانش رکھتے ہیں۔

آیت مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ سورج اور چاند دونوں کیلئے منزلیں مقرر کی ہیں تا کہ ان کے ذریعے تم سالوں کی گنتی اور حساب معلوم کر سکو۔ سورج کا دورہ چونکہ سال بھر میں مکمل ہوتا ہے۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ برسوں کی گنتی کو سورج سے متعلق مانا جائے۔

ایک دوسری جگہ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 8 میں ارشاد فرمایا۔

وجعلنا الیل .... کل شی فصلنة تفصیلاً.

ترجمہ: اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنا دیا چنانچہ رات کی نشانی کو ہم نے دھندلا بنایا اور دن کی نشانی کو ہم نے روشن بنایا تا کہ تم اپنے رب کا فضل (رزق) تلاش کرو تا کہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کر سکو اور ہر چیز کو ہم نے خوب تفصیل سے بیان کیا ہے۔

اس آیت میں قطعاً شمسی تقویم کا ذکر ہے، کیوں کہ یہاں سالوں کی گنتی اور

Marfat.com

عام حساب معلوم کرنے کو رات دن کی آمد و رفت سے متعلق کیا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ رات دن کی آمد و رفت میں چاند کو کوئی دخل نہیں، بلکہ اختلاف لیل و نہار زمین کی اپنے محور پر یومیہ حرکت کا مرہون منت ہے۔ زمین کا جو حصہ سورج کے مقابل ہو وہاں دن ہوتا ہے اور دوسری جانب رات ہوتی ہے۔

سورۃ توبہ آیت نمبر 36 میں ارشاد رب العزت ہے۔

ان عدة الشهور عندالله اثنا عَشَرَ شهراً فی کتب الله.

ترجمہ! یقیناً مہینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک اللہ کی کتاب میں بارہ ہے۔

ماہ و سال کیلئے سورج یا چاند کسی کے ساتھ حساب کو اپنایا جائے اللہ تعالیٰ نے سورت توبہ آیت نمبر 36 میں بالکل واضح کر دیا ہے۔ کہ اُس سے تعلق رکھنا ہے۔ جس سے سال میں 12 ماہ بنتے ہوں نہ کم نہ زیادہ ظاہر ہے۔ کہ یہ صرف سورج ہے۔ جس کی گردش سے سال میں 12 ماہ بنتے ہیں چاند سے تو ہر دو سال بعد سال میں مہینوں کی تعداد تیرہ (13) ہو جاتی ہے۔ جو کہ قرآنی سال کے خلاف اور منافی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مزید سورت توبہ آیت نمبر 37 میں فرمایا کہ یہ ہٹا دینا کفر میں ترقی ہے۔ یعنی مہینے موسم کے لحاظ سے اپنی جگہ پر برقرار رہنے چاہیے۔ گرمی کے مہینہ میں گرمی ہونی چاہیے اور بہار کے مہینہ میں بہار ہی آنی چاہیے۔ گرمی کے برساتی مہینہ رمضان میں گرمی اور برسات آنا چاہیے نہ کہ رمضان (گرمی کا برساتی موسم) کبھی سخت سردی میں آجائے اور کبھی خزاں میں اسی طرح بہار یعنی ربیع کا مہینہ بہار میں آنا چاہیے نہ کہ ربیع کا مہینہ کبھی سخت سردی میں اور کبھی سخت گرمی میں۔ اس طرح مہینوں کو ہٹا دینا کفر ہے بات بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ چاند کے ساتھ ماہ و سال

Marfat.com

کے حساب کو کفر میں اضافہ ضرور دیتا ہے اور کفر سے سختی سے منع فرماتا ہیں۔یعنی ماہ و سال کو چاند کے ساتھ حساب کو سختی سے منع کیا ہے

جس روز اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ان میں چار ادب واحترام کے مہینے ہیں۔اس طرح سال میں مہینوں کی تعداد بارہ ہے۔نہ کم نہ زیادہ اسلئے مہینوں ی تعداد گھٹانا بڑھانا (کبیسہ) سراسر خداوند تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔اور بے دینی ہے۔قرآن مجید کو ریاضی کے حوالے سے دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک میں الشہر (مہینہ) کا لفظ 12 دفعہ اور یوم (دن) کا لفظ 365 دفعہ استعمال ہوا ہے۔پس قرآن نے بتایا کہ کل دن 365 رکھنا ہوں گے۔رونہ تمام ماہ و سال اپنی افادیت۔قدریں کھودیں گے۔اسلوب قرآن مجید ایسا ہے۔کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے احکامات جو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے غیر متبدل رہ سکتے تھے ان کا ذکر کیا ہے۔مگر ان ابدی احکامات کی تفصیلات، جزوئیات درج نہیں کیں۔بلکہ صرف راہنما اصول بتادیئے ہیں۔ان اصولوں کی روشنی میں ہر بدلتے زمانہ کی ضرورت کے لحاظ سے اسلامی ریاست باہمی صلاح مشوہ سے خود تعین کر لے۔اس طریقہ کار سے اصول واقدار اپنی جگہ پر برقرار رہیں گے۔اوران ی جزوئیات وتفصیلات بدلتے حالات اور بدلتے زمانے کے تقاضوں کے مطابق بدلتے رہیں گے۔فلکیاتی تحقیق کے مطابق شمسی مہینوں کا حساب کتب اس طرح ہے کہ ایک شمسی سال کی مدت 365 دن 5 گھنٹے 48 منٹ اور 46 سیکنڈ ہوتی ہے۔ایک سال میں 365 دن شمار کیئے جاتے ہیں۔گھنٹے منٹ اور سیکنڈ آسانی حساب کیلئے چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔اس طرح ایک خاص میعاد میں قدرے فرق پڑ جاتا ہے۔

Marfat.com

ایک سال میں فرق۔۔۔۔۔۔۔۔5 گھنٹے 48 منٹ 46 سیکنڈ

4 سالوں میں فرق۔۔۔۔۔۔۔۔تقریباً ایک دن

400 سالوں میں۔۔۔۔۔۔۔۔تقریباً 97 دن

اس فرق کو روکنے کیلئے عیسوی تقویم میں مختلف طریقے وضع کئے گئے۔ چار سالوں میں کیلنڈر ایک دن پیچھے رہ جاتا ہے۔ لہٰذا ہر چوتھے سال ماہ فروری میں ایک دن کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ (لیپ کا سال) اس حساب سے 100 سال بعد 25 دن کا اضافہ ہو جائے گا۔ مگر چونکہ اس عرصہ میں اصل تقریباً 24 دن کا ہوتا ہے۔ لہٰذا ایک روز کا فالتو اضافہ روکنے کیلئے ہر مکمل صدی کا سال لیپ شمار نہیں کیا جاتا بلکہ وہ سال جو 4 کے عدد پر پورے تقسیم ہو جائیں لیپ کہلاتا ہے۔ اس طرح ایک صدی میں لیپ کے کل 24 سال بنتے ہیں اگر ہر صدی میں 24 دن بڑھائے جائیں تو 400 سالوں میں 96 دنوں کا اضافہ ہو جائیگا۔ مگر اس عرصہ میں اصل فرق تقریباً 97 دن کا ہوتا ہے ایک سال کی شناخت ہے 365 دن دنوں کے کم ہو جانے سے سال مہینے اپنی شناخت کھو دیتے ہیں۔ ان کی شناخت برقرار رکھنے کیلئے یعنی سال کے 365 دن پورے کرنے کیلئے علم والے مختلف قواعد وضوابط تیار کرتے رہتے ہیں۔ شمسی مہینوں اور سال کی شناخت برقرار اور بحال رکھنے کیلئے 1582 میں جدید گریگواین کیلینڈر کے قواعد وضوابط وضع کئے گئے۔ اس وقت اصل کیلینڈر 12 یوم پیچھے رہ گیا تھا۔ اس فرق کو دور کرنے کیلئے ان 12 دنوں میں سے 2 یوم آغاز تقویم عیسوی درستگی کی خاطر منہا کر کے 10 یوم 14 اکتوبر 1582 کے بعد حذف کر دیئے گئے۔ یعنی 14 اکتوبر سے اگلا روز 15 کی بجائے 25 اکتوبر قرار دیا گیا۔ پروٹسٹنٹ ممالک نے چرچ سے

Marfat.com

اختلاف کے باعث اس تبدیلی کو جلد قبول نہ کیا۔ مگر مختلف وقتوں میں قبول کرتے چلے گئے۔ 1752 میں جب گریگواین کیلنڈر انگلینڈ میں نافذ کیا گیا مذکورہ پرانا کیلنڈر مزید ایک دن اور پیچھے رہ گیا تھا لہٰذا دو ستمبر 1752 بروز بدھ کے بعد 11 دن شمار نہیں کئے گئے یعنی 2 ستمبر کے بعد 3 ستمبر شمار کرنے کی بجائے اگلا روز جمعرات کو 3 ستمبر کی بجائے 14 ستمبر قرار دے گیا گیا۔ اس سال 1752 میں سال کا اول دن یکم جنوری قرار دیا گیا۔ موجودہ عیسوی کیلنڈر 1752ء میں شروع ہوا۔ اس سے پہلے مختلف کیلنڈر رہوا کرتے تھے۔ سول یا قانونی سال کا آغاز 25 مارچ سے ہوتا تھا مثلاً 1550 میں سال کا آخری روز 24 مارچ تھا تو اس سے اگلا روز 25 مارچ نئے سال 1551ء کا پہلا دن تھا اس کے برعکس تاریخی سال ساتویں صدی سے تیرویں صدی تک سال نو کرسمس کے دن سے شمار کیا جاتا تھا اس کے علاوہ بھی تقویم میں چھوٹی موٹی تبدیلیاں ہوتی رہیں مگر سہولت اور یکسانیت یعنی مہینوں کی اپنی شناخت اور قدر برقرار و بحال رکھنے کی خاطر سال نو کا آغاز یکم جنوری سے ہی کیا جاتا ہے یہ ساری کوشش محنت غور و فکر اور تدبر کیوں یہ لوگ کرتے رہے اپنے اسلاف کے پرانے طریقے چھوڑ کر نئے قواعد و ضوابط خود وضع کرتے رہے محض اس لئے کہ مہینوں اور موسموں کو سمجھنے کیلئے انکی شناخت اور قدر برقرار رہے۔ یہ طریقہ عین قرآنی ہے۔ میری تحقیق بالا سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ قبل از اسلام اقوام عالم قمری نظام تقویم رکھتی تھیں اسلام نے ایک نیا نظام شمسی متعارف کرایا اس تقویم کی خصوصیت یہ ہے کہ سال کے ماہ 12، دن 365 اور اس کا ہر مہینہ ہمشیہ ایک معین موسم میں آتا ہے۔ سمجھدار اقوام نے اسلام سے یہ نظام چوری کر کے خود اپنا لیا۔ جہاں تک کہ حوادث زمانہ کی وجہ سے اب نظام شمسی کو

Marfat.com

منسوب ہی اقوام کافر سے کر دیا گیا۔ اور قمری نظام (اللہ کے نزدیک کفریہ نظام) کو مسلمان سے منسوب کر دیا گیا۔ ذہن میں سوالات آتے ہیں کہ

1 - مبینہ اسلامی مہینے جو کہ دراصل قمری مہینے ہیں۔ ان کو اسلامی مہینے کب اور کس شخصیت نے قرار دیا۔

2 - آیا قرآن مجید میں کوئی آیت مبارکہ قمری مہینوں کو اسلامی قرار دینے یا کہنے یا لکھنے کے متعلق موجود ہے۔

3 - اسی نسبت کوئی فرمان نبوی (حدیث شریف) موجود ہے۔

ان کا جواب ابھی تک نہیں مل سکا ہے۔ کہ ایسا کیوں ہو گیا ہے۔ راہ دیکھانے والے مسلمان ہی راہ کھو گئے ہیں۔ موجودہ دور میں جیسا کہ مسلمان قمری مہینوں کو ہی اسلامی مہینوں کے طور پر گلے لگائے بیٹھے ہیں۔ اس موجودہ قمری نظام سے مہینے اصل جگہ سے ہٹ جاتے ہیں۔ اور حج اپنے اصل مہینے ذی الحج سے نکل کر کسی دوسرے مہینے میں چلا جاتا ہے۔ اسی طرح ادب واحترام والے مہینے ذی القعد، ذی الحج، محرم، رجب (سیرت النبی از شبلی نعمانی حصہ دوئم صفحہ نمبر 201) بھی اپنی جگہ سے ہٹ جاتے ہیں یہ سب کچھ زمانے جہالت یعنی قبل از اسلام کی بات ہے اسلام آیا تو اس عمل کو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف سخت ناپسند فرمایا بلکہ اس طریقہ کار کو کفر میں اضافہ قرار دیا۔

سورۃ توبہ آیت نمبر 37 میں ارشاد ربانی ہے۔

انما النسی زیادۃ فی الکفر یضل به الذین کفرو یحلونه عاماً ویحرمونه عاماً لیوطو عدۃ ماحرم الله فیحلو ماحرم الله.

Marfat.com

ترجمہ: یہ ہٹا دنیا کفر میں اور ترقی ہے جس سے کفار گمراہ کیئے جاتے ہیں کہ وہ اس حرام مہینے کو کسی سال حلال کر لیتے ہیں اور کسی سال حرام سمجھتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ نے جو مہینے حرمت والے قرار دیئے ہیں ان کی گنتی پوری کر لیں اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کے حرام کیئے ہوئے مہینے کو حلال کر لیتے ہیں۔

یعنی قمری کیلنڈر کے حساب سے مہینے اپنی جگہ سے ہٹ جاتے ہیں۔اور تمام افادیت کھو دیتے ہیں اسی لئے قمری حساب کتاب یعنی قمری کیلنڈر کو اللہ تعالیٰ سخت ناپسند فرماتے ہیں۔عصر حاضر کے مسلمان نے نہ صرف قمری نظام جو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخت ناپسندیدہ اور کفر میں اضافہ ہے کو سختی سے اپنے سینہ سے لگا رکھا ہے۔ بلکہ اس پر مزید یہ کہ اپنے ہجری سال ہجری کا آغاز محرم کے مہینہ سے کر رکھا ہے۔ حالانکہ سن شروع کرنے کا اصول فطرت ہے۔کہ جب دن چھوٹے سے چھوٹا ہو کر پھر جس دن سے بڑا ہونا شروع ہو۔اس دن اور اس ماہ سے سن شروع ہوگا۔یا پھر کسی قوم کے مقدس اور نہایت اہم واقعہ سے شروع ہوگا۔جیسے عیسائیوں کا سن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے شروع ہوتا ہے۔ اس تناظر میں مسلمان کے اہم واقعات دیکھیں۔تو حضرت محمد ﷺ کی پیدائش میلاد النبی (20 اپریل 571) 9 ربیع الاول۔حضور پر قرآن کی پہلی وحی 8 ربیع الاول بروز سوموار ہوئی (حافظ ابن عزیز، قرآن نمبر 192 ندائے اہل سنت) حضرت محمد ﷺ کی ہجرت (20 ستمبر 622) 8 ربیع الاول۔سن ہجری حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے سولہویں سال حضرت عثمان، حضرت علی اور دیگر صحابہ اکرام رضی اللہ عنہ کے صلاح مشورہ سے جاری کیا۔اور باہمی اتفاق رائے سے ہجرت کو نقطہ آغاز قرار دیا۔اور واقع ہجرت (20 ستمبر 622

Marfat.com

8) ربیع الاول میں ہوا تھا اصولی طور پر ربیع الاول سے سال شروع ہونا تھا۔ اور اسلامی سال کا پہلا مہینہ ربیع الاول ہونا چاہیے تھا۔ ایک اور مثال دیتا ہوں کہ نیا قمری مہینہ کب شروع ہوگا۔ یعنی نقطہ آغاز چاند رکھتے ہیں تو جب نیا چاند چڑھتا ہے تو مہینہ شروع ہو جاتا ہے۔ یعنی واقع وقوع پذیر ہونے پر مہینہ شروع ہوتا ہے۔ جب بھی چڑھ آئے۔ یہ بات ذہن نشین رکھنی ہے کہ سورج گرہن لگنے یا چاند کا اماوس کی حالت سے باہر نکلتے ہیں۔ نئے چاند کا آغاز ہو جاتا ہے۔ اور نئے قمری مہینہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ فرض کریں ماہ محرم کی 16 تاریخ تھی کہ سورج گرہن لگ جاتا ہے۔ سورج گرہن کے ختم ہونے پر اگلی تاریخ 17 تاریخ کی بجائے صفر کی یکم تاریخ ہو جائے گی۔ اسی طرح سن ہجری جس کا نقطہ آغاز ہجرت کو قرار دیا گیا ہے۔ جو کہ ربیع الاول ہے۔ تو اصول فطرت کے مطابق واقع ہجرت یعنی ربیع الاول سے سال شروع ہوگا اور یہی مہینہ سال کا پہلا مہینہ قرار پائے گا۔ سال ربیع الاول سے شروع ہوگا۔ مگر موجودہ دور میں اسلامی سال محرم سے شروع ہوتا ہے۔ کیوں اور کیسے محرم کو سال کا پہلا مہینہ مان لیا گیا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ کسی گہری سازش کے تحت اسلام دشمن قوتوں نے یہ سب بچارے نادان مسلمان کے ساتھ منسوب کر دیئے ہیں۔ جو کہ اصول قرآن کے خلاف ہے۔ قمری تقویمی نظام زمانہ جہالیت کا ہے اسلام نے اس نظام کو باطل اور کفر میں اضافہ قرار دیدیا نظام قمری ماہ وسال کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق واسطہ نہ ہے شمسی نظام ماہ وسال ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک واحد ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی ایسی وجوہات کی بنا پر مسلمان دنیا میں جہاں کہیں بھی ہے دوسروں کا محتاج اور دست نگر ہے۔ اس ساری صوت حال سے کیا یہ نتیجہ نکال لیں کہ اسلام محتاج ہے عیسائیت اور

Marfat.com

دوسرے مذاہب کا یا یہ کہ اسلام عملی زندگی میں ساتھ دینے کے قابل ہی نہیں ہے۔ بلکہ اسلام صرف کتابی ہے۔ وعظوں کی حد تک ہے اور ذہنی تفریح کیلیے ہے۔ عملی زندگی میں اسلام کا کوئی کردار نہ ہے۔ اسلام کو ایک جدید ترین نظام کی حیثیت سے نبی کریم ﷺ کے ذریعے روشناس کرایا گیا۔ اسلام نے آتے ہی سابقہ ساری کی ساری قدروں کو باطل قرار دے دیا۔ ظلم وستم کو ختم کر دیا اور اس وقت کے جدید ترین نظام۔ جدید ترین نظریات۔ جدید ترین اور روشن ترین خیالات پیش کرتا ہے۔ اسلام میں تنگ نظری، گھسے پٹے، اور دقیانوسی خیالات کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ کارخانہ قدرت ایسا ہے۔ کہ اس کو جس زاویے سے دیکھا جائے اور اپنی جتنی ہی استطاعت ہو اس کے مطابق غور وفکر اور تحقیق کرتے جاؤ۔ اسی سمت میں راہنمائی ملتی جائے گی۔ کلام پاک کی رہبری میں اپنی منزل تلاش کرلیں گے۔ کامیابی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن (قوانین قدرت) رسول مقبول ﷺ کی وساطت سے انسانوں کی رہبری کیلیئے نازل فرمایا۔ لہٰذا کوئی بھی عمل قانون۔ راستہ اور نظریہ جو بھی قرآن پاک کی حد میں نہ ہو درست قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہ قانون قدرت ہے اٹل ہے۔ غیر متبدل ہے۔ اس سلسلہ میں میں نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ قرآن پاک اور احادیث مبارکہ کو چودہ سو سال سے زائد کا عرصہ ہو چکا ہے۔ معاشرہ کی راہنمائی کیلیئے۔ مگر اس سے فائدہ اٹھایا نہیں جا سکا۔ ہمارے علماء اکرام کیوں پرانی باتوں پر اڑے ہوئے ہیں۔ صرف اس لئے کہ اسلاف اس طرح کرتے چلے آئے ہیں بدلتے ہوئے حالات موجودہ حالات کے مطابق اپنے دماغ کو کام میں لا کر کوئی طریقہ، راہ تعین کیوں نہیں کرتے۔ کیا ہمارے علماء اکرام اپنا الو سیدھا کرنے کیلیئے قرآن اور حدیث کو

Marfat.com

اس طریقہ سے منظر عام پر لاتے ہیں۔جس سے ان کی اپنی ذاتی اغراض پنہاں ہوتی ہیں۔تعمیری مقاصد کیلئے کبھی بھی جستجو نہیں کرتے۔سائنس کی ترقی اور نت نئی ایجادات سے علماء اکرام بھرپور فائدہ اٹھا سکتے تھے اور امت اسلامیہ کی شناخت وقدر قائم رکھ سکتے تھے۔لیکن تا حال اس میدان میں اہل باطل کی کارکردگی زوروں پر ہے۔اور علماء اکرام اپنی امت سمیت مفلسی،غربت میں گرتے ہی چلے جارہے ہیں۔مگر دین کے معاملہ میں خود سوچتے ہیں نہ غور وفکر کرتے ہیں۔نہ کسی فرد کو سا کی اجازت دیتے ہیں۔ ایک شعر یاد آ گیا ہے۔

ہم تو ڈوبے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ تجھے بھی لے ڈوبیں گے صنم

قرآن مجید کے پارہ نمبر 27 سورۃ القمر آیت نمبر 22۔ میں ارشادربانی ہے۔

ولقدیسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر.

ترجمہ: اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کردیا۔تو کوئی ہے کہ سوچے سمجھے۔

سورۃ محمد آیت نمبر 23 میں ارشاد ہوتا ہے۔

افلایتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالھا.

ترجمہ! بھلا یہ لوگ قران میں غور کیوں نہیں کرتے یا ان کے دلوں پہ رقفل پڑ گئے ہیں۔

سورۃ سباء آیت نمبر 46 میں ارشاد رب العزت ہے۔

ثم تتفکروما بصاحبکم من جنۃ ان ھو الانذیر لکم بین یدی عذاب شدید.

غو کیا کرو، سوچا کرو، عقل وتدبر سے کام لیا کرو، تم نے جب عقل وفکر سے کام

Marfat.com

لینا شروع کردیا، ایک دیگر جگہ اللہ تعالیٰ شان نے سورۃ نمبر آیت نمبر ارشاد فرمایا۔

تو کیا عقل تو ایسے اندھوں کو صحیح رستہ دکھا سکے گا۔ جو عقل سے کام ہی نہ لیں۔

میں مبینہ اسلامی مہینوں پر خالص قرآن مجید کی روشنی میں غور کر کے ان کی اصل یعنی شناخت کو موسموں کے لحاظ سے عیسوی اور بکرمی مہینوں سے تقابل شیڈول پیش کر رہا ہوں ان کی ترتیب بھی اصول کے مطابق رکھی ہے۔ اس ترتیب سے مہینے اپنی شناخت بحال کر لیتے ہیں۔ جس سے قرآن پاک کے مطابق اللہ تعالیٰ کے احکامات کی کما حقہ تعمیل ہوتی ہے۔

شیڈول یہ ہے۔

نمبر شمار	نام ماہ	تعداد دن	عیسوی مہینوں کے ہمراہ	بکرمی مہینوں کے ہمراہ
1	ربیع الاول	31	26 فروری تا 25 مارچ	ماگھ
2	ربیع الثانی	30	26 مارچ تا 25 اپریل	پھاگن
3	جمادی الاول	31	26 اپریل تا 25 مئی	چیت
4	جمادی الثانی	30	26 مئی تا 25 جون	بیساکھ
5	رجب	31	26 جون تا 25 جولائی	جیٹھ
6	شعبان	30	26 جولائی تا 25 اگست	ہاڑ

Marfat.com

7	رمضان	31	26اگست تا25 ستمبر	ساون
8	شوال	30	26 ستمبر تا25اکتوبر	بھادوں
9	ذی القعد	30	26اکتوبر تا25نومبر	اسوج
10	ذی الحج	30	26نومبر تا25دسمبر	کاتک
11	یکم محرم	31	26دسمبر تا25 جنوری	مگھر
12	صفر	30	26جنوری تا25فروری	پوہ

تحقیق بالا کی روشنی میں ارباب اختیار اور امت مسلمہ سے گذارش ہے کہ مسلمان قرآنی احکامات کے مطابق دیئے گئے شیڈول کے مطابق ماہ وسال کو اپنی زندگی کے ہر پہلو اور ہر سطح پر نافذ کریں۔اب بھی وقت ہے۔کہ کفریہ قمری نظام سے فوری طور پر اجتناب کریں۔توبہ کریں۔اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں۔ورنہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی خلاف ورزی کی سزا یقینی ہے۔

دنیا والوں کو اللہ تعالیٰ قرآن مجید پڑھنے،سوچنے،سمجھنے اور غور وفکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین۔

دعوت دین ہر مسلمان پر فرض ہے۔

Marfat.com

نکاح وطلاق
کے قرآنی اصول

Marfat.com

Marfat.com

نکاح وطلاق کے قرآنی اصول

اسلام میں صرف ایک شادی جائز ہے اور کہ طلاق دینے کا مرد مجاز نہیں ہے مگر میں یہاں پر کچھ تمہیدی باتیں کہنا چاہونگا۔ جو اصل موضوع کو سمجھنے کے لئے ضروری خیال کرتا ہوں۔ یعنی قبل از اسلام مختلف مذاہب اور معاشروں میں نکاح و طلاق کی نسبت سے رسم ورواج کیا تھے۔ ان تمہیدی باتوں کے بعد اسلام کے احکامات طریقہ نکاح وطلاق اور متعلقہ مسائل بیان کرونگا۔ اور آخر میں عصر جدید کے مسلمانوں میں رائج نکاح اور طلاق کے نظریات، رسومات اور ان کی اسلام میں

Marfat.com

حیثیت بیان کرونگا۔

شادی طلاق کے رسم ورواج قبل از اسلام

بائیل کے دور میں شادی علیحدہ سے کوئی رسم نہ تھی۔ جنس بجائے خود ایک رسم تھی۔ مباشرت اوراس کی اجازت ہی شادی تھی۔ اس کا تقریباتی اہتمام اور مذہبی حیثیت بعد کے زمانوں کی بات ہے۔لڑکی بہرحال افرادی قوت کا ایک حصہ سمجھی جاتی تھی۔ اور یہ افرادی قوت دوسرے خاندان کو دنیا ایک مستقل نقصان تصور کیا جاتا تھا۔نسبت طے پا جانیکے بعد اسے توڑنا طلاق تھا۔منسوب لڑکی کا شادی سے منحرف ہونا غیر مرد سے تعلقات استوار کرنے کے مترادف مانا اور سمجھا جاتا تھا۔

<u>پہلی رات کا حق:</u> کنوارپن کو مقدس اور عورت کے پاس مرد کی امانت سمجھا جاتا تھا۔ رفتہ رفتہ جب پروہت نے خود کو دیوتا کا نمائندہ مقرر کرلیا۔تو اپنے لئے پہلی رات کا حق مختص کرلیا۔لاطینی زبان میں اسے Lus Primae Noctis کہا جاتا تھا۔ وہ اس عمل کو مقدس فریضہ خیال کرنے لگے پروہت اس مذہبی فریضہ کی آڑ میں کنواری لڑکی کو استعمال کرتے اور استعمال کرنے کا عوضانہ بھی وصول کرتے بعض اوقات لڑکے والے عوضانہ ادا نہ کرسکتے تو لڑکی کو ایک خاص مدت تک طے شدہ خدمات بجالانی پڑتیں۔عبادت گاہ میں دیوتا کے اس نمائندہ کے حضور اپنی دوشیزگی کی بھینٹ کرنے سے پہلے کسی اور مرد کے ساتھ ہمبستری دیوتا کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف سمجھا جاتا تھا۔اس پروہت طبقہ نے لوگوں میں یہ عقیدہ ڈال دیا تھا۔اور بے شمار قصے کہانیاں اور روایات وابستہ کردی تھیں۔ کہ پردہ بکارت کے خون سے تباہی

Marfat.com

ہی تباہی آتی ہے۔اور دیوتا ناراض ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ایک عام شخص اس عقیدہ اور روایات سے اس قدر متاثر اور خوف زدہ تھا۔ کہ وہ کسی لڑکی کا پردہ بکارت چاک کرنے کے خیال سے ہی لرز جاتا اور خوف زدہ ہو جاتا تھا۔ الوہی حفاظت میں رہنے والا پروہت ہی یہ خطرناک کام سرانجام دے سکتا تھا۔ چنانچہ عام طور پر دولہا بخوشی پہلی رات کا حق پروہت کو دے دیتا۔

ہندو کا اقوام عالم میں شمار قدیم ترین قوموں میں ہوتا ہے۔عورت کی بابت ہندوں کا رویہ انتہائی پراسرار اور نفرت انگیز رہا ہے۔ ہندو معاشرہ اور مذہب عورت کے متعلق یوں کہتا تھا کہ طوفان، موت، جہنم اور زہریلے سانپ میں سے کوئی چیز اتنی خراب نہیں جتنی کہ عورت کا درجہ محکومیت، اور غلامی کا تھا۔ اونچی ذات کے مرد کا نیچی ذات کی عورت سے زنا کرنا کوئی جرم نہیں تھا۔ مردوں کو عورت کی عصمت اور عفت سے کھیلنے کا قانونی حق تھا۔ مردوں نے عورت ذات کو ایک کھلونا بنا رکھا تھا۔ ایک ہی وقت میں کئی کئی مرد اسے اپنے جنسی تصرف میں رکھتے۔ میلوں ٹھیلوں میں شراب میں بدمست ہوتے تو ماں بہن اور بیٹی کا فرق ہی ختم ہو جاتا۔ عورت جوئے میں ہاری جاتی عورت جانوروں کی طرح کھلے عام منڈیوں میں فروخت کی جاتی (مرد کی وفات پر بیوی کو بھی ساتھ ہی زندہ جلا دینا) ستی کر دینے کی دردناک اور قابل نفرت رسم عورت کی بے اختیاری، لاچاری اور مظلومی کی منہ بولتی داستان تھی۔ دیوتاؤں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے مندروں میں پجاریوں اور سوامیوں کو نوجوان لڑکیاں ان کے حضور پیش کر دی جاتیں تاکہ وہ ان نوجوان لڑکیوں کو ایسا ہی استعمال کریں جیسے شادی شدہ مرد عورتوں کا استعمال کرتے ہیں۔ لڑائیوں میں عورتیں مال غنیمت کے طور پر

Marfat.com

آپس میں تقسیم کر لی جاتیں۔ جو عورتیں صرف لڑکیوں کو جنم دیتی ان کو بے آسرا کر کے اپنے گھروں سے نکال دیا جاتا۔ ہندو مذہب میں ایک عورت بیک وقت کئی کئی مردوں کی بیوی ہونے کی مثال ملتی ہے۔ بعض اوقات تمام خاوند آپس میں بھائی بھائی ہوتے سب سے بڑا بھائی شادی کر کے بیوی کو گھر لاتا اور باقی بھائی بھی اس عورت سے مستفید ہونے میں شامل ہو جاتے۔ اور کئی سال بعد بالغ ہونے والا بھائی بھی خود بخود اس کا شوہر بن جاتا۔ باہمی چپقلش سے بچنے کے لئے ہم بستری کے اوقات تعین کر لئے جاتے۔ جنس کے دیوتا لنگم کی پرستش عام تھی۔ گویا ہندو تہذیب میں زنا کاری اور عورت کا جا بے جا استعمال ان کے نزدیک بہت سارے دکھوں کا مداوا تھا۔ عورت بیوہ ہونے کی صورت میں خاوند کے بھائیوں کی لونڈی بن جاتی اور یہ رواج ہندوستان میں کافی عام تھا۔ ہندو مذہب میں عورت کو ہر طرح کے معاملات میں مرد کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جاتا۔ اس طرح عورت کے لئے مرد کو خدا بنا دیا گیا۔

<u>عیسائیت:</u> مسیحی دنیا میں عورت کو ایک ناگزیر برائی، ایک پیدائشی کالک، ایک مرغوب آفت، ایک جھگڑا اور ایک غارت گر دل ربائی، سمجھا جاتا تھا۔ ان کا بنیادی نظریہ یہ تھا کہ عورت گناہ کی ماں اور بدی کی جڑ ہے۔ عورت کو شرمسار ہونے کیلئے یہ ہی کافی ہے۔ کہ وہ عورت ہے۔ عورت اور مرد کا صنفی تعلق بجائے خود ایک نجاست اور قابلِ اعتراض چیز ہے۔ خواہ نکاح کی صورت میں ہی کیوں نہ ہو۔ اور یہ عقیدہ مسیحوں کے دل میں اس طرح سے بیٹھا دیا گیا۔ اور قصے کہانیاں اور روایات اس کے ساتھ ایسے منسلک کر دیں کہ کوئی شخص اس سے منہ موڑنے کی جرات و ہمت نہ کر

Marfat.com

سکتا تھا۔ جو کوئی مسیحی اگر چرچ کے کسی تہوار سے پہلے کی رات میاں بیوی نے یکجا گزاری ہوتو وہ اس تہوار میں شرکت نہ کرسکتا تھا۔ جیسے کہ اس نے کوئی بہت بڑا جرم و گناہ کا ارتکاب کیا ہو۔ عورت کو صرف اور صرف طلب جنس کی تسکین کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ اسی طرح امریکہ کے جنوبی علاقوں میں سیاہ فام عورتوں پر اس قسم کی پابندیاں ان کے سفید فام مالکوں نے عائد کررکھی تھیں۔ کہ عورت کا پردہ بکارت چاک کرنے کا حق صرف ان کا ہے کیونکہ گورے مالکوں نے یہ عقیدہ رائج کررکھا تھا۔ کہ فصل کا پہلا میوہ صرف آقا کا حق ہوتا ہے۔

ایران: ایران جو کہ قدیم زمانہ میں فارس کے نام سے جانا جاتا تھا میں عورت کی حالت یہ تھی۔ کہ باپ کا بیٹی اور بھائی کا بہن کو حق زوجیت میں لے لینا کوئی معیوب بات نہ تھی۔ گریز دگرد ثانی جو پانچویں صدی عیسوی کے وسط میں فارس کا بادشاہ تھا۔ نے اپنی حقیقی بیٹی سے نکاح کیا اور پھر اسے قتل کرڈالا۔ عورت شہوانی تسکین زندگی کا بنیادی مقصد تھا۔

مصر: مصر میں بھی صورتِ حال زیادہ مختلف نہ تھی۔ قحبہ گری عام تھی۔ وہ اپنی سگی بہنوں کو حق زوجیت میں لے لیتے۔ کبھی کبھی بیٹیوں سے بھی مستفید ہوتے۔ گویا کہ مصری معاشرہ میں عورت کا مقام بہت ہی دردناک اور گھٹیا تھا۔

یونان میں عورت ایک ادنی درجہ کی مخلوق تصور ہوتی تھی۔ معاشرت کے ہر پہلو میں اس کا رتبہ گرا ہوا رکھا گیا تھا۔ اور عزت کا مقام صرف مرد کے لئے مخصوص تھا۔ رنڈی کا کوٹھا یونانی معاشرہ کے ادنی سے لے کر اعلیٰ طبقوں تک ہر ایک کا مرکز تھا۔

Marfat.com

یونانی نکاح کو ایک غیر ضروری رسم سمجھتے تھے۔ اور نکاح کے بغیر عورت اور مرد کا تعلق بالکل جائز اور معقول تصور کیا جاتا تھا۔ مذہب میں شہوانیت کا رنگ چڑھا ہوا تھا۔ دیوی کی پرستش تمام یونان میں پھیل گئی تھی۔ جس کی داستان یہ تھی کہ ایک دیوتا کی بیوی ہوتے ہوئے بھی اس نے تین مزید دیوتاؤں سے اشنائی کر رکھی تھی۔ اور ایک فانی انسان سے بھی مستفید ہوتی تھی۔ اس کے بطن سے محبت کا دیوتا کیوپڈ پیدا ہوا۔ جوان دیوی صاحبہ اور انکے غیر قانونی دوست کی باہمی لگاوٹ کا نتیجہ تھا۔ یہ تھی اس قوم کی معبودہ کی حالت ذرا غور فرمایئے جس قوم نے فرائض عبودیت ادا کرنے کیلئے ایک فحاشہ کو محبود بنا رکھا ہو تو عملی زندگی میں فواحش کو کیا مقام دے رکھا ہوگا۔ اس سے قحبہ خانہ عبادت گاہ بن گئے۔ فاحشہ عورتیں دیوداسیاں بن گئیں۔ اور زنا ترقی کر کے مقدس مذہبی فعل بلکہ عبادت بن گیا۔ تاہم عورت یہاں بھی طلب جنس کا وسیلہ رہی۔ یونانی عموماً عورتوں کو کم درجہ اور نہایت ہی گھٹیا مخلوق سمجھتے تھے۔

روم میں عورت کی حیثیت کچھ مختلف نظر نہیں آتی۔ مرد کو بیوی پر پورے حقوق مالکانہ حاصل تھے بعض حالات میں تو مرد بیوی کو قتل کر دینے کا بھی مجاز تھا۔ نکاح محض ایک فضول رسم تھی۔ طلاق کی آسانیاں اس قدر تھیں کہ بات بات پر علیحدگی ہو جاتی۔ مشہور رومی فلسفی لسینکا سختی کے ساتھ رومیوں کی کثرت طلاق پر ماتم کرتا ہے۔ کہتا ہے۔ کہ اب روم میں طلاق کوئی بڑی اور قابل شرم چیز نہیں رہی ہے۔ عورت اور مرد کے غیر نکاحی تعلق کو معیوب خیال نہیں کیا جاتا تھا۔ جہاں تک کہ بڑے بڑے معلمین اخلاق بھی زنا کو کر ایک معمولی بات سمجھتے تھے۔ فلورا نامی ایک کھیل رومیوں میں نہایت مقبول ہوا تھا کیوں کہ اس میں برہنہ عورتوں کی دوڑ ہوا کرتی تھی۔ پوتر خاندان میر

Marfat.com

بیوی کی حیثیت داشتہ جیسی ہوا کرتی تھی۔اطالوی معاشرہ میں یہ عقیدہ رائج تھا کہ عورت اچھی ہو یا بری جیسی بھی ہو اسے مار کی ضرورت ہے۔رومی تہذیب میں عورت گریہ زاری کرتی نظر آتی ہے۔وہ تباہ تھی۔بدحال تھی۔اسکا کوئی پرسان حال نہ تھا۔

عرب میں عورت کی حالت دوسرے معاشروں سے بھی ابتر تھی۔عورت کو بدنامی اور بے غیرتی کا نشان سمجھا جاتا تھا۔اس لیے عورت کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفنا دیا جاتا تھا۔جنسی تعلقات کے چار طریقے ہی نکاح کا مفہوم تھے۔

پہلا طریقہ: یہ تھا کہ مرد اپنی بیوی کو کسی شجاع اور بہادر شخص کے پاس بھیج دیتا۔کہ اس سے ہمبستر ہوتا کہ پیدا ہونے والے بچے میں بھی وہی اوصاف پیدا ہو جائیں جس کا یہ نطفہ ہے۔

دوسرا طریقہ: یہ تھا کہ چند آدمی جن کی تعداد ایک وقت میں دس سے زیادہ نہیں ہوتی تھی کسی عورت کے پاس جاتے سبھی مستفید ہوتے جب وہ حاملہ ہو کر بچہ پیدا کرتی تو ان سب کو بلا بھیجتی اور کسی کو کہتی کہ یہ بچہ تمہارا ہے۔اور اس کو قبول کرنا پڑتا تھا۔

تیسرا طریقہ: یہ تھا کہ فاحشہ عورتیں سر بازار جھنڈیاں لگا کر بیٹھتیں تھیں۔جس مرد کا جی چاہتا اس سے مستفید ہوتا۔اگر بچہ پیدا ہو جاتا تو جتنے مرد اس کے پاس گئے ہوتے ان کی بابت قیافہ شناس سے پوچھا جاتا۔جو شکل وصورت سے اندازہ لگا کر بتاتا۔کہ یہ بچہ فلاں کا ہے۔اس کو ماننا پڑتا تھا۔

چوتھا طریقہ رسمی نکاح کا تھا۔عورت کا کام اور مقصد حیات بس مرد کی خواہشات کو تسکین پہنچانا تھا۔عربوں میں عورت کو حق وراثت سے محروم کر دیا گیا تھا۔بلکہ خود عورت کو وراثت بنا دیا گیا تھا۔

Marfat.com

طلاق اقوام عالم میں شادی بیاہ کی متذکرہ بالا رسومات کی طرح علیحدگی اور طلاق کی مندرجہ ذیل صورتیں نظر آتی ہیں۔ طلاق کے ہونے، نہ ہونے یا مشکل اور آسان ہونے کا انحصار اس عمل پر تھا۔ کہ کسی خاص معاشرے میں شادی کے متعلق کیا نقطہ نظر رائج ہے۔ اسلیئے مختلف معاشروں میں شادی کی طرح طلاق کے متعلق بھی مختلف نظریات موجود رہے ہیں۔ دور دراز اور تن تنہا علاقوں میں بسنے والے قبائل اور گروہوں میں شادی کا بندھن اتنا مضبوط نہیں تھا۔ کہ اس بندھن کو آج کی اصطلاح میں شادی کا نام دیا جاسکے۔ چنانچہ ان کے ہاں طلاق بھی اتنی ہی آسان تھی۔ دونوں مرد یا عورت میں سے کوئی ایک جس وقت چاہتا اپنے ساتھی کو چھوڑ کر چلا جاتا اسے علیحدگی تصور کرلیا جاتا۔ اور یہی طلاق تھی۔ جنوبی امریکہ کے کچھ قبائل میں شادی اور طلاق دونوں لمحاتی فیصلے تھے۔ شادی ختم کرنے کے لئے نہایت معمولی سا جواز کافی ہوتا۔ اکثر اوقات کسی جواز کی ضرورت نہ پڑتی۔

قدیم یونانیوں میں طلاق کی اجازت تھی۔ جس کیلیئے اتنا جواز کافی تھا۔ کہ دونوں میں سے کسی ایک فریق کو کوئی اور مرد یا عورت شریکِ حیات کے طور پر پسند آ گئی ہے۔ بعض معاشروں میں بیوی مرد کی ملکیت ہوتی۔ کیونکہ مرد نے اسے خریدا ہوتا۔ یا پکڑا ہوتا۔ تو اختلاف رائے کی صورت میں یہ مرد کی صوابدید پر تھا۔ کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔ وہ بغیر کسی وضاحت سے علیحدگی اختیار کرسکتا تھا۔ اور علیحدگی کا مطلب گھر سے عورت کی بے دخلی تھی۔

قدیم چینی قانون لی چن Li Chin کے مطابق مرد کو سات وجوہات کی بناء پر طلاق کا حق حاصل تھا۔ ساس یا سسر کی نافرمانی، بانجھ پن، خاوند سے بیوفائی، حسد کا

Marfat.com

اظہار عورت کو خطرناک بیماری ہونا یا چوری میں ملوث ہونا۔

رومی قانون میں مرد کو مندرجہ ذیل تین وجوہات پر طلاق دینے کا حق تھا۔ بیوی مرد کے بچوں کو زہر دینے کی کوشش کرے۔ گھر کی چابیوں کی نقل تیار کرے۔ بیوفائی کی مرتکب ہو۔ ایسے معاشرے بھی تھے۔ جہاں طلاق کی اجازت ہی نہ تھی۔ سیلون کے ہندو، نیوگنی، کے جزیرہ نما ملایا کے بعض قبائل میں طلاق کا رواج نہیں تھا۔ شادی کے بعد صرف موت ہی دونوں کو علیحدہ کرسکتی تھی۔ اور بعض صورتوں میں وہ بھی نہیں۔ بعض صورتوں میں مرد اپنی بیوی کو کچھ رقم دیکر طلاق کا ازالہ کرتا۔

مورابی: کے قانون میں اس رقم کے تعین کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے۔ طلاق کے لئے بعض اوقات ایک فقرہ کہہ دینا کافی ہوتا اور بعض اوقات باقاعدہ تحری لکھی جاتی۔

عبرانی بائبل میں چونکہ بیوی ملکیت خاوند کی سمجھی جاتی ہے۔ اسلئے طلاق کا حق صرف مرد کو دیا گیا ہے۔ طلاق کی اجازت کے باوجود یہودیت میں اس سے ہر ممکن طور پر بچنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ اس میں بھی اجازت کے باوجود طلاق کا بدترین فعلوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ بائبل کے مطابق طلاق کی کسی بھی صورت میں مزمت کی گئی۔ اور کہتے ہیں کہ ''جنہیں خدا نے ملا دیا ہے۔ انہیں علیحدہ نہ ہونے دو'' الغرض یہ تھے تہذیب وتمدن کے وہ سارے ادوار جن کا تعلق قبل از اسلام ہے۔ جو عورت کی بے بسی، اور حد درجہ محتاجی اور بے اختیاری کے غماز ہیں۔ عورت کو مرد کے برابر ہرگز نہ سمجھا جاتا تھا۔ اس وقت عورت محض ایک کھلونا تھی۔ حیوانوں کی طرح منڈیوں میں کھلے عام عورت کی خرید وفروخت کی جاتی۔ اسے جائیداد کی طرح اولاد میں تقسیم کرلیا جاتا۔

Marfat.com

باپ اسے استعمال کرنے میں عار نہیں سمجھتا تھا۔ اسے زندہ دفن کر دیا جاتا تھا۔ مرد اسے اپنی ہوس کا نشانہ بناتا تھا۔ اور عورت مکمل طور پر مرد کے رحم وکرم پر تھی۔ الغرض دنیا کے ہر مذہب میں اور معاشروں میں عورت کو انتہائی گھٹیا تصور کیا جاتا تھا۔

اسلام کا ظہور ہوا تمام ریت و رواج کو ختم کر دیا اور ایک انقلابی نظریہ دیا۔ مرد اور عورت کو بحیثیت انسان پیدائش کے اعتبار سے برابر اور یکساں قرار دے دیا مگر جنس کے لحاظ سے دو الگ الگ صفتیں ہیں۔ اور صنف کے لحاظ سے ذمہ داریاں اور فرائض بھی علیحدہ علیحدہ تفولفیں کیے گئے مرد کے ذمہ معاشی ذمہ داریاں، روزی کمانا، بیوی بچوں کی کفالت کرنا ہے۔ جب کہ عورت کی ذمہ داری تخلیق اولاد پرورش اطفال ہے۔ اسی لحاظ سے ہر دو کے جسموں کی شناخت ہے۔ اسلامی قوانین نے عربوں اور اقوام عالم کے نکاح اور طلاق کے قوانین میں انقلاب انگیز تبدیلی کر دی۔ نکاح اور طلاق کو قانونی حیثیت عطا کر دی۔ جو پہلے حاصل نہیں تھی۔ پیغمبرِ اسلام نے اب عورت کو خاوند کے ترکے کا جانور نہیں بلکہ عورت کو خود خاوند کے ترکہ پانے کی حقدار بنا دیا۔ عورت کو ایک آزاد مرد کی طرح عورت کو دوبارہ شادی کرنے کا مختار بنا دیا۔ عورت اپنے گھر کی مالکہ کی حیثیت سے اپنے خاوند کی خوشی اور غم میں برابر کی شریک ہونے لگی۔ ماں کی عزت کی جانے لگی۔

نکاح:

نکاح ایک معاہدہ ہے۔ سورۃ النساء آیت نمبر 21 میں دیا ہے۔ کہ

وَاَخذنَ مِنکُم مِشاقًا غکیظًا.

Marfat.com

ترجمہ: اور تمہاری بیویوں نے تم سے پختہ عہد لے رکھا ہے۔

اس معاہدہ عقد کی رو سے ایک مرد اور عورت ان حقوق اور ذمہ داریوں کو قبول کرتے ہیں۔ جو قرآن پاک نے عاید کی ہیں۔ معاہدہ نکاح کے لئے فریقین کا بالغ ہونا بھی ضروی ہے۔ اسی طرح ان کی رضا مندی بھی ضروری ہے۔ نکاح کیلئے قرآنِ پاک نے کوئی رسم تجویز نہیں کی اسلئے حکومت کی طرف سے نافذ کردہ قانون کے مطابق معاہدہ کی توثیق کرے۔ نکاح کا اعلان لازمی ہے۔ جس نکاح کو پوشیدہ رکھا جائے وہ قرآن پاک کی رو سے جائز نہیں ہوگا۔

نکاح کے معنی ومفہوم: نکاح کے معنی ملانے اور جمع کرنے کے ہیں۔ اس طرح کہ جس طرح نیند آنکھوں میں گھل مل جاتی ہے۔ قرآنِ کریم نے مرد اور عورت کی عائلی زندگی کا جو نقشہ پیش کیا ہے۔ اس میں نکاح سے مراد میاں بیوی کا ایسا تعلق قائم کرنا ہے۔ جیسا کہ آنکھ اور نیند کا ہوتا ہے۔ یعنی ایک دوسرے میں اس طرح جذب ہو جانا جس طرح آنکھوں میں نیند گھل جاتی ہے۔ ایسا تعلق تب ہی پیدا ہو سکتا ہے۔ جب مرد اور عورت میں فکر ونظر کی کامل ہم آہنگی اور ذوق ومزاج، خیالات وتصورات اور نظریات ومعتقدات کی یک جہتی ہو۔ اس طرح نکاح کے معنی ومفہوم ہوا کہ عاقلِ و بالغ مرد اور عورت کی مکمل رضا مندی سے ازدواجی زندگی باہمی محبت ،سکوں اور رفاقت سے زندگی بسر کرنے کا عہد ومعاہدہ نکاح ہے۔ نکاح ایک معاہدہ ہے۔ ایک عہد ہے۔ پختہ عہد جو مرد عورت سے کرتا ہے۔ یعنی مرد خود کو اسلامی تعلیمات کے مطابق عائد کردہ ذمہ داریاں قبول کرتا ہے۔ اور خود کو پابند کرتا ہے۔ عورت کو خوراک، رہائش، لباس دستور کے مطابق مہیا کرنے عورت اور عورت

Marfat.com

کے رشتہ داروں سے اچھا اور بہتر سلوک کرنے عورت کی جان و مال اور عزت کی حفاظت کرنے عورت کو اپنے گھر کے علاوہ کسی اور کے گھر نہ چھوڑنے عورت کو کھلونا اور عیاشی کا سامان سمجھنے کی بجائے مذہبی فریضہ کے طور پر ہمبستری کرنے ۔ نکاح کے بعد ازدواجی زندگی میں باہمی محبت، رفاقت اور یگانگت پیدا کر کے خوشگوار ماحول پیدا کرنے کی ذمہ داریاں قبول کرتا ہے۔

نکاح کا مقصد: مقصد اور مقصود نکاح تو یہ ہے ۔جس کے نتیجہ میں مرد اور عورت ایک دوسرے پر حلال ہو جاتے ہیں کہ زوجین نکاح کے ذریعے سے پاک صاف اور باعفت زندگی مستقل طور پر بسر کریں ۔ نکاح ازدواجی زندگی کا نقطہ آغاز ہے ۔ نکاح کے متعلق قرآنِ پاک میں سورۃ ۔۔۔۔۔۔۔ آیت نمبر۔۔۔۔۔۔ میں ارشاد ہوا ہے۔ وَمن اَ........ اَخلقُ........ مودۃ ورحۃ.

اللہ کی نشانیوں سے ہے کہ اس نے تمہیں میں سے تمہارے جوڑے بنائے تم ان سے مل کر چین پاؤ۔ اور تمہارے آپس میں دوستی و مہر رکھی۔ نکاح کا مقصد بے حیائی اور جنس عیاشی کو ختم کر کے حدود و قیود کے ساتھ ازدواجی زندگی گزارنا اور افزائش نسل ہے ۔ انسان کو نفسانی خواہشات اور شہوت پرستی کے لئے عورت کو استعمال کرنے سے منع فرما دیا گیا اور اس عمل کو کھیتی سے تشبیح دیکر مقصد نکاح کو بالکل واضح کر دیا۔ قرآن پاک میں سورۃ بقرہ آیت نمبر 223 میں یوں فرمایا۔

ترجمہ: تمہاری عورتیں تمہاری کھتیاں ہیں ۔ بس جاؤ اور اپنی کھیتوں میں جس طرح چاہو۔ اور اپنے لئے آگے نیک عمل بھیجو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔

کھیت میں انسان محض تفریح اور وقت گزاری کیلئے نہیں جاتا بلکہ اسے اپنی

Marfat.com

بہت بڑی دولت سمجھ کر اسے نہایت درجہ عزیز رکھتا ہے۔ اور اس سے پیداوار حاصل کرنا اولین مقصد ہوتا ہے۔ اسی طرح عورتیں مردوں کے لئے کھیتی کی جگہ اور اس کا نطفہ بطور تخم اور اولاد کا حصول بمنزلہ پیداوار ہے۔ ایک دیگر جگہ سورۃ بقرہ آیت نمبر 187 میں ارشاد ہوا۔

ترجمہ: وہ تمہاری لباس ہیں۔ اور تم ان کے لباس ہو۔ تم اب ان سے صحبت کرو اور طلب کرو جو اللہ نے تمہارے نصیب میں لکھا ہے۔

لباس کا مقصد ہوتا ہے۔ بدن کو ڈھانپنے اور پروقار نظر آنے کے لئے جسم کو آرام حاصل کرنے کے لئے نکاح کرنا پاک دامنی قائم رکھنے کیلئے ہو۔ نہ کہ مستی جھاڑنے کے لئے ہے۔ اسی مضمون کی تاکید قرآنِ پاک میں آیا ہے۔ کہ مردوں سے فرمایا ہے۔ "محصنیئن غیر مسافحیئن"

سورۃ نمبر آیت نمبر یعنی نکاح جس کی اجازت تم مردوں کو دی جارہی ہے۔ وہ ازدواجی زندگی کے قید و بند میں رہتے اور ان ذمہ داریوں کے پورا کرنے کے لئے ہو جو عقد نکاح کے بعد تم پر عائد ہوتی ہیں۔ اس کا مقصود عیاشی، نفس پرستی اور بدمستی نہیں ہونا چاہیے۔ عورتوں کے لئے فرمایا:

نعمتِ غیر مسافحات........ اخدانِ سورۃ نمبر آیت نمبر

یعنی عورتیں جو مردوں کے عقد نکاح میں آرہی ہیں انہیں بھی یہی بات ذہن نشین کرنی چاہیے۔ کہ ازدواجی زندگی کے قید و بند کی پابند بن رہی ہیں ہوس رانی اور بدچلنی کی زندگی ازدواجی زندگی نہیں بن سکتی۔ خلاصہ ہے کہ مرد عورت دونوں کا مقصود نکاح ایک پاکیزہ اور عفت مآب زندگی گزارنا ہے۔ یعنی خواہشات کی تسکین

Marfat.com

اس کی غرض وغایت نہیں ہے۔

پیغامِ نکاح: سورۃ نمبر 2 آیت نمبر 235 میں ارشاد ربانی ہے۔

وَلاجُناحَ عَلَیْکُمْ فِیْمَا عَرَّضْتُمْ بِہٖ مِنْ خِطْبَۃِالنِّسَآءِ اَوْاَکْنَنْتُمْ فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ عَلِمَ اللّٰہُ اَنَّکُمْ سَتَذْکُرُوْنَھُنَّ وَلٰکِنْ لَّاتُوَاعِدُوْھُنَّ سِرًّااِلاَّ اَنْ تَقُوْلُوْاقَوْلاً مَّعْرُوْفًا. وَلاَتَعْزِمُوْ. عُقْدَۃَ النِّکَاحِ حَتّٰی یَبْلُغَ الْکِتٰبُ اَجَلَہٗ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَافِیْٓ اَنْفُسِکُمْ فَاحْذَرُوْہُ وَاعْلَمُوْااَنَّ اللّٰہَ حَلِیْمٌ.

ترجمہ: اور تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں۔ کہ تم عورتوں کو اشارہ کنایہ میں نکاح کا پیغام دو، یا اپنے میں چھپاؤ۔ اللہ جانتا ہے۔ تم جلد ان سے ذکر کردو گے۔ لیکن ان سے چھپ کر نکاح کا وعدہ نہ کرو۔ مگر یہ کہ تم دستور کے مطابق بات کرو اور نکاح کی گرہ باندھنے کا ارادہ نہ کرو۔ یہاں تک عدت اپنی کو پہنچ جائے۔ اور جان لو کہ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے۔ اللہ جانتا ہے۔ سو تم اس سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ بخشنے والا تحمل والا ہے۔

نکاح: قرآنِ پاک نے کوئی خاص الفاظ یا رسم تعین نہیں کی۔ نہ ہی کہیں قرآنِ پاک میں نکاح پڑھانے والے کا ذکر ہے۔ نکاح پر خطبہ پڑھا جانے کا کوئی ذکر نہیں۔ اور نہ ہی قرآنِ پاک میں مرد کو کلمے پڑھانے کا کوئی ذکر ہے۔ نکاح پر خطبہ صرف مرد اور حاضر آمدہ مردوں کو سنایا جاتا ہے۔ کلمے بھی صرف مرد کو پڑھائے جاتے ہیں۔ عورت کو ان سب سے علیحدہ اور الگ رکھا جاتا ہے۔ یہ امتیازی سلوک صرف فرضی علماء کی خودساختہ تخلیق ہے۔ جس کا قرآنِ پاک سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

Marfat.com

نکاح کی اجازت کب ہے۔نکاح کی اجازت مرد کو تب ہے۔جبکہ معاشی، معاشرتی اور سماجی لحاظ سے اس قابل ہو جائے کہ بیوی کے ساتھ انصاف کر سکے۔یعنی اسکی ضروریات زندگی ہر لحاظ سے پوری کرنے کی صلاحیت پیدا کر لے۔قرآنِ پاک سورۃ النور آیت نمبر 33 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو لوگ نکاح کا مقدور یعنی طاقت نہیں رکھتے وہ اس وقت تک نکاح نہ کریں یہاں تک اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مقدور والا کر دے۔یعنی صاف صاف فرمایا کہ نکاح یعنی شادی سے پہلے مرد کی معاشی حالت اتنی بہتر ہو کہ وہ بیوی بچوں کے اخراجات اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔اور اگر وہ اس قابل نہیں تو اسے نکاح کرنا جائز نہیں۔نکاح مشروط ہے خوشحالی سے ورنہ بغیر نکاح کے زندگی بسر کرو۔ورنہ معاشرے میں بدحالی میں اضافہ ہوگا، کیونکہ نکاح معاشرہ کا مسئلہ ہے اور معاشرہ کو برائی اور بدحالی سے بچانا ہے

نکاح کی عمر: اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء میں آیت نمبر 5 (4/5) میں ارشاد فرمایا ہے

اتسنو البیتیٰ........النکاح

ترجمہ: تم یتیموں کے سرپست بنو تو ان کے دیکھ بھال کرتے رہو تا کہ وہ نکاح کی عمر بلوغت کو پہنچ جائیں۔سورۃ النساء 4/6 میں ارشاد ہوا۔بلغو االنکاح یعنی جب نکاح کی عمر بلوغت کی پہنچ جائیں۔

وضاحت: بلوغت کی عمر کا تعین قرآن میں نہیں ہے۔بلوغت کے لغوی معنی جوانی، شباب، کمال پر پہنچنا ہے۔

یتیم لڑکے لڑکیاں شادی سے قبل جن کا باپ مرگیا ہو۔یعنی سرپرست سے تنہا جانا لسان العرب میں ہے کہ یتیم اس عورت کو کہتے ہیں جس کا خاوند نہ ہو۔خواہ مر چکا

Marfat.com

ہو یا ویسے ہی اس کا خاوند نہ ہو۔ قرآنِ کریم میں یتیمی النساء 4/127 ایسی ہی عورتوں کیلئے آیا ہے۔

کیا نکاح لازمی ہے : نکاح فرض نہیں ہے۔ جو مجرد رہنا چاہیں۔ یعنی جو شادی نہ کرنا چاہیں یا جن کے لئے نکاح کی صورت پیدا نہ ہو سکے وہ ضبط نفس سے کام لیں۔ 24/32،33 وانکحو اندمافی منکم

ترجمہ جائز نکاح کی شرائط وضروریات:

1- نکاح اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے، مقصد کیلئے ہو۔

2- مرد اور عورت ہر دو مسلم ہوں۔

3- مرد اور عورت ہر دو پاک دامن ہوں۔

4- ہر دو عاقل و بالغ ہوں۔

5- ہر دو کی آزاد مرضی سے ایجاب و قبول ہو۔

6- مرد معاشی لحاظ سے آسودہ ہو۔ بے روزگار اور غریب آدمی نکاح کرنے کا مجاز نہیں۔

7- عورت کے نکاح میں ولی کی اجازت لازم ہے۔

8- نکاح جلسہ عام میں کم از کم 2 گواہوں کی موجودگی میں ہونا چاہیے۔ خفیہ نہ رکھا جانا چاہیے۔

9- حق مہر کا مقرر کیا جانا اور ادائیگی لازم ہے۔

10- نکاح ضبط تحریر میں لانا لازم ہے۔

وضاحت:

Marfat.com

گواہان: چونکہ عقد نکاح بھی عام معاہدوں کی طرح ایک معاہدہ ہے۔ اسلئے معاہدہ عقد نکاح کے لئے گواہان کی موجودگی کی ضرورت ہے۔ یہ گواہان مسلمان عادل ہونا چاہیے۔قرآنِ پاک میں 65/2 سورۃ الطلاق آیت نمبر 2 میں ارشادِ ربانی ہے۔

واشھروا ذوی عدل منکم.

ترجمہ: اپنے میں سے 2 عادل مردوں کو گواہ بناؤ۔

نکاح کیلئے عورت کا پاک دامن ہونا:

قرآنِ پاک میں سورۃ ۔۔۔ آیت نمبر 5 (5/5) میں ارشاد ربانی ہے۔

المحصنٰتِ من الو ...... متبلکم.

پاک دامن عورتیں۔ یہاں عورت کے مسلمان ہونے کی شرط ہے۔ اور اہل کتاب کی پاک دامن عورتیں بھی تمہارے لئے حلال ہیں۔

ضبط تحریر: عقد نکاح کو عام معاہدوں کی طرح ضبط تحریر لانا ضروری ہے۔ تاکہ بعد میں کسی بھی پیچیدگی سے بچا جاسکے۔قرآنِ پاک میں سورۃ ۔۔۔ آیت نمبر ۔۔۔ میں ارشاد ربانی ہے۔

ولی کی اجازت: ارشاد ربانی ہے۔

بیدہٖ عقدۃُ النکاح. 3/237

جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔ یعنی ولی اور مختار مراد ہے۔

لونڈیاں اور غلام: اسلام کے ابتدائی زمانہ میں مسلمانوں کے ہاں لونڈیاں اور غلام موجود تھے مگر بعد میں اسلام نے لونڈیاں اور غلام کا تصور ختم کر دیا۔قرآنِ

Marfat.com

پاک میں ارشاد ربانی ہے۔4/19

فابحل لکم ان حرتو النساء کرھا.

تمہارے لئے قطعاً جائز نہیں کہ تم عورتوں کے زبردستی مالک بن جاؤ۔ یہ حلال ہی نہیں۔

آزادمرضی: نکاح کے لئے ہر دو مرد وعورت کی آزادمرضی لازم ہے۔ قرآنِ پاک سورۃ۔۔۔۔۔۔۔۔۔آیت نمبر 3 (4/3)

ترجمہ: تم ایسی عورتوں سے شادی کرو۔ جو تمہیں پسند ہوں۔

زانی مرد کا نکاح: زانی مرد کا نکاح صرف زانیہ عورت سے ہوسکتا ہے۔ قرآنِ پاک نے سورۃ 24 آیت نمبر 3 (24/3) زانی مرد صرف زانیہ عورت سے یا مشرک عورت سے نکاح کرسکتا ہے۔ اور زانیہ عورت صرف زانی مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔

حق مہر: مہر کا لفظ قرآنِ پاک میں نہیں آیا۔ بلکہ اس لفظ حق مہر کی بجائے صدقہ۔ اجور۔ نحلۃ کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ لیکن قرآنِ پاک نے اس کی وضاحت کردیا کہ مہر کسی چیز کا معاوضہ نہیں ہوتا۔ یہ بلا کسی معاوضہ کے خیال کے تحفۃً دینا ہوتا ہے۔ حقِ مہر کی کوئی مقدار قرآنِ پاک نے مقرر نہیں کی۔ جو بھی باہمی رضا مندی سے طے پا جائے وہ مہر ہے۔ لیکن چونکہ اس کا ادا کرنا ضروری ہے۔ اسی لئے اسے فریضہ کیا گیا ہے۔ وسعت کے لحاظ سے یہ سونے کا ڈھیر بھی ہوسکتا ہے۔ اگر ایسی صورت ہوجائے کہ نکاح ہوجائے لیکن مہر مقرر نہ کیا جاسکا ہو تو بعد میں مقرر کیا جاسکتا

Marfat.com

ہے۔مہر عورت کی ملکیت ہوتا ہے۔کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ اسے اس سے محروم کردے۔
البتہ عورت چاہے تو اپنی خوشی سے اس میں سے چھوڑ سکتی ہے۔اور اپنی بیویوں کا مہر کسی
معاوضہ کا کئے بغیر اس طرح دے دیا کرو جس طرح شہد کی مکھی شہد دے دیتی ہے۔مہر
مقرر کر لینے کے بعد باہمی رضامندی سے اس میں کمی بیشی کی جاسکتی ہے۔

واتو النساء ....تریاً

تم اپنی بیویوں کو ان کا مہر تحفۃً یا بلا معاوضہ دو۔تحفہ دیتے وقت کسی معاوضہ کا
ذہن میں بالکل نہیں ہوتا۔ملاحظہ ہو۔

2/236

33/49

2/237 وان طلقتم ....بصیراً

4/24

5/5

33/49

4/19

4/3

تعداد ازدواج:

قرآنِ پاک میں عام قانون ''ایک وقت میں ایک عورت'' سے شادی بطور
اصول اپنایا گیا ہے۔دو دو تین تین چار چار بیویاں کرنا استشناء ہے۔اس کے متعلق

Marfat.com

قرآنِ پاک میں سورۃ النساء میں احکامات ملتے ہیں۔آیت نمبر 3 کے الفاظ۔افواحدۃً تو پھر ایک ہی بیوی پر بس کرو اور پھر اسی سورۃ النساء آیت نمبر 20 کے الفاظ۔وَان ارادتم استبدال زوجٍ مکان زوجٍ.

ترجمہ: اگر تم بجائے ایک بیوی کے دوسری کرنا چاہو۔ان آیات سے صاف صاف ظاہر ہوتا ہے۔کہ عام حالات میں صرف ایک بیوی کا حکم ہے۔ایک سے زائد بیویاں مخصوص حالات کے تحت استشناء ہے۔وہ مخصوص حالات کون سے ہیں۔جس کے تحت ''ایک وقت میں ایک بیوی'' کے اصول میں چھوٹ دی گئی ہے۔اس کے لئے سورۃ النساء آیت نمبر 3 ہے۔

فان خنتم......تعدلو 4/3

اور اگر تم کو اس بات کا احتمال ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکوں گے۔تو ان عورتوں سے جو تم کو پسند ہوں نکاح کر لو۔دو دو عورتوں تین تین عورتوں اور چار چار عورتوں سے بس اگر احتمال ہو کہ عدل نہ رکھو گے تو پھر ایک ہی بیوی پر بس کرو۔جو لونڈی تمہاری ملک میں ہو وہی سہی اس امر مذکور میں زیادتی نہ ہونیکی توقع قریب تر ہے۔اس آیت مبارکہ سے جو باتیں سامنے آئیں ہیں۔وہ یہ ہیں۔

اصول ''ایک وقت میں ایک بیوی'' میں استشناء کے حالات بیان ہوئے ہیں۔ایک سے زائد شادیوں کے لئے یتیم لڑکیوں کا آجانا۔

اور یہ خطرہ پیدا ہو جائے کہ تم ان یتیم لڑکیوں کے ساتھ انصاف نہ کر سکوں گے۔یعنی ان کی عفت اور عصمت کی حفاظت نہ کر سکو گے۔خطرہ پیدا ہو کہ کہیں تم ہی اپنی جنسی ہوس کا ان کو نشانہ بنا دو۔یا جنسی تسکین کے لئے ان سے مستفید ہونے کی

Marfat.com

کوشش کرو یا برائی کر بیٹھنے جانے کا امکان پیدا ہوجانے کا خطرہ اور اندیشہ ہو جائے۔تب ان یتیم عورتوں میں سے جو تم کو پسند ہوں۔دودو عورتوں تین تین عورتوں اور چار چار عورتوں سے نکاح کرلو۔چار شادیوں کی حد بالکل نہیں ہے۔مزید شرط کہ ان عورتوں میں بھی عدل رکھ سکوں۔ورنہ ایک ہی پر بس کرو۔

جواں لڑکیاں اور بے شوہر عورتیں: ایسے حالات جن میں یتیم عورتیں آ جائیں۔لفظ یتامیٰ کے معنی اپنے بچے جن کا باپ فوت ہو چکا ہو۔فیتمی النساء 4/127 یعنی بے شوہر عورتیں۔اس طرح کہ لڑکیاں عورتیں جب معاشرہ میں عورتیں زیادہ ہوجاتی ہیں۔جب جنگ اور لڑائی کی وجہ سے معاشرہ کے مرد ضائع ہوجائیں اور لڑائی کے قیدیوں میں سے تمہارے ہاتھ عورتیں آ جائیں۔ اس طرح بیوہ عورتیں، باپ کے فوت ہو جانے والی عورتیں۔بے شوہر عورتیں جنگ میں ملنے والی عوتیں اکٹھی ہوجائیں۔ایسی عورتوں کو کہیں آباد کرنے کا کوئی خاطر خواہ منصفانہ حل نہ ملتا ہو۔اور خطرہ پیدا ہوجائے کہ کہیں تم ان کے ساتھ گناہ بے حیائی، بدکاری نہ کر بیٹھو۔تو ایسے حالات واقعات میں تمہیں اجازت ہے۔کہ ان یتیموں اور بیواؤں کی حفاظت ان کی آبادکاری اور کسی متوقع بے حیائی سے بچنے کے لئے ان یتیم عورتوں میں سے حسب پسند کی دودو، تین تین، چار چار سے نکاح کرلو۔اس مقصد کے لئے ''ایک وقت میں ایک مرد ایک بیوی'' کے قانون میں استثناء کی گئی ہے۔کیونکہ بے انصافی اور بدکاری سے بچنے کے لئے ایسا کرنا زیادہ قرین صواب ہے بمقابلہ اس کے کہ یتیم لڑکیوں کے ساتھ زیادتی ہوجائے۔اس مقصد کے لئے ''ایک وقت میں ایک مرد اور ایک بیوی'' کے اصول وقانون میں استثناء دی گئی۔دودو تین تین چار چار کے

Marfat.com

الفاظ کا استعمال محض زبان کی روانی اور بلاغت کیلئے ہے۔یعنی ایسے مخصوص حالات میں اگر تم چاہو تو دو۔تین۔چار سے نکاح کر لو یا جس قدر سے چاہو نکاح کر لو۔چار بیویاں کی حد نہیں ہے چار شادیوں کی حد مقرر کرنا مطلوب ہوتا تو صرف چار کا لفظ استعمال ہوتا جو کہ ایسا نہ ہے۔اسطرح چار بیویاں کی کوئی حد نہیں ہے۔نہ ہی ایسی حد مقرر کرنا مطلوب نظر آتا ہے۔بلکہ اصول شادی ایک وقت میں ایک شادی میں استثنٰی دیکر اجازت دے دی گئی ہے کہ دوسری حدود وقیود کے ساتھ جسقدر بھی عورتوں سے چاہو شادی کر سکتے ہو۔اس پر مزید شرط عدل کرنے کی عائد کر دی۔ان حالات واقعات کے بغیر ایک سے زائد بیویوں کی اجازت ہی نہیں ہے۔

وضاحت:

عدل کی شرط:

قرآن پاک نے فرمایا کہ کسی ایک بیوی کی طرف اتنا نہ جھک جاؤ کہ دوسری ادھر لٹکی رہ جائے۔

وَلن تسبطعو آ ان تعدلوا بین النساء ولو حرمتم تمیلوا کل االمیل فقدروھا کا لعملقة دان تصلیو متتقوا جان الله غفوراً.4/129

یادرکھو کہ جب ان حالات کے مطابق جن کا ذکر 4/3 میں آچکا ہے۔تمہارے عقد میں ایک سے زیادہ بیویاں آجائیں تو تمہیں ان سے عدل کرنا ہو گا۔جہاں تک کہ محبت اور جاذبیت کا تعلق ہے۔مختلف بیویوں سے ایک جیسا سلوک ناممکن ہے۔تم ہزار چاہو ایسا نہیں کر سکو گے۔اس لئے کہ ان باتوں کا تعلق جذبات

Marfat.com

سے ہے۔اور جذبات میں یکسانیت ممکن نہیں۔جو عدل مقصود اور ممکن ہے۔وہ یہ ہے کہ تم ایک بیوی کی طرف سا قدر نہ جھک جاؤ۔کہ دوسری بالکل ادھر لٹکی رہ جائے۔یعنی نہ خاوند والی نہ بے خاوند کی۔معاشرتی معاملات میں اس سب سے ایک جیسا سلوک اور برتاؤ کرو۔یہ چیز عدل کو پورا کردے گا۔

پہلی بیوی سے اجازت: جب قوم کی طرف سے بیواؤں اور یتیموں کے مسئلہ کے حل کے لئے تعداد ازدواج کو ناگزیر سمجھا جائے گا۔تو اس فیصلہ میں قوم کی عورتیں بھی برابر کی شریک ہوں گی۔صرف مرد ہی اس قسم کا فیصلہ نہیں کرلیں گے۔ظاہر ہے کہ ان حالات میں بھی دوسری بیوی لانے کے لئے پہلی بیوی کی رضامندی ضروری ہوگی۔

ناجائز نکاح: اللہ تعالیٰ شانہ نے سورۃ نمبر 5 آیت نمبر 5 (5/5) میں ارشاد فرمایا ہے۔

الیوم اِ............ الحدین.

اعلان نکاح لازم ہے۔جب اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے مقصد کے علاوہ کسی مقصد کے لئے مرد اور عورت جنسی تعلقات پیدا کریں۔مباشرت کریں۔اور خواہ اس کے لیے رسمی طور پر نکاح کی شرط بھی کیوں نہ پوری کی لی جاوے۔یہ نکاح فرضی ہو گا۔یا اگر نکاح کو پوشیدہ رکھا جائے۔یہ دونوں شکلیں ناجائز نکاح کی ہیں۔ناجائز نکاح یا بغیر نکاح کے مرد اور عورت کا جنسی تعلقات قائم کرنا مباشرت کرنا حرام کاری ہے۔اور زنا کی تعریف میں آتا ہے۔

Marfat.com

نکاح متعہ: جب کوئی شخص مقررہ میعاد کے لئے نکاح کرتا ہے۔ خواہ میعاد تھوڑی ہو یا زیادہ تو یہ نکاح باطل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم۔

رسول کریم ﷺ نے ایام خیبر میں نکاح متعہ سے منع کر دیا تھا۔

کم سنی کا نکاح: کم سنی کا نکاح غیر اسلامی ہے۔ ہو ہی نہیں سکتا۔ لہٰذا کم سن لڑکے یا لڑکی کی طرف سے ولی کا تقرر یا ولی کی طرف سے نکاح پڑھنا ناجائز ہے۔

نکاح شغار: شغار کے معنی میں وٹہ سٹہ و تبادلہ، ایک شخص اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح اس شرط پر کر دیتا ہے۔ کہ دوسرا شخص بھی اسے اپنی عزیزہ کا نکاح دے۔ خواہ اس میں حق مہر کا ذکر کریں یا نہ کریں۔ یہ ناجائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

لاشغار فی الاسلام (صحیح مسلم)

اسلام میں شغا (یعنی تبادلہ کا نکاح) جائز نہیں۔

نکاح حلالہ: عورت کو تین طلاقیں ہو جانے پر وہ اپنے خاوند کے لئے حرام ہو جاتی ہے۔ اگر کسی شخص نے اس ارادہ سے نکاح کیا کہ اس عورت کو پہلے خاوند کے لئے حلال بنائے تو یہ نکاح ناجائز اور باطل ہے۔ ابنِ مسعود فرماتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کرنے واے اور جس کے لئے کیا جا رہا ہے۔ دونوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ اسکی تفصیل آگے آئے گی۔

احرام میں نکاح: حج یا عمرہ کے احرام میں اگر کوئی شخص نکاح کرلے تو یہ نکاح بھی باطل ہے۔

Marfat.com

ایام عدت میں نکاح: طلاق ہو جانے یا خاوند کی فوتیدگی کی عدت میں نکاح باطل اور ناجائز ہے۔ چاہے علیحدگی سزا کے طور پر ہوئی ہو یا مقدمہ کے سلسلہ میں

ولی کے بغیر نکاح: ولی کی اجازت کے بغیر عورت اگر کسی مرد کے ساتھ نکاح کر لیتی ہے۔ تو یہ نکاح باطل ہے۔ ولی کا ہونا نکاح کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔

غیر کتابیہ سے نکاح: مشرک عورتوں کے ساتھ نکاح ناجائز ہے۔ القران سورۃ بقرہ آیت نمبر 221 بناء بریں کسی مجوسی سیکولیر۔ بت پرست سے مسلمان کا نکا جائز نہیں۔ الممنعنتۃ آیت نمبر 10۔

دو بہنوں سے ایک ساتھ نکاح: دو بہنوں سے ایک ساتھ نکاح جائز نہیں ہے۔

محرمات: جن عوتوں سے نکاح حرام ہے۔

دائمی محرمات: یعنی وہ عورتیں جن کے ساتھ کبھی بھی نکاح نہیں ہوسکتا درج ذیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد سورۃ النساء آیت نمبر 23 میں ہے۔

حرمت علیکم امھلتکم .....دبنات الافت.

تمہاری مائیں۔ تمہاری بیٹیاں ۔ تمہاری بہنیں۔ تمہاری پھوپھیاں۔ تمہاری خالائیں۔ تمہاری بھتیجیاں اور بھانجیاں تمہارے لئے حرام کر دی گئی ہیں۔

مصاہرت کی بناء پر محرمات: قرآن پاک میں سورۃ النساء آیت نمبر 22 میں ارشاد ہے۔

Marfat.com

ولا منکحو حانکع.... النساء 4/22.

جن عورتوں سے تمہارے آباؤ اجداد نے نکاح کیا ہے۔ ان سے نکاح نہ کرو۔
اللہ تعالیٰ نے مزید سورۃ النساء آیت نمبر 23 (4/23) میں ارشاد فرمایا۔

وامھت نسائکم.... فلاجناح علیکم 4/23

اور تمہاری بیویوں کی مائیں: اور اپنی جن عورتوں سے تم جماع کر چکے ہو ان کی وہ لڑکیاں جو پہلے خاوندوں سے ہیں۔ اور اب تم ان کی پرورش کرتے ہو۔ بھی تمہارے لئے حرام ہیں۔ اور اگر تم نے ان عورتوں سے جماع نہیں کیا تو انہیں طلاق دیکر ان کی بیٹی سے نکاح کرنے میں تم پر کوئی حرج نہیں اور اسی طرح سورۃ النساء آیت نمبر 23 میں فرمایا:

وحلیل ابنا لکم..... اصلیکم.

اور تمہارے صلبی بیٹوں کی بیویاں بھی تم پر حرام کی گئی ہیں۔

رضاعت کی بنیاد پر محرمات: دودھ پینے کی وجہ سے وہ تمام رشتے حرام ہو جاتے ہیں۔ جو نسب کی وجہ سے حرام تھے۔ یعنی بچے کے رضاعی والدین کی مائیں۔ بیٹیاں۔ بہنیں۔ پھوپھیاں۔ خالائیں۔ بھتیجیاں اور بھانجیاں اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔

لعان کی وجہ سے محرمات: مرد کیلئے ہمیشہ کے لئے نکاح اس عورت سے حرام ہے۔ جس سے وہ لعان کر چکا ہے۔

عارضی محرمات: بیوی کی بہن سالی اپنے بہنوئی کے لئے اس وقت تک حرام

Marfat.com

ہے۔ جب تک بیوی اس کے نکاح میں ہے۔ ارشادِ ربانی سورۃ النساء آیت نمبر 23 میں آیا ہے۔

ترجمہ: اور یہ کہ تم دو بہنوں کو ایک وقت نکاح میں اکٹھا کرو۔ یہ تم پر حرام ہے۔

نکاح والی عورت کا نکاح: نکاح والی عورت کا نکاح دوسری جگہ نہیں ہوسکتا جب تک کہ پہلا نکاح قائم ہو۔ سورۃ النساء آیت نمبر 24 میں ارشادِ ربانی ہے۔

والمحصنٰتُ.......... النساء اور نکاح والی عوتیں بھی تم پر حرام ہیں۔

تین دفعہ طلاق یافتہ عورت: جس عورت کو خاوند سے تین دفعہ طلاق ہو جائیں۔ وہ طلاق دینے والے خاوند سے نکاح نہیں کرسکتی۔ جب تک کہ وہ عورت کسی دوسرے سے ہمیشہ کے لئے نکاح کرے۔ پھر اتفاقاً طلاق ہو جائے یا وہ مرجائے عدت گزر جانے کے بعد وہ عورت پہلے خاوند جس نے تین دفعہ طلاق دی تھی سے نکاح کرسکتی ہے۔

ارشادِ ربانی سورۃ البقرآیت نمبر 230 میں ہے۔

فلاتحل من بعد حتیٰ تنکع زوجاً غیرہ.

جب تک وہ دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے۔ پہلے کے لئے حلال نہیں ہے۔

جن مرد وعورت کا آپس میں نکاح نہیں ہوسکتا۔ وہ ذیل ہیں۔ 2/221۔

ولاتنکحُوالمشرکتِ........... کرون.

تم کسی مشرک عورت سے شادی نہ کرو۔ تاوقت یہ کہ وہ ایمان نہ لے آئے

Marfat.com

مشرک آزاد عورت سے مومن لونڈی بہتر ہوتی ہے۔ خواہ اول الذکر تمہیں کتنی ہی جاذب نگاہ دکھائی کیوں نہ دے اس طرح مومن عورتیں مشرک مردوں سے شادی نہ کریں۔ تاوقتیکہ وہ ایمان نہ لائیں۔ مشرک آزاد مرد سے مومن غلام بہتر ہے۔ خواہ اول الذکر کتنا ہی اچھا کیوں نہ لگے۔ یہ اس لئے کہ متضاد آئیڈیالوجی رکھنے والوں کا یکجا جمع کر دینا۔ جہنم پیدا کر دے گا۔ اس لئے خدا کا قانون تمہیں اس سے روکتا ہے۔ وہ تمہارے گھر کی زندگی جنت کی آسودگیاں عطا کرنے اور تمہیں ہر قسم کے خطرات سے محفوظ رکھنا چاہتا ہے۔

طلاق:

اگر کبھی ایسی صورتِ حال پیدا ہو جائے کہ فریقین محسوس کریں کہ وہ اس معاہدہ عقد پر قائم نہ رہ سکتے ہیں تو اس معاہدہ کو منسخ قرار کروا دیں اور فریقین میں علیحدگی ہو جائے۔ میاں بیوی عقد نکاح سے آزاد ہو جائیں۔ تو اس علیحدگی کو طلاق کہتے ہیں۔ قرآنِ پاک نے اس سے متعلق تفصیلی احکام اور شرائط دی ہیں۔ یعنی معاہدہ نکاح کی تنسیخ کا حق میاں بیوی ہر دو فریقین کو یکساں طور پر دیا گیا ہے۔ لیکن ان معاملات کے تصفیہ کے لئے معاشرے کا عدالتی نظام متعارف کرایا گیا ہے۔ جس کی تفصیلات آگے آئے گی۔

جس طرح نکاح صرف دو افراد کا تعلق نہیں بلکہ دو خاندانوں کے مابین دینی رابطہ و معاہدہ اور معاشرہ کا اجتماعی مسئلہ ہے۔ اسی طرح طلاق بھی محض میاں بیوی کا انفرادی مسئلہ نہیں بلکہ معاشرہ کا اجتماعی مسئلہ ہے۔ ایک بات ذہن نشین رکھیں کہ معاہدہ

Marfat.com

نکاح کے لئے جب بالغ مرد اور بالغہ عورت کی باہمی رضامندی لازم ہے۔ اور صرف ایک فریق کی مرضی یا رضامندی سے نکاح نہیں ہوسکتا تو ایسے معاہدہ کو توڑنے کے لیے صرف ایک فریق کو کلی اختیارات کیونکر حاصل ہوسکتے ہیں۔ کہ جب جی چاہا۔ ایک فریق کی زبان سے طلاق طلاق طلاق کے الفاظ نکلے اور ادھر انًا فانًا ازدواجی زندگی نست و نابود ہو کر رہ گئی۔ بنی بنائی زندگیوں کو اجاڑ کر قبرستان پہنچا دینے کا تابوت بن گیا۔ مگر فریق ثانی عورت کو اس قدر مجبور اور بے بس رکھ دیا گیا ہے۔ قرآنِ پاک نے طلاق دینے کا اپنا ایک خاص طرز کا طریقہ کار متعارف کرایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں 2 آیات مبارکہ سورۃ النساء آیت نمبر 35 اور دوسری سورۃ الطلاق آیت نمبر 1 میں ارشاد فرمائی ہیں۔ ان آیات مبارکہ کے علاوہ دیگر آیات بھی متعلہ امور و مسائل طلاق ہیں۔

قرآنِ پاک میں آیا ہے۔ کہ اگر کوئی مرد اور عورت جو نکاح کے معاہدہ میں بندھے ہوں۔ اور ان کے حالات زندگی بگڑ جائیں اور میاں بیوی سمجھیں کہ ان کا نباہ نہیں ہوسکتا ان کی ازدواجی زندگی ناممکن ہو چکی ہے۔ تو وہ عدالت مجاز سے رجوع کریں۔ عدالت میاں بیوی کا مسئلہ سلجھانے راضی نامہ کرنے کی خاطر ایک منصف مرد خاندان سے اور ایک منصف عورت خاندان میں سے مقرر کرے اگر وہ افراد منصف باہمی عقلمندی سے صلح کرا دیں تو درست ہے۔ ورنہ پھر عدالت خود طلاق کا فیصلہ کرے گی۔

عدالت اگر ان مصالحتی افراد کو مقرر کرتے وقت اپنے اختیارات فیصلہ کرنے کے بھی دیدے تو وہ صلح کرنے یا پھر اعلان طلاق کرنے کے بھی مجاز ہوں گے۔ اور ان

Marfat.com

کا فیصلہ عدالتی فیصلہ کی طرح نافذ وموثر ہوگا۔ عدالت اپنے فیصلہ میں وضاحت کرے گی۔ کہ یہ طلاق کب اور کس طرح موثر ہوگی۔ یہ پورا سرکل ایک دفعہ طلاق کہلائے گی۔ طلاق سے متعلقہ جملہ آیات قرآنی کو نیچے درج کیا جاتا ہے۔

سورۃ۔۔۔۔۔۔۔۔آیت نمبر227(2/227)

وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ .... دَرَجَةٌ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ.

ترجمہ نمبر 227: اور اگر طلاق کا فیصلہ کرلو تو انکو ایسا کر لینا چاہیے۔

ترجمہ نمبر 2/228 طلاق یافتہ عورتیں تین مرتبہ ایام ماہواری آنے تک اپنے آپ کو نکاح سے روکے رکھیں۔ اور ان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ اللہ نے ان کے رحم میں جو کچھ حلق فرمایا ہو۔ اسے چھپائیں۔ انہیں ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

وضاحت:

2/228 سورۃ بقرہ آیت نمبر 228 میں بتایا گیا ہے۔ کہ ایسی عورت جس کو حیض آتا ہو اس کی عدت طلاق کے بعد تین مرتبہ حیض کا آنا ہے۔ عورت کو حالت حیض میں طلاق نہ دی جائے۔ عورت کو اس ظہر میں طلاق نہ دی جاوے جس میں شوہر اس سے مباشرت کر چکا ہو۔ کیونکہ اس صورت میں طلاق دیتے وقت شوہر اور بیوی دونوں میں سے کسی کو بھی یہ معلوم نہیں ہوسکتا کہ آیا مباشرت کے نتیجہ میں حمل قرار پا گیا ہے۔ یا کہ نہیں۔ اس لئے لازم ہے۔ کہ طلاق اس طہر میں دی جاوے جس میں مباشرت نہ کی گئی ہو یا پھر اس حالت میں دی جاوے جبکہ عورت کا حاملہ ہونا معلوم ہو جائے وہ عورتیں جن کو حیض آنا بند ہوگیا ہو۔ تو اس کے لئے عدت 3 ماہ ہوتی ہے۔ اگر عورت

Marfat.com

حاملہ ہے۔تو اس کے لیے عدت کا عرصہ بچے کی ولادت تک ہوگا۔

سورۃ۔۔۔۔۔آیت نمبر2/229

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمۡسَاکٌ .... حُدُوۡدَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوۡنَ.

ترجمہ: طلاق دوبار ہے۔پھر روک لینا ہے۔دستور کے مطابق یا رخصت کر دینا حسن سلوک سے اور نہیں تمہارے لئے جائیز کہ جو تم نے انہیں دیا ہے۔اس سے کچھ واپس لو۔سوائے اس کے کہ دونوں اندیشہ کریں کہ اللہ کی حدود قائم نہ رکھ سکیں گے۔پھر اگر تم ڈور کہ دونوں اللہ کی حدود قائم نہ رکھ سکیں گے۔تو گناہ نہیں ان دونوں پر کہ عورت اس کا بدلہ (فدیہ) دے دے یہ اللہ کی حدود ہیں۔پس ان کے آگے نہ بڑھو۔اور جو اللہ کی حدود سے آگے بڑھتا ہے۔پھر وہی لوگ ظالم ہیں۔

وضاحت: 1 :-یادرکھو ایک مرد اور عورت کی ازدواجی زندگی میں دو مرتبہ تو ایسا ہو سکتا ہے۔کہ وہ طلاق کے بعد عدت کے دوران میں راضی نامہ کر سکتے ہیں اور عدت گزر جانے کے بعد پھر سے قانون کے مطابق آپس میں نکاح کر لیں۔یا اچھے انداز سے الگ ہو جائیں۔لیکن اگر تیسری مرتبہ طلاق کی نوبت آجائے تو اس کے بعد وہ ایسا نہیں کر سکیں گے۔

وضاحت :2:-طلاق کی صورت میں اس کی اجازت نہیں کہ جو کچھ تم عورتوں کو دے چکے ہو اس میں سے کچھ واپس لے لو گ۔ہاں اگر کسی وقت ایسی صورت حال پیدا ہو جائے کہ ایک طرف یہی چیز ان کی علیحدگی کے راستہ میں حائل ہو رہی ہو۔اور دوسری طرف میں بیوی کی حیثیت میں انہیں خدشہ ہو کہ تعلقات کی کشیدگی کی بناء پر وہ

Marfat.com

حقوق وواجبات ادانہیں کرسکیں گے۔ جو قانون خداوندی نے ان پر عائد کر رکھے ہیں۔اور معاشرے کا نظام عدل،(عدالت) بھی اسی نتیجہ پر پہنچے اور سمجھے کہ خاوند کو واقعی کچھ معاوضہ ملنا چاہیے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں کہ عورت اپنے حق میں سے کچھ چھوڑ دے اور معاہدہ نکاح سے آزادی حاصل کرلے۔

سورۃ البقرۃ آیت نمبر 230(2/230)۔

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ .... لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ.

ترجمہ: پس اگر اس کو طلاق دے دی تو جائز نہیں اس کے لئے اس کے بعد یہاں تک کہ وہ اس کے علاوہ کسی دوسرے خاوند سے نکاح کرلے تو اگر وہ اسے طلاق دے دے تو گناہ نہیں دونوں پر اگر وہ رجوع کرلیں۔ بشرطیکہ وہ خیال کریں کہ وہ اللہ کی حدود قائم رکھیں گے۔

وضاحت: یاد رکھو۔ایک مرد اور عورت کی ازدواجی زندگی میں 2 مرتبہ تو ایسا ہوسکتا ہے۔کہ وہ طلاق کے بعد عدت کے دوران میں رجوع کرلیں یا اس کے بعد پھر سے قانون کے مطابق آپس میں نکاح کرلیں۔یا حسن کارانہ اچھے انداز سے الگ ہو جائیں۔لیکن تیسری مرتبہ طلاق کی نوبت آجائے۔تو اس کے بعد ایسا نہیں کرسکیں گے۔

سورۃ البقرۃ آیت نمبر 231(2/231)۔

مَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ .... اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ.

ترجمہ: اور جب تم عورتوں کو طلاقیں دے دو۔ پھر وہ اپنی عدت پوری کرلیں تو

Marfat.com

ان کو دستور کے مطابق روکو یا دستور کے مطابق رخصت کر دو۔اور تم انہیں نقصان پہنچانے کے لئے نہ روکو تا کہ تم زیادتی کرو اور جو یہ کرے گا۔ بے شک اس نے اپنے اوپر ظلم کیا۔

وضاحت: معروف، اس کے معنی وہ طریقہ کار ہے ۔جس اسلامی معاشرہ قرآن کی راہنمائی میں واضح کرے۔

سورۃ النساءِ آیت نمبر 19 (4/19)

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْھًا وَلَا تَعْضُلُوْھُنَّ لِتَذْھَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ کَرِھْتُمُوْھُنَّ فَعَسٰٓی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّیَجْعَلَ اللّٰہُ فِیْہِ خَیْرًا کَثِیْرًا.

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تمہارے لئے یہ قطعاً جائز نہیں ہے کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو۔اور کہ اگر وہ تمہارے نکاح میں نہ رہنا چاہیں تو انہیں اس نیت سے روک رکھیں ۔کہ انہیں تنگ کر کے اس مہر کا کچھ حصہ اڑا لینے کی کوشش کرو جو تم انہیں دے چکے ہو۔ ہاں اگر وہ کسی صریح بدچلنی کی مرتکب ہوں ۔(تو ضرور تمہیں تنگ کرنے کا حق ہے)ان کے ساتھ بھلے طریقہ سے زندگی بسر کرو۔ اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو ہوسکتا ہے ۔کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو مگر اللہ نے اسی میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہے۔

وضاحت: مراد یہ ہے کہ شوہر کے مرنے کے بعد اس کے خاندان والے

Marfat.com

اس کی بیوہ کو میت کی میراث سمجھ کر اس کے ولی وارث نہ بن جائیں۔ عورت کا شوہر جب مر گیا تو وہ آزاد ہے۔ عدت گزار کر جہاں چاہے جائے اور جس سے چاہے نکاح کر لے۔ اگر عورت خوبصورت نہ ہو۔ یا اس میں کوئی ایسا نقص ہو جس کی بناء پر وہ شوہر کو پسند نہ آئے مگر اس میں بعض دوسری خوبیاں ایسا ہوتی ہیں جو ازدواجی زندگی میں حسنِ صورت سے زیادہ اہمیت رکھتی ہیں تو یہ مناسب نہیں کہ شوہر فوراً دل برداشتہ ہو جائے۔ اگر شوہر صبر سے کام لے اور عورت کے تمام احکامات کو بروئے کار آنے کا موقع دے تو اس پر خود ثابت ہو جائے گا۔ کہ اس کی بیوی برائیوں سے بڑھ کر خوبیاں رکھتی ہے۔ لہٰذا آدمی ازدواجی زندگی منقطع کرنے میں جلد بازی سے کام نہ لے۔

سورۃ النساء سورت نمبر 4 آیت نمبر 21-20

اَذَا تَرَاضَوْا بَیْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ذٰلِکَ یُوْعَظُ بِهٖ مِنْ کَانَ مِنْکُمْ یَعُومِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکُمْ اَزْکٰی لَکُمْ وَاَطْهَرُ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ.

ترجمہ: جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت کی مدت کے قریب پہنچ جائیں اور یہ (سابقہ خاوند بیوی) قاعدہ اور قانون کے مطابق پھر ازدواجی زندگی بسر کرنے پر رضامند ہوں تو تم (اے افرادِ معاشرہ) ان عورتوں کو اس سے مت روکو۔

وضاحت: اس کے بعد وہ رعایت ختم ہو جائے گی۔ جو عدت کے دوران انہیں حاصل تھی اور یہ ایک طلاق بہر حال محسوب اور مکمل ہو جائے گی۔

سورۃ البقرۃ آیت نمبر 236(2/236)

لَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَالَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْتَفْرِضُوْالَهُنَّ فَرِیْضَةً

Marfat.com

وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ.

ترجمہ: تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم عورتوں کو طلاقیں دو۔ جبکہ تم نے انہیں ہاتھ نہ لگایا ہو۔ یا ان کے لے مہر مقرر نہ کیا ہو۔ اور انہیں خرچ دو۔ خوشحال پر اس کی حیثیت کے مطابق اور تنگدست پر اس کی حیثیت کے مطابق خرچ دستور کے مطابق دنیا نیکو کاروں پر لازم ہے۔۔

سورۃ نمبر 2 البقرۃ آیت نمبر 237 (2/237)

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِیْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ.

ترجمہ: اور اگر تم انہیں طلاق دو اس سے پہلے کہ تم نے انہیں ہاتھ لگایا ہو۔ اور ان کے لئے تم مہر مقرر کر چکے ہو تو اس کا نصف دے دو۔ جو تم نے مقرر کیا۔ سوائے اس کے کہ وہ معاف کر دیں۔ وہ (ولی۔ مختار) معاف کر دے۔ جس کے ہاتھ میں عقد نکاح ہے اور اگر تم معاف کرو تو یہ پرہیزگاری کے قریب تر ہے۔ اور باہم احسان کرنا نہ بھولو۔

وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا. اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا. 4/20

ترجمہ: اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی لے آنے کا ارادہ ہی کر لو تو خواہ

Marfat.com

تم نے اسے ڈھیر سا مال ہی کیوں نہ دیا ہو۔اس میں سے کچھ واپس نہ لینا۔کیا تم اسے بہتان لگا کر اور صریح ظلم کر کے لو گے۔اور آخر تم اس سے کس طرح لو گے جبکہ تم ایک دوسرے سے لطف اندوز ہو چکے ہو۔اور وہ تم سے پختہ عہد لے چکی ہیں۔

وضاحت:4/20 :اور اگر تم یہ فیصلہ کر لو کہ ایک بیوی کو طلاق دیکر کسی اور سے نکاح کرنا ہے۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ محض نئی عورت سے شادی کرنے کا شوق، طلاق کے لئے وجہ جواز ہو سکتا ہے۔مطلب یہ ہے کہ اگر شرائط کے مطابق جن کا ذکر آگے چل کر آئے گا۔طلاق تک نوبت پہنچ جائے۔اور تم اپنی بیوی کو سونے کا ڈھیر بھی دے چکے ہو تو اس سے کچھ واپس نہ لو۔

2-4/21:پختہ عہد سے مراد نکاح ہے۔کیونکہ وہ حقیقت میں ایک مضبوط پیچان وفا ہے۔جس کے استحکام پر بھروسہ کر کے ہی ایک عورت اپنے آپ کو ایک مرد کے حوالے کرتی ہے۔اور اگر مرد اپنی خواہش سے اس عہد کو توڑتا ہے۔تو اسے بوقت نکاح دیئے گئے مالی تحفہ عورت سے واپس لینے کا حق حاصل نہیں ہے۔

سورۃ النساء آیت نمبر35(4/35)

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَاۤ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا.

ترجمہ:اگر تم لوگوں کو کہیں میاں بیوی کے تعلقات بگڑ جانے کا اندیشہ ہو تو ایک منصف آدمی مرد کے خاندان میں سے اور ایک منصف آدمی عورت کے خاندان میں سے مقرر کرو۔اگر دونوں منصفوں کو اصلاح منظور ہو گی۔تو اللہ ان کے درمیان مواقفت کی صورت نکال دے گا۔اللہ سب کچھ جانتا اور باخبر ہے۔

Marfat.com

وضاحت: شِقَاقَ بَیْنِھِمَا سے مراد مرد اور عورت دونوں آ جاتے ہیں۔
اصلاح کی کوشش کے لئے تدبیر کرنا چاہیے۔ کہ میاں بیوی ہر دو کے خاندان سے ایک ایک آدمی اس غرض کے لئے مقرر کیا جائے کہ دونوں مل کر اسباب اختلاف کی تحقیق کریں۔ اور پھر آپس میں سر جوڑ کر بیٹھیں۔ اور تصفیہ کی کوئی صورت نکالیں۔ یہ کہ ثالث کون مقرر کرے اس سوال کو اللہ تعالیٰ نے مبہم رکھا ہے۔ تا کہ اگر زوجین خود چاہیں تو اپنے اپنے رشتہ داروں میں سے خود ہی ایک ایک آدمی کو اپنے اختلافات کا فیصلہ کرنے کیلئے منتخب کر لیں۔ ورنہ دونوں خاندان کے بڑے بوڑھے مداخلت کر کے ثالث مقرر کریں۔ اور اگر مقدمہ عدالت میں ہو تو عدالت خود کارروائی کر کے ثالث مقرر کر کے اصلاح کی کوشش کرے۔
حضرت عثمان اور حضرت علی کے فیصلوں کی جو نظریں ہم تک پہنچی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ دونوں حضرات پنچ مقرر کرتے ہوئے عدالت کی طرف سے ان کو حاکمانہ اختیارات دے دیتے تھے۔ چنانچہ حضرت عقیل بن ابی طالب اور ان کی بیوی فاطمہ بنت عقبہ بن ابیعہ کا مقدمہ جب حضرت عثمان کی عدالت میں پیش ہوا۔ تو انہوں نے شوہر کے خاندان میں سے حضرت ابن عباس کو اور بیوی کے خاندان میں سے حضرت معاویہ بن ابی سفیان کو پنچ مقرر کر دیا اور ان سے کہا کہ اگر آپ دونوں کی رائے میں ان کے درمیان تفریق کر دینا ہی مناسب ہو تو تفریق کر دیں۔ اس طرح مقدمہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم مقرر کئے اور ان کو اختیار دیا کہ چاہیں ملا دیں اور چاہیں جدا کر دیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ پنچ ثالث بطور خود تو عدالتی اختیارات نہیں رکھتے۔ البتہ اگر عدالت ان کو مقرر کرتے وقت انہیں اختیارات،

Marfat.com

دیدے تو پھران کا فیصلہ ایک عدالتی فیصلے کی طرح نافذ ہوگا۔

سورۃ النسا نمبر سورت نمبر 4 آیات نمبر 128 (4/128)

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا .... كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا. سورت

ترجمہ: اگر کسی عورت کو اپنے خاوند کی طرف سے بدسلوکی یا بے رغبتی کا اندیشہ ہو تو اس میں وہ ان کی سچی مچی کی مائیں نہیں بن جاتیں۔ (اس لئے محض ایسا کہہ دینے سے انہیں ـــــــ پر حرام نہیں ہو جانا چاہیے) ان کی مائیں وہی ہیں جنہوں نے انہیں جنا ہے۔ جو لوگ غصہ میں آ کر اس قسم کی بات کہہ دیتے ہیں۔ تو یہ بیہودگی اور لغویت ہوتی ہے۔ اور حقیقت کے بالکل خلاف سو خدا کا قانون یہ ہے۔ کہ اس قسم کی لغوبات سے درگذر کیا جائے (اس حقیقت پر محمول کر کے بیوی کو اس پر حرام نہ قرار دیا جائے) اور اس طرح اس لغویت کے تباہ کن نتائج سے انہیں محفوظ رکھا جائے۔

58/3۔ والدین ـــــــــــــ تعملون خیر۔

(لیکن اس کے یہ معنی بھی نہیں کہ معاشرہ میں اس قوم کی لغویتوں کو عام ہونے دیا جائے۔ سنجیدہ لوگوں کا معاشرہ ایسا نہیں ہوا کرتا۔ لہٰذا) جو لوگ اپنی بیوی کو ماں (یا ایسے ہی کوئی اور الفاظ) کہہ بیٹھیں اور اس کے بعد پشیمان ہو کر اپنی اس بیہودہ بات کو واپس لینا چاہیں (تو انہیں کچھ جرمانہ ادا کرنا ہوگا۔ تا کہ وہ اپنے آپ پر قابو رکھنا سکیں۔ اور یونہی جو جی میں آئے منہ سے نہ نکال دیا کریں۔ وہ جرمانہ یہ ہے) قبل اس کے کہ وہ بہ حیثیت میاں بیوی ایک دوسرے کے پاس جائیں ایک غلام آزاد کریں۔ یہ اسلئے ہے۔ کہ تم آئیندہ کے لئے نصیحت پکڑو۔ اور اللہ تمام معاملات سے باخبر ہے۔

Marfat.com

58/4۔جس کے پاس غلام نہ ہو یا غلام آزاد کرانے کی استطاعت نہ ہو(یا اس زمانے کے غلاموں کو ختم ہو جانے کے بعد جب غلام باقی ہی نہ رہیں تو) اس صورت میں وہ تعلقات زناشوئی سے پہلے دو ماہ کے متواتر روزے رکھے اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلائے۔ یہ اس لیے کہ تم اس نظام خداوندی کی صداقت پر یقین محکم رکھو جو اس کے رسول کے ہاتھوں متشکل ہوا ہے۔ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں۔ اور کافروں کیلئے دردناک سزا ہے۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ اسی طرح ذلیل وخوار کر دیئے جائیں گے۔ جس طرح ان سے پہلے لوگ ذلیل وخوار کئے جا چکے ہیں۔ ہم نے صاف صاف آیات نازل کر دیں ہیں۔ اور کافروں کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

وضاحت: عائلی زندگی کے سلسلہ میں ایک تمہیدی اصول بیان کیا گیا۔ کہ یونہی لغو کسی قسم بلا ارادہ کھانے پر اللہ تعالیٰ کی گرفت نہیں ہوتی مگر یہ بھی قابل مواخذہ ہے۔ اس لئے کہ خوامخواہ جو جی میں آئے۔

مضائقہ نہیں کہ وہ آپس میں صلح صفائی کر لیں۔ اور اگر ایسا ممکن نہ ہو تو پھر مندرجہ بالا قاعدے کے مطابق پنچایت کرالیں۔ صلح بہر حال اچھی چیز ہے۔

وضاحت: زمانہ جاہلیت میں ایک شخص غیر محدود تعداد تک بیویاں کرنے کیلئے آزاد تھا۔ ان کثیر التعداد بیویوں کے لیے کچھ بھی حقوق مقرر نہ تھے۔ قرآنِ پاک نے جب نکاح وطلاق کے لئے قاعدے اور قانون نافذ کئے تو یہ سوال پیدا ہوا کہ اگر کسی شخص کی بیوی بانجھ ہے۔ یا دائم المرض ہے۔ یا تعلق زن وشوہر کے قابل نہیں رہی ہے۔ اور حالات کا تقاضا یہ ہے کہ دوسری بیوی کرنے سے قبل پہلی بیوی کو چھوڑ دے۔

Marfat.com

یا اس سے اجازت شادی طلب کرے۔ اگر پہلی بیوی جو غیر مرغوب ہو چکی ہے۔ وہ اپنے بعض حقوق سے خود دست بردار ہو کر شوہر کے ساتھ رہنے پر حالات سے سمجھوتہ کر لے۔ یعنی طلاق و جدائی سے بہتر ہے۔ کہ اس طرح باہم مصالحت کر کے ایک عورت اسی خاوند کے ساتھ رہے۔ جس کے ساتھ وہ زندگی کا ایک حصہ گزار چکی ہے۔

سورۃ مجادلہ آیت نمبر 1 (58/1)

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَکِیْ اِلَی اللّٰهِ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَکُمَا اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ.

ترجمہ: اللہ نے اس عورت کی بات سن لی ہے۔ جو تجھ سے (اے رسول) اپنے خاوند کے بارے میں جھگڑ رہی تھی۔ اور اپنی مظلومیت کے متعلق اللہ سے فریاد کر رہی تھی۔ (اس نے عدالت خداوندی میں استغاثہ دائر کیا تھا۔) اللہ تم دونوں کے سوال و جواب سن رہا تھا۔ وہ سب کچھ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

وضاحت: 58/1۔ یَسمِعُ بمعنی سب لی سے مراد محض سن لینا نہیں ہے۔ بلکہ فریاد اسی کرتا ہے۔ جیسے ہم اردو زبان میں کہتے ہیں۔ اللہ نے دعا سن لی ہے۔ اور اس سے مراد قبول کر لینا ہوتا ہے۔ ''اس عورت'' جس کے معاملہ میں یہ آیات نازل ہوئیں قبیلہ حراج کی خولہ بنت تعلبہ تھیں۔ اور ان کے شوہر اوس بن صاحمت انصاری قبیلہ اوس کے سردار حضرت عبادہ بن صامت کے بھائی تھے۔

58/2۔ الدین ـــــ غفور۔

/58۔ بات یہ ہے کہ جو لوگ اپنی بیویوں کی جہالت کی وجہ سے غصہ میں آ کر ماں کہہ دیں

Marfat.com

کہتے جانے کو روکا جائے۔ 65/1۔

سورۃ اطلاق آیت نمبر 1 (65/1)

یٰاَیُّھَاالنَّبِیُّ اِذَاطَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْھُنَّ لِعِدَّ تِھِنَّ.

وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوااللّٰہَ رَبَّکُمْ لَا تُخْرِ جُوْھُنَّ مِنْ بُیُوْتِھِنَّ وَلَایَخْرُجْنَ

اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ وَتِلْکَ حُدُوْدُاللّٰہِ وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَاللّٰہِ

فَقَدگ ظَلَمَ نَفْسَہٗ لَاتَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمْرًا.

65/1۔اے نبی جب تم عورتوں کو طلاقیں دو۔تو انہیں ان کی عدت کے وقت طلاق دو اور تم عدت کا شمار رکھو۔اور تم ڈرو اللہ سے جو تمہارا رب ہے۔تم انہیں ان کے گھر سے نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں مگر یہ کہ وہ کھلی بے حیائی کریں۔اور یہ اللہ کی حدود ہیں۔اور جو اللہ کی حدود سے آگے نکلے گا تجاوز کریگا۔تو بیشک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔تمہیں خبر نہیں ممکن ہے۔اللہ اس کے کوئی اور بات پیدا کر دے۔

سورۃ الطلاق آیت نمبر 2 (65/2)

65/2۔پھر جب وہ اپنی میعاد کے نزدیک پہنچ جائیں تو انہیں اچھے طریقے دے روک لو یا انہیں اچھے طریقے سے جدا کر دو۔اور اپنے میں سے دو انصاف پسند گواہ کر لو اور تم اللہ کے لئے گواہی دو۔یہی ہے جس کی نصیحت کی جاتی ہے۔اور اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے۔اور جو اللہ سے ڈرتا ہے۔تو اس کے لئے نجات کی راہ نکال دیتا ہے۔

سورۃ الطلاق آیت نمبر 4 (65/4)

وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُھُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْھُرٍ

Marfat.com

وَّالِّـئِیْ لَمْ یَحِضْنَ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ یُسْرًا.

65/4 ۔ اور جو عورتیں پیدا نہ سالی کی وجہ سے حیض سے نا امید ہو گئی ہوں۔تمہاری مطلقہ بیویوں میں سے اگر تمہیں شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے۔اور کم سنی کی وجہ سے جنہیں حیض نہیں آتا اور حمل والیاں کی عدت ان کا وضع حمل ہے اور جو اللہ سے ڈرے گا۔تو وہ اس کے لیے اس کام میں آسانی کر دے گا۔

وضاحت:65/1۔النبی۔اس آیت مبارکہ میں عام لوگوں کو مخاطب نہ کیا گیا ہے۔ بلکہ نبی کو مخاطب کیا گیا ہے۔اذا طلقتم النساء۔لفظ طلقتم جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔جب تم عورتوں کو طلاقیں دو۔ایک بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ نبی کی کسی بیوی کو طلاق کا کوئی مسئلہ نہ پیدا ہوا اور نہ ہی رسول اللہ کی کسی بیوی کو طلاق کا سوال پیدا ہو سکتا ہے۔اس آیت مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ کی بحیثیت عدالت عورتوں کی طلاقوں کے مقدمات کا فیصلہ کرنے کا مخاطب فرمایا گیا ہے۔یعنی جب تم بحیثیت عدالتوں عورتوں طلاقوں کے مقدمات کا فیصلہ کریں۔وَاحصُوا العدۃ۔تو طلاق کے فیصلہ کے بعد عدت کا سوال بڑی اہمیت رکھتا ہے۔یعنی عدت کا شمار کیا جائے۔عدالت اپنے فیصلہ میں عدت کی تصریح کریئے۔اس آیت مبارکہ کے مطابق عورت کو طلاق ہو جانے کی صورت میں عورت خود بخود اس گھر کی مالکہ بن جاتی ہے۔جس گھر میں طلاق سے قبل وہ اپنے خاوند کے ساتھ قیام پذیر تھی۔ ماسوائے کہ عورت کو کھلی بے حیائی کی بناء پر طلاق دی گئی ہو۔یہ اسلامی قانون مصر کے قانون میں شامل ہے۔اس سے مرد طلاق کی کاروائی کے نام سے ہی ڈرتے ہیں اس معاملہ میں آیت مبارکہ کا واضح حکم

Marfat.com

ہماری راہنمائی کرتا ہے۔

65/2۔ جب عدت کا زمانہ ختم ہونے کو آئے تو اس وقت اس معاملہ پر ٹھنڈے دل سے غور کرو۔ اس دوران اگر فریقین اس امر کا احساس کرلیں کہ ان سے غلطی ہوئی ہے۔ اور وہ آئیندہ کے لیے اپنی اصلاح کا ارادہ کرلیں۔ اگر نباہ کی صورت ممکن دکھائی دے تو خواہ مخواہ علیحدگی کیوں اختیار کرو۔ اور عدت کے دوران میاں بیوی تجدید نکاح کر سکتے ہیں۔ قانون اور قاعدے کے مطابق میاں بیوی کی زندگی بسر کرو۔ لیکن اگر بناہ کی کوئی صورت نہ رہے تو پھر قاعدے اور قانون کے مطابق علیحدہ ہو جاؤ۔

طلاق کتنی بار ہوگی۔

قرآن مجید کے مطابق طلاق صرف 2 بار ہوگی۔ اگر قرآنِ پاک کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق نکاح ختم ہو جائے تو اسے پہلی مرتبہ طلاق کہا جائے گا۔ اس کے بعد میاں بیوی دورانِ عدت طلاق واپس لیکر یا عدت گزر جانے کے بعد از سرنو نکاح کر کے ازدواجی رشتہ قائم کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر آئیندہ زندگی میں پھر کبھی تلخی وکشیدگی پیدا ہو جائے اور نوبت طلاق تک پہنچ جائے اور فریقین متذکرہ بالا قرآنی طریقہ سے طلاق حاصل کرلیں تو اسے دوسری طلاق کہا جائے گا۔

طلاق اور حلالہ:

عدت: اعلان طلاق کے بعد عرصہ 3 ماہ تک کا عدت کہلاتا ہے۔ اعلان طلاق کے بعد عدت بہت ضروری اور لازمی ہے۔ عدت کے دوران دوسری شادی نہیں ہو

Marfat.com

سکتی بقرہ228۔عدت کے دوران طلاق واپس ہوسکتی ہے۔اگر فریقین اصلاح کا ارادہ کرلیں۔البقرہ228

ولحو لھمن احسن سن دلن من لک اللہ رداده اصلاحا.

(البقرة آیت نمبر220)

لیکن اگر عدت گزرگئی۔تو معاہدہ نکاح ختم ہوجاتا ہے۔طلاق موثر اور مکمل ہو گئی۔اب عورت نکاح سے آزاد ہوگئی ہے۔عورت جہاں جی چاہے۔نکاح کرسکتی ہے۔سابقہ خاوند سے نکاح کرسکتی ہے یا پھر کسی نئے مرد سے نکاح کرسکتی ہے۔اب بغیر نکاح کے رجوع کا حق ختم ہوگیا ہے۔اگر میاں بیوی صلح کرنا چاہیں۔یا ازدواجی زندگی قائم کرنا چاہیں۔یا میاں بیوی پھر سے ملنا چاہیں۔تو نیا نکاح کرکے ایسا کرسکتے ہیں۔لیکن اس نئے نکاح میں دونوں میاں بیوی کی رضامندی لازمی اور ضروری ہے۔

آیت نمبر229۔و اطلقتم .... المعروف

البقرہ229

جب تم عورتوں کو طلاق دے دو تو پھر ان کی عدت پوری ہوجائے تو انکو نکاح سے مت روکو اگر دستور کے مطابق آپسمیں رضامندی ہوجائے۔

شمار طلاق: یہ طلاق پہلی دفعہ شمار ہوگی۔طلاق کا اطلاق اس وقت ہو گا۔جب میاں بیوی عقد نکاح سے آزاد ہوجائیں۔محض نکاح کی خواہش ظاہر کرنے سے نکاح واقعہ نہیں ہوجاتا۔اور نہ نکاح، نکاح نکاح کہہ دینے سے کوئی عورت اس کی بیوی بن سکتی ہے۔تاوقتیکہ نکاح کی شرائط پوری نہ کی جائیں۔اسی طرح محض طلاق

Marfat.com

کے ارادے سے یا طلاق طلاق کہہ دینے سے طلاق واقعہ نہیں ہو جاتی۔ جب تک کہ طلاق کی شرائط پوری نہ کی جائیں۔ اور قانوناً معاہدہ نکاح فسخ ختم نہ کرایا جائے۔ اگر اسی طرح اگر اس طلاق کے بعد میاں بیوی آئیندہ زندگی میں اگر پھر کبھی تلخی یا کشیدگی پیدا ہو جائے اور نوبت پھر طلاق ہو کر عدت گزر کر طلاق موثر اور مکمل ہو جائے اور فریقین کا نکاح ختم ہو کر مکمل طور پر علیحدگی ہو جائے تو یہ دوسری طلاق ہوگی۔ دوسری بار طلاق کے بعد بھی اگر میاں بیوی چاہیں تو دورانِ عدت طلاق واپس لیکر ازدواجی رشتہ قائم کر سکتے ہیں۔ دو بار طلاق کے بعد یعنی مرد اور عورت کی ازدواجی زندگی میں دو مرتبہ تو ایسا ہو سکتا ہیں کہ وہ طلاق کے بعد پھر سے قانون کے مطابق آپس میں نکاح کر لیں۔ مگر دو بار طلاق کے بعد اگر میاں بیوی کی ازدواجی زندگی میں تیسری دفعہ طلاق کی نوبت آ جائے اور متذکرہ بالا قرآنی طریقہ سے اس مرتبہ بھی طلاق ہو جائے تو یہ تیسری طلاق ہوگی۔ اب کی بار فریقین یہ تیسری طلاق کسی طور واپس لینے کے مجاز نہیں ہیں۔ اس تیسری دفعہ کے بعد نہ عدت کے دوران نہ عدت کے بعد میاں بیوی کا رشتہ استوار کر سکتے ہیں۔ ہاں البتہ اگر عورت کسی اور شخص سے نکاح کر لے اور اگر عورت بیوہ ہو یا پھر از سر نو نکاح کر کے ازدواجی رشتہ قائم کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر اس تیسری بار طلاق پھر ہو جائے اور عدت گزر جائے۔ طلاق موثر اور مکمل ہو جائے میاں بیوی کی مکمل طور پر علیحدگی ہو جائے تو اس کو تیسری طلاق شمار کیا جائے گا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق تیسری بار طلاق مکمل ہو جانے کے بعد میاں بیوی ازدواجی رشتہ قائم نہیں رکھ سکتے۔ طلاق صرف دو بار ہے۔ یعنی ایک مرد اور عورت (میاں بیوی) کی ازدواجی زندگی میں دو مرتبہ تو ایسا ہو سکتا ہے۔ کہ وہ طلاق کے بعد

Marfat.com

پھر سے قانون کے مطابق آپس میں نکاح کرلیں۔ یا پھر حسن کارانہ انداز سے الگ ہو جائیں بقرہ229 آگے مزید کہا گیا ہے۔ کہ اگر کسی میاں بیوی کی ازدواجی زندگی میں دو مرتبہ کی طلاق کے بعد تیسری بار بھی طلاق کی نوبت آ جائے اور طلاق ہو جائے تو اس کے بعد یہ عورت اور مرد آپس میں رشتہ استوار نہیں کر سکتے ہاں اگر وہ عورت کسی شخص سے نکاح کرلے۔ اور قاعدے کے مطابق پھر وہ عورت بیوہ ہو جائے یا مطلقہ ہو جائے تو اس میں کوئی ہرج نہیں کہ وہ سابقہ میاں بیوی آپسمیں نکاح کرلیں۔ بشرطیکہ انہیں توقع ہو کہ وہ اب قانون اللہ کی حدود کی نگہداشت کرسکیں گے بقرہ230 یہ ہے۔ قرآنی طلاق جیسے ہمارے علماء نے الجھا کر رکھ دیا ہے۔ اسلام کی بنیاد قرآن مجید پر ہے۔ کسی بھی معاملے میں یا اختلاف ونزاع کی صورت میں حتمی فیصلہ صرف قران مجید سے کیا جائے گا۔

3۔ دلیل حجت اور کسوئی صرف قرآن مجید ہے۔ قرآن حکیم کے خلاف جو بھی روایات۔ اقوال، طریقے ہیں۔ ان کا دین میں کوئی مقام نہیں۔ کوئی حیثیت نہیں۔ کوئی معیاد نہیں ہے۔ وہ سب باطل ہیں۔ قطعی نا قابل قبول ہیں۔

قرآن کو چھوڑ کر لوگوں کے اختراع کردہ فیصلہ پر عمل کیا جاتا اللہ تعالیٰ کے خلاف بغاوت ہے۔ کسی ملاں، مفتی، عالم کو قرآن مجید کے مقرر کردہ اصولوں سے انحراف کرنے یا نئے طریقے اختراع کرنے یا وضع کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

قرآن کریم میں طلاق کا طریقہ کار:

Marfat.com

اگر میاں بیوی میں ناچاقی کا خدشہ ہوتو ایک ثالث خاوند کے خاندان سے اور ایک بیوی کے خاندان سے مقرر کرو اس طرح اگر میاں بیوی میں مصالحت کا ارادہ کریں تو قانون اللہ موافقت پیدا کرے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قانون علم و آگہی پر مبنی ہے۔

قرآن مجید طلاق کا حق عورت اور مرد کو یکساں طور پر دیتا ہے۔ نساء 128

قرآن مجید کی رو سے نکاح اور ختم نکاح میاں بیوی کا نجی معاملہ نہیں ہے۔ بلکہ اجتماعی اور معاشرتی مسئلہ قرار دیا ہے۔

نکاح مرد اور عورت دونوں کی رضا مندی سے ہوتا ہے۔ نساء 3-19

اس لیے طلاق بھی دونوں کی رضا مندی سے ہوگی۔

نکاح اور طلاق میں دونوں مرد اور عورت کسی ایک کی عدم رضا مندی اور جلد بازی نہیں کرنا چاہیے۔ نساء 19

لیکن مذہبی پیشوائیت ان پڑھ اور مفاد پرست ملاں کی وجہ سے لوگوں کے ذہنوں میں بیٹھا دیا گیا ہے۔ کہ طلاق کا حق صرف مرد کو حاصل ہے۔ مرد جب اور جس وقت چاہے قانونی کاروائی کیئے بغیر لفظ طلاق کہہ کر بیوی کو جدا کر سکتا ہے۔ مرد کے لفظ طلاق بندوق کی گولی سے زیادہ خطرناک ثابت ہوتے ہیں۔ ادھر زبان سے لفظ طلاق نکلا ادھر آناً فاناً عورت کی زندگی تباہ و برباد ہو کر رہ گئی۔ لیکن اگر یہی الفاظ طلاق اس طریقے سے عورت (بیوی) کہہ دے تو اس کو بچگانہ حرکت سمجھ کر اور بلا اختیار جان کر رد کر دیا جاتا ہے۔ اور اسے کوئی اہمیت ہی نہیں دی جاتی۔ تاوقتیکہ باقاعدہ طلاق خلع کی قانونی کاروائی کر کے عدالت کا فیصلہ حاصل نہ کر لیا جائے۔

Marfat.com

ہمارے یہاں نام نہاد علماء ہر مذہبی معاملہ روایات کی بھول بھلیوں میں الجھا کر رکھ دیتے ہیں ۔جس کی وجہ سے طلاق کا مسئلہ ایک تماشا بن کر رہ گیا ہے ۔ان روایات کے مطابق مرد ایک لفظ طلاق یا دو بار لفظ طلاق کہہ دے تو عورت پر طلاق پڑ جاتی ہے ۔مرد اپنی مرضی سے طلاق واپس بھی لے سکتا ہے ۔لیکن اگر یہی لفظ طلاق تین دفعہ کہہ دیا جائے تو پھر عورت اس مرد سے جدا ہو جاتی ہے ۔حرام ہو جاتی ہے ۔اب اسے واپس نہیں لیا جا سکتا ۔تاوقتیکہ یہ طلاق یافتہ عورت کسی دوسرے مرد سے طے شدہ پروگرام کے مطابق نکاح کر کے نئے مرد کی آغوش میں ایک رات گزارے جماع وہمبستری کر لئے صبح ہوتے ہی طے شدہ پروگرام کے مطابق نکاح کی طرح طلاق حاصل کر لے تو ۔اسے حلالہ کہتے ہیں ۔

طلاق مرحلہ وار ہوگی ۔مگر طلاق کی ایک صورت طلاق بدعت بھی ہے ۔یعنی تینوں طلاق کا بیک وقت دینا ۔اور طلاق کا مکمل سمجھ لینا ۔یعنی اصل طریقہ کار کو چھوڑ کر اپنی افتراع کی ہوئی اور اپنی اختیار کردہ خود ساختہ شریعت کو دانستہ ''بدعت'' پر عمل پیرا ہو جانے کو شعار بناتے ہیں ۔

آپ نے دیکھا کہ جب خود مولوی صاحب نکاح پڑھاتے ہیں تو تین دفعہ ایجاب وقبول کرواتے ہیں ۔لیکن اس تین بار ایجاب وقبول کا کرنا ۔ تین بار دھرانا ۔تکرار یا ایک سے تین الگ الگ نکاح مراد نہیں لئے جاتے اسی طرح اگر تاکیداً یا تکرار سے طلاق کی الفاظ بار بار دھرائیں جائیں ۔تو الفاظ کی تعداد جتنی طلاقیں نہیں ہو جاتی ۔ بلکہ ایک سے زائد بار تکرار تو اہمیت الفاظ کیلئے ہوتا ہے ۔نہ کہ ہر تکرار ایک

Marfat.com

علیحدہ عمل یا جداگانہ معاملہ سمجھا جائے گا۔

طلاق صرف دو (2) بار ہوگی۔

یہ بیچارے خانقانشیں اور مدرسہ کی چاردیواروں میں مقید ملاں علماء نہیں جانتے اور یہ نہیں سوچتے کہ انکے اقدام سے پھوٹنے والی خرابیوں اور فتنہ انگیزیوں کا جان بوجھ کر موجب بن جاتے ہیں۔ اور اسلام کا چہرہ ان کی خوساختہ شریعت سے مجروح اور مسخ ہوکر رہ گیا ہے۔

بدعت کے معنی ہیں وہ عمل جو بھی نبی اکرم صلعم کے بعد مذہب ہی کی حیثیت سے بروئے کار لایا جاتا ہو۔ دین میں ہرنئی چیز بدعت ہے۔ بدعت گمراہی کا رستہ دکھاتی ہے۔ اور آخرکار جہنم میں لے جاتی ہے۔ ایک ہی نشست میں بیک وقت تین طلاق کہہ دینا بدعت ہے۔

تین دفعہ طلاق دینے سے عورت حرام ہوگئی جسے حلال کرنے کیلئے "حلالہ" کا عمل وضع کرلیا گیا ہے۔ حلالہ قرآن کا لفظ نہیں بلکہ مولوی حضرات کا ایجاد کردہ ہے۔ ہمارے علماء اس حرام کو حلال کرنے کی کوشش میں حیلہ تراش اور ہیرا پھیریوں کو شریعت بنا ڈالا ہے۔ جو ان ہی علماء کی حریص اور خواہش کی تکمیل کا ذریعہ ہے۔ تراشیوں شریعت کی کتابوں میں حلالہ ان نے خود ہی یہ تاثر عام ملتا ہے۔ کہ کسی حرام شئے کو حلال بنانے کیلئے حیلہ اور مکاری کا کام دینا۔

حلالہ کی ایجاد اور ہوس پرستی علماء کی ایجاد ہے۔ جو حرام کو حلال بنانے کی مہارت رکھتے ہیں۔ حلالہ کو شرعی مسئلہ کے طور پر سمجھ کر خوش کرنا کہ ہماری شریعت میں

Marfat.com

ہر مشکل کا حل موجود ہے۔ اس طلاق کے مسئلہ سے عورت کو اس کے اصل مقام سے گرا کر ایک شیئے (چیز) بنا دیا ہے۔ اور حلالہ کے حوالے سے عورت کا جو حشر نشر ہوا ہے۔ وہ آپ سب کے سامنے ہے۔ حلالہ اسلام کے خلاف ایک سازش ہے۔ اور حیا شکن عفت شکن ہے۔ تین طلاقوں کا مرحلہ وار دینے کی بجائے بیک وقت ایک ہی مرحلہ میں دینے کا اختیار مرد کو دیکر اور شریعت کا حصہ سمجھ کر مفاہمت کے شریفانہ دروازے بند کر دیئے ہیں۔ کیونکہ اگر قرآنی طریقہ سے طلاق دی جائے اور قرآنی طریقہ سے طلاق کا شمار کیا جائے تو حلالہ کی نوبت ہی نہیں آتی۔

مروجہ حلالہ ہر لحاظ سے ناجائیز ہے۔ یہ حرام ہے۔ مترادف زنا ہے۔ اور اس طریقہ سے حرام عورت کسی طرح حلال نہیں ہوتی اسلیئے تمام عمر بدکاری حرام کاری میں گزارتی ہے۔ حلالہ نکاح کا نعم البدل نہیں ہوسکتا۔ نکاح اور حلالہ بنیادی طور پر ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ حلالہ کے فریقین زنا اور حرام کاری کے مرتکب ہوتے ہیں۔ حلالہ کا نشانہ بننے والی عورت سے جبری نکاح اور جبری طور پر رات بسر، جماع و ہمبستری کروائی جاتی ہے۔ اس حلالہ میں عورت کو سزا نہ ہوگی۔ کیونکہ جبری زنا کی صورت میں قرآن مجید فرماتا ہے۔ کہ نشانہ بننے والی عورت کی سزا نہ ہوگی۔ صرف زنا کے مرتکب افراد کو سزا ملے گی۔ حلالہ کی صورت میں وہ مرد جس کیلیئے حلالہ کروایا جا رہا ہے۔ وہ مرد جو حلالہ کا عمل کر رہا ہے۔ حلالہ کا نکاح خواہاں، گواہان وغیرہ سب سزاوار ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ زانیوں کا کھوج لگایا جا کر انکو قانون کے حوالے کیا جائے اور سزا دلوائی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے وجود میں غیرت، آبرو، عصمت، کا عنصر پیدا کر کے

Marfat.com

فرمایا کہ اس کی حفاظت کرو۔اس کی اہمیت اسقدر رکھ دی کہ اگر عصمت لٹ جائے یا پامال ہو جائے تو انسانی رشتوں کا تقدس ہی برقرار نہیں رہ سکتا۔گھروں کے گھر تباہ وبرباد ہو جاتے ہیں۔

میاں بیوی کا رشتہ جسقدر اہم ہے۔اسی قدر نازک بھی ہے۔قرآن حکیم میں ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہیں۔غیرت مند،عزت دار اور اچھے میاں بیوی ایک دوسرے کو بے لباس نہیں ہونے دیتے۔اپنے درمیاں کسی تیسرے آدمی کو نہیں آنے دیتے۔مگر ہمارے مذہبی پیشوا مذہب کی آڑ میں اپنی ضرورت اپنا فائدہ ہی مدنظر رکھتے ہیں۔ایسے ہی مذہبی علماء نے اپنے ذائقہ کی تبدیلی اپنے عیش کیلئے اپنی ہوس کی آگ مٹانے کیلئے حلالہ ایجاد کرلیا ہے۔اور شریف زادیوں کی عصمت،عفت بجھانے کو تار تار کرنے کیلئے ہر وقت پھندا لگائے بیٹھے ہوئے ہیں۔یہ مذہبی پیشوا حلالہ کو شریعت کا منشاء قرار دیتے ہیں۔لوگ بیچارے ابھی تک حلالہ کے مسئلہ کی بھول بھلیوں کو سلجھانے کیلئے اور اصل مسئلہ سمجھنے کیلئے بے تاب ہیں۔یہ ہمارا معاشرتی مسئلہ ہے۔لوگ طلاق کا لفظ منہ سے نکال کر مولوی کی چوکٹوں پر مارے مارے پھرتے ہیں۔ایسے ہی ستم رسیدہ افراد حلالہ کے نام پر مولوی کے پاس اپنا عزت آبرو لٹنے کی دل خراش،دل دوز اور کربناک داستانیں راقم کرتے ہیں۔پھر بھی لوگ اس خود ساختہ سفریت سے اندھے ہو کر آتے ہیں لڑکی لاتے ہیں۔مولوی کے ساتھ کمرے میں بند کر دیتے ہیں باہر بیٹھ کر صبح ہونے کا انتظار کرتے ہیں۔کہ ان کا عارضی داماد کب عمل حلالہ ختم کرے۔اور پھر حلالہ کے عمل سے پاک کی ہوئی لڑکی کو لیکر باعزت گھر لوٹیں۔

Marfat.com

یہ مذہبی پیشوا بتاتے ہیں۔کہ یہاں شریعت کے مطابق حلالہ ضروری ہے۔ وہاں حلالہ کے کچھ آداب اور تقاضے بھی شریعت ۔نے مقرر کیئے ہیں۔جن کا پورا کرنا بہت ضروری ہے۔سب سے اہم تقاضا حلالہ کیلئے موزوں آدمی کی تلاش ہے۔کیونکہ بچی کے مستقبل کا مسئلہ ہے۔بچی اور خاندان کی عزت وآبرو سب سے زیادہ عزیز ہے ۔انتہائی کوشش یہ ہونی چاہیے۔کہ حلالہ کا عمل بھی ہو جائے اور کانوں کان کسی کو خبر بھی نہ ہو۔حلالہ کے عمل میں پورا پورا مزہ لیکر ہمبستری کا عمل کرنا چاہیے۔

حلالہ کروانے کیلئے کسی قریبی رشتہ دار یا عزیز کا انتخاب ہرگز نہ کرنا چاہیے۔ کسی انجان شخص کو پکڑ کر حلالہ کروانا چاہیے۔حلالہ کا عمل کروانے والے کو کچھ رقم بھی دینا پڑے تو اپنے پاس سے ہی دیں ۔ وعدہ یہ لیں کہ ایک رات اس کے ساتھ گزاردو۔حلالہ کا عمل کرواور صبح انکو طلاق دیکر چلتے بنو۔خاندان سے حلالہ کروانے کی قباحت یہ ہے۔کہ جب لڑکی اور لڑکا حلالہ کا عمل کرتے ہیں۔تو ایک دفعہ لڑکی جھجک شرم وحیا کا وہ پردہ جو ایک غیر محرم مرد اور عورت کے درمیان حائل ہوتا ہے۔وہ اٹھ جاتا ہے۔اوراب وہ جونہی بھی علیحدگی دیکھتے ہیں۔حلوت کی گھڑیاں سیر آتی ہیں۔

تو آپس میں مل کر پھر حلالہ والا عمل شروع کر دیتے ہیں۔بدقباحت ہے۔کسی عزیز رشتہ دار سے حلالہ کروانے کا ۔ اور حلالہ کی سند لیکر بے حیائی اور زنا کاری کا دروازہ اپنی زندگی میں کھولتی رہتی ہے۔

اوردوسری بار طلاق کے بعد بھی اگر میاں بیوی چاہیں تو دورانِ عدت طلاق واپس لیکر ازدواجی رشتہ قائم کر سکتے ہیں۔دو بار طلاق کے بعد یعنی مرد اور عورت کی ازدواجی زندگی میں وہ مرتبہ تو ایسا ہو سکتا ہے۔کہ وہ طلاق کے بعد پھر سے قانون کے

Marfat.com

مطابق آپسمیں نکاح کر لیں۔ مگر دو بار طلاق کے بعد اگر میاں بیوی کی ازدواجی زندگی میں تیسری دفعہ طلاق کی نوبت آ جائے اور متذکرہ بالا قرآنی طریقہ سے اس مرتبہ بھی طلاق ہو جائے تو یہ تیسری طلاق ہو گی اب کی بار فریقین یہ تیسری طلاق کسی طور واپس لینے کے مجاز نہیں ہیں۔ اس تیسری دفعہ کے بعد نہ عدت کے دوران نہ عدت کے بعد میاں بیوی کا رشتہ استوار کر سکتے ہیں۔ ہاں البتہ اگر عورت کسی اور شخص سے نکاح کر لے اور اگر عورت بیوہ ہو جائے یا وہاں سے بھی قاعدہ قانون کے مطابق طلاق ہو جائے تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ عورت اپنے سابقہ خاوند سے ازسرِ نو نکاح کر لے۔ بشرطیکہ انہیں توقع ہو کہ وہ اب کی بار قانون اللہ کی حدود کی نگہداشت کر سکیں گے۔

طلاق کے متعلقہ مسائل:

1۔ بے جا عقد نکاح توڑنا قابل مواخذہ ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

5/1:

ترجمہ: اے ایمان والو۔ اپنے عہد و پیمان پورے کیا کرو۔

ایک دیگر۔۔۔ آیت نمبر 34 (17/34) میں ارشاد ہوا۔

اونوابا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔،۔

ترجمہ: تم اپنے عہد و پیماں پورے کیا کرو۔ یاد رکھو! تم سے پوچھا جائے گا۔ کہ تم نے اپنا عہد پورا کیا تھا یا نہیں۔

وضاحت: اس سے واضح ہے۔ کہ عہد شکنی قابلِ مواخذہ ۔ عقد بھی ایک عہد

Marfat.com

ہے۔جس کابلاوجہ توڑنا بھی قابل مواخذہ ہے۔

طلاق ہو جانے کے بعد عدت کا مسئلہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔طلاق کے بعد عدت شروع ہو جاتی ہے۔عدت میں عورت دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی۔مرد کے لیے عدت نہیں ہے۔البقرہ 228۔

3:- عدت کی تعریف: خاوند سے مفارقت کے طلاق بعد عورت کا ایک مخصوص مدت تک انتظار کرنا ہوتا ہے۔اس دوران عورت نکاح ثانی نہیں کر سکتی۔نہ ہی خود کو بنا سنوار سکتی ہے۔اس مدت کو عدت کہتے ہیں۔

4:- مطلقہ عورت کے لئے عدت تین ماہواری ہے۔2/228۔

5:- اور جو (شوہر) تم میں سے فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ بیویاں چار ماہ دس دن انتظار کریں۔2/234۔

6:- جس عورت کو بڑھاپے کی وجہ سے یا کمسنی کی وجہ سے ماہواری نہیں آتی اس کے لئے طلاق کی صورت میں عدت 3 ماہ ہے۔65/4

7:- حمل والی عورتوں کی میعاد عدت وضع حمل ہے۔65/4

8:- عدت کے دوران طلاق واپس لے لینے کی صورت میں تجدید نکاح کی ضرورت ہو گی یا نہیں۔اس کے لئے قرآن پاک نے دو جگہ "لمعروف" کیا ہے۔ البقرہ آیت نمبر 229۔سورۃ طلاق آیت نمبر 2۔یعنی اس طریقے کے مطابق جسے قرآنی معاشرہ کتابِ الٰہی کی روشنی میں صحیح تسلیم کرے۔ویسے ایک جگہ نکاح کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے۔البقرہ آیت نمبر 232 ایسے میں تجدید نکاح ضروری ہے۔

9:- اگر طلاق واپس لے لی گئی تو ٹھیک ہے۔ورنہ اس امر کی تصدیق کے لیے

Marfat.com

کہ طلاق واپس نہیں ہوئی تھی۔ دو گواہان کی ضرورت ہے۔ سورۃ طلاق آیت نمبر 2۔

10:- طلاق واپس لینے کی رعایت یا راضی نامہ کر لینے کی اجازت و رعایت صرف دوران عدت ہے۔ عدت گزر جانے کے بعد یہ رعایت ختم ہو جاتی ہے۔ عدت گزر جانے کے بعد نہ تو راضی نامہ فریقین ہو سکتا ہے۔ نہ ہی طلاق واپس لی جا سکتی ہے۔ چاہے ایک دفعہ طلاق ہو دوسری یا تیسری دفعہ کی طلاق۔

11:- اگر عورت کی طرف سے کاروائی شروع کر کے طلاق ہوئی ہے۔ تو عورت طلاق واپس لے سکتی ہے۔ اور اگر مرد کی طرف سے کاروائی شروع کر کے طلاق ہوئی ہے۔ تو مرد طلاق واپس لے سکتا ہے۔ البقرہ آیت نمبر 228 مگر ایسا کرنے میں یہ نیت نہیں ہونی چاہیے کہ عورت کو دوبارہ بیوی بنا کر تنگ کیا جائے۔ البقرہ آیت نمبر 229 اور سورۃ طلاق آیت نمبر 2۔

12:- عدت کے دوران عورت کے خرچہ نان ونفقہ کی ذمہ داری مرد پر ہو گی۔ سورۃ طلاق آیت نمبر 1۔

13:- جس عورت کی طلاق مقاربت سے پہلے ہو جائے اس کی کوئی عدت نہیں۔ 49/33۔

14:- طلاق کے لیے عورت اور مرد دونوں کو یکساں حق حاصل ہیں۔ سورۃ النساء آیت نمبر 128

15:- طلاق کی صورت میں اس کی اجازت نہیں کہ جو کچھ تم عورت کو دے چکے ہو اس میں سے کچھ واپس لے لو۔

16:- اگر مرد طلاق کے لئے رجوع کرے اور طلاق ہو جانے کی صورت میں

Marfat.com

عورت جس مکان میں خاوند کے ساتھ رہائش پذیر ہوگی۔ خود بخود اس مکان کی مالک قرار پا جائے گی۔ ماسوائے کہ اگر طلاق عورت کی کھلی بے حیائی کی وجہ سے ہوئی ہو۔(4/19)

17:- اگر عورت طلاق کے لئے عدالت سے رجوع کرے اور طلاق ہو جانے کی صورت میں عدالت عورت سے کچھ ہرجانہ دلا سکتی ہے۔ سورۃ البقرۃ آیت نمبر 229

18:- طلاق کے لئے کسی فریق کی ناپسندیدگی کافی وجہ ہے۔ مگر اس میں اشعیال اور جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے۔ النساء آیت نمبر 19

19:- مرد کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ معاہدہ نکاح کو تو خود نسخ کرنا چاہیے۔ مگر عورت کو تنگ کرے تاکہ نسخ نکاح کی پیش کش یا کاروائی عورت کی طرف سے ہو اور یوں وہ ہرجانہ کا مطالبہ کر سکے۔ النساء آیت نمبر 20

20:- اگر عدالت مجاز دیکھے کہ مرد نباہ نہیں کرنا چاہتا تو وہ عورت سے کچھ لئے بغیر طلاق کا فیصلہ کر دے۔ النساء آیت نمبر 20-21 (4/20-21)

21:- اگر عورت پہلے خاوند کے بارے میں اپنی مظلومیت کے متعلق کہے تو عدالت طلاق دے دے۔ 58/1

22:- اگر عورت کو اپنے خاوند کی طرف سے زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ ہو تو عدالت سے طلاق کے لئے رجوع کر سکتی ہے۔

23:- خلع کی اصطلاح قرآن پاک میں کہیں نہیں آئی۔ خلع غیر اسلامی ہے۔

24:- خاوند کا بیوی کو حق طلاق تفریق کرنا قرآن پاک میں کہیں ذکر نہ ہے۔ اسلئے یہ طریقہ خیر اسلامی ہے۔

Marfat.com

:25- حلالہ مترادف زنا ہے۔

:26- عدالت کے اختیارات اور طریقہ کار ذیلی قوانین اسلامی حکومت خود مراتب کرے گی۔

وضاحت:۔روایات کی رو سے کسی مرد نے اگر ایک یا دو بار لفظ طلاق کہہ دیا۔تو عورت پر طلاق پڑ جاتی ہے۔لیکن پھر اسے واپس بھی لیا جا سکتا ہے۔لیکن اگر یہی الفاظ تین بار کہہ دیئے جائیں تو پھر عورت اس سے جدا ہو جاتی حرام ہو جاتی ہے اور اب واپس نہیں لی جا سکتی۔تاوقتیکہ یہ عورت کسی دوسرے مرد سے نکاح پاک اور حلال ہو جانے کی نیت کر کے کم از کم ایک شب اس سے ہمبستری کرے۔اور اس مرد کو مکمل مزہ دے اسے حلالہ کہتے ہیں۔

ہمارے ہاں دین کا ہر معاملہ روایات کی بھول بھلیوں میں الجھا کر رکھ دیا جاتا ہے۔اس طرح قرآنی طریقہ طلاق اور متعلقہ امور و مسائل کو بھی ایک گورکھ دھندہ بنا کر رکھ دیا ہے۔کاش کہ مسلمان اپنے ہر معاملہ زندگی میں قرآن سے روشنی اور راہنمائی حاصل کریں۔اسلام کی بنیاد قرآن پاک پر ہے۔کسی بھی معاملے میں یا کسی بھی اختلاف و نزاع کی صورت میں فیصلہ صرف قرآن پاک سے کیا جائے گا۔دلیل و محبت اور کسوٹی صرف قران مجید ہوگا۔قرآن مجید کے خلاف جو بھی قول یا فعل کتاب شریعت میں وہ سب من گھڑت باطل اور نا قابل قبول ہیں۔اللہ تعالیٰ کے خلاف بغاوت ہے۔

Marfat.com

عورت کیسے ادنی صنف بنی

آج کے روشن خیال دور میں بھی عورت کا کردار ہمیشہ ثانوی خیال کیا جاتا ہے۔عورت کو کبھی بھی بنیادی کردار کی حامل تصور ہی نہیں کیا گیا۔ بائبل کی صورت میں عورت بہر حال مرد کے بعد اور اسکے کھلونے کی حیثیت میں پیدا کی گئی۔یعنی مرد کی تخلیق کے بعد عورت کو مرد کی پسلی سے پیدا کیا گیا۔یعنی مرد کو لگنے والے اس زخم کی ذمہ دار بھی عورت ہی ٹھہرائی جاتی ہے۔

مرد نے اپنی برتری کے اثبات نفاذ اور استقرار کے لئے ہر ممکن طریقہ استعمال کیا کنواری لڑکی اپنے باپ اور شادی شدہ خاوند کی ملکیت ہوتی تھی۔اس لئے بیشتر حصوں میں عورت کو صرف ذاتی نام کی بجائے اسے شادی سے پہلے والد اور شادی کے بعد خاوند کے نام پر بلایا جاتا ہے عورت فطری طور پر اپنی جسمانی ساخت کے باعث نقصان میں ہے۔حیض، حمل اور وضع حمل اس کی بڑی کمزوریاں ہیں۔مرد اپنی جنسی

Marfat.com

ہوس کی خاطر عورت سے ہر وقت کھیلتا رہتا ہے۔عورت حاملہ رہتی ہے بچہ پہ بچہ جنتی ہے اس عمل سے گزرتی رہتی ہے اور کسی دوسری طرف توجہ دینے کی فرصت ہی نہیں ملتی قرآن مجید میں آیا ہے۔ترجمہ:- ہم نے تمام انسانوں کو واجب الکریم بنایا۔مگر قرآن مجید میں آیا ہے کہ لڑکی کی پیدائش پر لوگوں پر افسردگی چھا جاتی جسکی قرآن پاک نے بڑی مذمت کی ہے اور ارشاد ربانی ہے 43/17-16/59-58

جب ان میں سے کس کو خبر ملتی ہے کہ اس کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی ہےتو اس کے چہرے کی رنگ سیاہ ہو جاتی ہے اور وہ غم میں ڈوب جاتا ہے۔وہ بیٹی کی پیدائش کی خبر کو اس قدر معیوب سمجھتا ہے کہ لوگوں سے منہ چھپائے پھرتا ہے اور سوچتا ہے کہ کیا بیٹی کو زندہ رکھ کر ہمیشہ کی ذلت برداشت کرے یا اسے زندہ دفن کر کے اس ذلت سے نجات حاصل کرے۔

مزید یہ کہ قدیم انسان حیض، حمل، وضع حمل کو فطری عمل سمجھنے پر تیار ہی نہ تھا۔وہ اس سارے عمل کو پراسرار سمجھتے تھے اور عورت کو نامعلوم اور خطرناک قوتوں کا مرکز توجہ اور آلہ کار سمجھا جاتا تھا۔ان کے نزدیک عورت ایک آتش فشاں کی طرح تھی جو کسی بھی لمحے پھٹ کر نقصان دے سکتا تھا۔چنانچہ مرد اپنا فرض سمجھتا تھا کہ وہ اس قوت کو محدود رکھے اور ماروائے فطرت قوتوں سے اس تعلق کو جس حد تک ہو سکے قابو میں رکھے۔یہ تو آپ نے دیکھا کہ ہر معاشرہ میں مرد چھائے نظر آتے ہیں اور یہ دنیا مردوں کی ہے۔یہاں پر قانون بھی مردوں کے بنائے ہوئے ہیں جو کہ صرف اور صرف مردوں کے مفاد کے لئے بنائے جاتے ہیں۔عورتیں اس میدان میں بالکل نظر نہیں آتیں۔اسلئے عورت اپنا دفاع پیش نہ کر سکی۔یہی وجہ ہے کہ ہر قانون عورت کے

Marfat.com

خلاف اسے محکوم اور زیر رکھنے کے لئے مرد کی کوشش ہے اسلام نے عورت کو ایک مقام دیا نکاح اور طلاق کے مسئلہ میں عورت اور مرد کو مساوی حقوق دیئے۔ کسی ایک فریق کی بالادستی ختم کردی۔ عورت کسی بھی معاشرہ کی تعمیر و تشکیل میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ وہ خاندانی نظام کی محور ہے۔ لیکن اس کے باوجود مشرق و مغرب ہر جگہ عورت بنیادی حقوق کے لئے ترس رہی ہے۔ اس لئے کہ جب اسلام ایک انقلاب دین دنیا والوں کے پاس پہنچا تو کئی ہزار برسوں سے عورت کو محض ایک کھلونا سمجھنے والے کافروں کو اسلام کی عورت نوازی پسند نہ آئی۔ مزید یہ کہ مذہبی سیاسی تعصب کی بناء پر اور پھر صلیبی جنگوں کے بعد عالم اسلام کے خلاف یہودی اور عیسائی انتہائی تیز ہو گئے وہ اسی تاک میں رہے کہ کس طرح احکامات الٰہی کے شانہ بشانہ قدیم قبائلی اور گروہی کفریہ رویئے کو بھی سماجی زندگی میں داخل کر دیا۔

ان کافروں نے مذہبی طور پر مسلمانوں کو اللہ سے جدا کرنے کیلئے اپنی مذہبی روایات مذہبی رسومات اور خود مرد کو افضل و برتر اور عظیم ثابت کرنے کیلئے جو طریقہ جو سازش کی گئی۔ اس میں عورت بیچاری پھنس کر رہ گئی۔ اور عورت اسلام کے اعلیٰ مقام سے گر کر ادنی صنف بن کر رہ گئی۔

Marfat.com

عصر حاضر میں عورت سے سلوک

عورت سے کھانے پینے کے معاملے میں امتیازی سلوک کیا جاتا۔عورت کو تعلیم علم و ہنر سے پرے رکھا جاتا۔عورت کو بے عقل۔ناسمجھ تصور کر کے اسے کوئی اہمیت ہی نہ دی جاتی اور جب عورت نسل در نسل اس ماحول میں رہی تو عورت کی ذہنی اور عقلی سطح گرتے گرتے بالکل ہی گر گئی۔

قرآن پاک نے عورت کو اس مقام سے اٹھایا اور عورت کو زندگی کے ہر گوشے میں مردوں کے برابر لا کھڑا کیا اور بتایا کہ مرد اور عورت سبھی ایک ہیں۔

البتہ بعض فطری فرائض کی بجا آوری کے لئے مردوں اور عورتوں کی بعض خصوصیات مختلف ہیں۔کسی گوشہ سے مرد کو کچھ برتری حاصل ہے تو کسی گوشہ میں عورتوں کو کچھ برتری حاصل ہے۔

عورت کی زندگی کا بیشتر حصہ اولاد کی پیدائش اور پرورش کے لئے گزر جاتا

Marfat.com

ہے۔اسلئے عورت کی ضروریات زندگی پوری کرنا مرد کے ذمہ رکھی ہے۔

دوسرے کی زندگی کی ضروریات پوری کرنیوالی یعنی قواموں ہے ورنہ عورت خود بھی کما سکتی ہے۔

مرد جو کچھ کمائیں وہ ان کا حصہ ہے۔اور عورتیں جو کچھ کمائیں وہ ان کا حصہ ہے۔

اسلام نے ہر انسان کو پیدائش کے لحاظ سے برابر کر دیا۔کسی بھی انسانی بچہ میں کوئی تفریق یا امتیاز نہ رکھا۔انسانی بچہ میں ہر دو عورت اور مرد شامل ہیں دونوں ہی یکساں قابل تکریم ہیں۔

جب مسلمانوں کی قوت زوال پذیر ہو رہی تھی تو ان اسلام دشمن قوتوں نے اپنے مزائم کی تکمیل کے لیے کام تیز سے تیز تر کر دیا ہے۔اور سابقہ قبل از اسلام کی روایات اور خرافات کو ایک نئے انداز میں بحال کرنے کی کوشش میں کامیاب ہو گئے۔

برسوں قبل حملہ آور ڈھول باجوں کے ساتھ مخالف قبائل پر حملہ آور ہوتے شکست کھانے والے قبیلہ کے بوڑھے بچے اور بیمار لوگوں کو قتل کر دیا جاتا۔جواں سال مردوں کو غلام بنا لیا جاتا اور عورتوں کو لونڈیاں بنا لیا جاتا اور دوسرے تمام مال و اسباب کو مال غنیمت کے ساتھ فتح و نصرت کے نقارے بجاتے فاتحین عورتوں کی ناک میں نکیل ڈال کر ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگا کر اور گلے میں طوق ڈال کر ہانکتے ہوئے لے جاتے ۔موجودہ دور میں بھی شادی بیاہ کے موقع پر باراتی دولہا کو گھوڑے پر بیٹھا کر ناچتے بینڈ باجہ بجاتے آتے ہیں اور روتے دھوتے والدین سے ان کی لخت جگر بیٹی کو چھین کر لے جاتے ہیں اور دلہن کے گلے میں طوق بصور کینٹھا ۔ہتھکڑیاں بصورت چوڑیاں۔نکیل بصورت نتھ کی صورت میں وہی پرانی باتوں طریقوں کو نئے انداز میں

Marfat.com

یاد تازہ کر رہے ہیں۔ آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی بیٹی کے پیدا ہوتے ہی صف ماتم بچھ جاتی ہے۔ بڑی بوڑھیاں با قاعدہ افسوس کرتی ہیں۔ والد کے دوست واحباب اس سے ہمدردی کرتے اور حوصلہ دیتے ہیں۔ جہاں تک کہ والدہ خود بھی بیٹی کی پیدائش پر افسردہ اور اشک باز خود کو شرمندہ اور خسارہ زدہ تصور کرتی ہے۔ پرورش کے معاملہ میں بھی بیٹیوں کے ساتھ تو امتیازی سلوک برتا جاتا ہے۔ ہر اچھی چیز اچھا کھانا بیٹے کو دیا جاتا ہے۔ اگر بیٹی اسی طرح بیٹے والی اشیاء یا کھانے کی ضد کرے تو اسے ڈانٹ دیا جاتا ہے۔ بیٹی کو شروع سے لیکر بیاہے جانے تک والدین پر بوجھ تصور کیا جاتا ہے۔ ہر معاملہ میں اسکے ساتھ خصوصی فرق رکھ کر اس کو احساس کمتری مین مبتلا کر دیا جاتا ہے اور جب خاوند کے پاس آتی ہے تو اور بھی مجبور بے بس نظر آتی ہے۔ مرد یعنی خاوند کو اب بھی عورت کا مالک کہا جاتا ہے اور مرنے تک عورت کے سر پر طلاق کی ننگی تلوار لٹکتی رہتی ہے۔ بچاری شادی سے لیکر موت تک اس خدشہ میں رہتی ہے کہ کہیں اس کا مالک یعنی خاوند اسے طلاق نہ دے دے۔ مزید ستم ظریفی کہ طلاق کا یہ حق بھی صرف مرد اپنے ہی پاس رکھالیا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ وہ تمام کفریہ رسم ورواج جو کہ قبل از اسلام معاشرہ میں پائے جاتے تھے۔ وہی کفریہ رسم ورواج اس عہد جدید میں بھی امت مسلمہ نے کسی نہ کسی شکل میں رکھے ہیں۔ اپنے اسلاف کا سرمایہ سمجھ کر حالانکہ، مسلمانوں کو پوری سختی کے ساتھ متنبہ کیا گیا ہے کہ اسلام کے بعد بھی جاہلیت کے طریقوں پر قائم رہنا اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدوں کو توڑنا یا انکی پابندی سے انکار کرنا یا ان کے مقابلہ میں خود اپنی مرضی سے کچھ اور قاعدے اور قانون بنالینا۔ یا اللہ کے علاوہ دوسروں کے بنائے ہوئے قوانین کو اختیار کر لینا قطعی طور پر ایمان کے منافی ہے اور یہ بری حرکت

Marfat.com

ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور نظر عنایت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ نتیجہ اس کی زندگی ایسی گمراہیوں، بدکرداریوں اور اخلاقی وتمدنی برائیوں سے لبریز ہوتی چلی جائے گی۔ جسکی سزا دینا میں بھی ذلت ورسوائی اور خواری ہے۔ آخرت میں اس پر عذاب مہین یعنی سخت عذاب ہوگا۔ عصر حاضر کا مسلمان اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدوداور قوانین کی کھلے عام بغاوت کر رہا ہے۔ بیشک طلاق کا موجودہ رواج یعنی طلاق طلاق طلاق کہہ کر عورت کی زندگی تباہ کر دینے کا اختیار مرد کو دے کر اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود اور قوانین کو توڑا جا رہا ہے۔ یہ کھلی خلاف ورزی اور بغاوت ہے۔ دیگر عوامل کے ساتھ ساتھ یہ بھی ایک وجہ ہے۔ عصر حاضر کے مسلمان کا دنیا بھر میں ذلیل خوار ہونے اور بے حال ہونے کا۔

کثرت ازدواج اور میل الی النساء:۔

سورۃ الاحزاب آیت نمبر 51-50

اے نبی۔ ہم نے تمہارے لئے حلال کیں تمہاری وہ بیبیاں جنکو تم نے ان کا حق مہر دے دیا۔ اور تمہاری وہ عورتیں جو غنیمت تمہارے ہاتھ لگا دیں اور تمہارے چچہ کی بیٹیاں اور تمہاری پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تمہارے ماموں کی بیٹیاں اور تمہاری خالاوں کی بیٹیاں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی اور وہ مومن عورتیں جو اپنے آپ کو نبی کی نذر کر دے۔ اگر نبی اسے نکاح میں لینا چاہیے یہ عام مومنوں کے لئے نہیں صرف خاص تمہارے لیے ہے۔ البتہ ہمیں معلوم ہے۔ جو ہم ان کی عورتوں اور لونڈیوں میں ان پر فرض کیا ہے۔ تاکہ تم پر کوئی تنگی نہ رہے۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ان میں

Marfat.com

سے آپ جس کو چاہیں دور رکھیں ۔(تمہیں ان حدود سے مستثنٰی کیا) اور جسے چاہیں اپنے پاس رکھیں اور ان میں سے جس کو آپ نے دور کر دیا تھا آپ پھر طلب کریں تو کوئی تنگی حرج نہیں ۔ یہ زیادہ قریب ہے کہ اس سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ افزردہ نہ ہوں ۔ جو آپ انہیں دیں گے ۔وہ سب کی سب راضی رہیں گی اور اللہ جانتا ہے جو تمہارے دلوں راضی رہیں گی دلوں میں ہے اور اللہ جاننے والا بردبار ہے۔

اس کے ساتھ ہمارے نبی! تجھ پر خاص پابندیاں بھی عائد کی جاتی ہیں جو عام مومنین پر عائد نہیں کی گئی۔

سورۃ الاحزاب آیت نمبر 51

لا یحل ....رقیبا

ان کے علاوہ اور عورتیں آپ کیلئے حلال نہیں ہیں ۔ اور نہ یہ درست ہے کہ آپ ان موجود بیبیوں کی جگہ دوسری بیبیاں کریں ۔ اگر چہ آپکو ان دوسریوں کا حسن اچھا معلوم ہو مگر جو آپ کی مملوکہ ہو اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پورا نگران ہے

وضاحت :۔ یہ آیت مبارک دراصل ان لوگوں کے اعتراف کا جواب ہے جو کہتے کہ آپ ﷺ خود فرماتے ہیں ۔ کہ اسلام نے ''ایک وقت میں ایک بیوی'' اور مخصوص حالات میں بیک وقت چار سے زائد بیویاں رکھنا ممنوع قرار دیا گیا ہے مگر خود ہی اس بنیادی اصول کی خلاف ورزی کر کے پانچویں بیوی کیسے کرلی ہے ۔ اس اعتراض کی بنیاد یہ تھی ۔ کہ حضرت زینب سے نکاح کے وقت نبی ﷺ کی چار بیویاں پہلے ہی موجد تھیں ۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں ان لوگوں کے سوال کا جواب دیا ہے کہ عام مسلمانوں کے لئے بنیادی اصول کہ مخصوص حالات میں بھی چار سے زائد کی قید کھانے والے

Marfat.com

بھی ہم ہی ہیں اور اپنے نبی کو اس قید سے مستثنیٰ کرنے والے بھی ہم خود ہیں اگر قید لگانے کے ہم مجاز ہیں۔تو آخر اس استثنا کے مجاز ہم کیوں نہیں ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں حضور کو مختلف اقسام کی عورتوں سے بھی نکاح کی اجازت فرمائی ہے

وہ عورتیں جو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ لونڈیوں میں سے آپ کی ملکیت میں آئیں۔

آپ کی چچہ زاد وغیرہ اور جو اسلام کی راہ میں ہجرت کر چکی ہیں۔حضور کو اجازت دی کہ ان رشتہ دار مہاجر خواتین سے بھی نکاح کر سکتے ہیں۔

وہ مومن عورتیں جو خود کو ہبہ (بلا مہر) کر دے۔

بیویوں کے درمیان عدل رکھنے کی قید بھی آپ ﷺ پر نہیں ہے۔

وضاحت:۔عام مسلمانوں کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ کوئی عورت خود کو اسے ہبہ کرے یا کوئی مسلمان بلا مہر نکاح کر لے۔

زیادہ نکاح کرنے کی اجازت عام مسلمانوں کے لئے نہیں ہے۔اسلامی شریعت اس معاملہ میں عیسائی اور یہودی دونوں مذہبوں سے مختلف ہے۔مقصد یہ ہے کہ ان نکاحوں کے پیچھے جو جذبات، واقعات حقائق اور ضرورت وقت کارفرما تھی ان کی وضاحت کی دی جائے۔

آپ کی زندگی کا پہلا دور 25 سال کی عمر تک کا ہے۔آپ نے 25 سال کی عمر تک شادی نہیں کی تھی۔ حالانکہ پیغمبر اسلام ایک ایسے معاشرہ میں پیدا ہوئے جسے آزاد معاشرہ کہا جا سکتا ہے۔اس معاشرہ میں کسی بھی طرح کے جنسی تعلقات پر کوئی قدغن نہ تھا۔پیغمبر اسلام کی جسمانی شکل وصورت انتہائی خوبرو اور جاذب نظر تھی۔لیکن 25 سال تک زندگی کا بہترین نمونہ پیش کرتی ہے۔ مغرب ومغرب کا کوئی معترض

Marfat.com

زندگی کے اس حصہ میں انکی طرف اشارہ کرنے کی جرات نہیں کرسکا۔ کردار کی پختگی کا یہ عالم تھا کہ 25 سال کی عمر تک ایک آزاد اور جنس پرست معاشرہ میں جنم لینے والا نوجوان عورت کی خواہش تک نہیں کرتا۔ سب اہل رائے کا اس بات پر اتفاق ہے کہ محمد ﷺ کی جوانی میں طور طریقوں کی پارسائی اور پاک بازی ایسی چیزیں ہیں جو مکہ کے لوگوں میں شاز و نادر ہی تھیں۔ آپ کی جوانی پاک صاف تھی۔ اپنے لوگوں میں محمد ﷺ بلند کردار کے مالک تھے۔ اور ان پر کوئی انگشت نمائی نہیں کی جاسکتی۔

آپ کی زندگی کا دوسرا دور 25 سے 50 سال کی عمر کا ہے۔ اب ہم دوسرے دور میں داخل ہوتے ہیں اس دور میں آپ نے پہلا نکاح حضرت خدیجہ ایک چالیس ڈھلتی جوانی والی عورت سے فرمایا جو کہ سابقہ دو تین شوہروں کی بیوی رہ چکی تھی۔ یہ دور آپکو 50 سال لے جاتا ہے۔ اس تمام مدت میں آپ اسلام کے بنیادی اصول ''ایک وقت میں ایک بیوی'' پر عمل پیرا رہے اور خوش و خرم زندگی بسر کرتے رہے۔

آپ کی زندگی کا تیسرا دوار 51 سے 54 تک کی عمر کا ہے۔

حضرت خدیجہ جیسی باوفا اور محبوب بیوی جب اللہ تعالیٰ کو پیاری ہوئیں۔ سووہ نامی ایک بوڑھی بیوہ آغاز اسلام میں مسلمان ہوچکی تھیں۔ ان کے شوہر فوت ہو چکے تھے۔ عدت پوری ہوگئی۔ تو آپ کا نکاح سووہ سے ہوگیا۔ سووہ ایک بوڑھی بیوہ ہونے کے باوجود چار سال تک نبی اکرم ﷺ کی واحد بیوی کی حیثیت سے موجود رہیں۔ ان کو عقد میں لانے سے سرفروشان اسلام کی دل جوئی بھی مقصود تھی۔ مزید اہم مقصد ایک ایماندار مسلمان بیوہ کو تحفظ فراہم کرنا تھا۔

Marfat.com

آپ کی زندگی کا چوتھا دور 55 سال سے 63 سال کی عمر کا ہے۔ جب حضرت سودہ کو شرف نکاح بخشا آپ کے نکاح میں حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی لائی گئیں علماء اکرام لکھتے ہیں کہ بوقت نکاح حضرت عائشہ کی عمر 6 سال تھی۔ اور بوقت رخصتی اور خلوت 9 سال تھی اور بوقت وصال نبی اکرام حضرت عائشہ کی عمر 18 سال تھی۔ جو انتہائی غلط اور نبی اکرم پر مہتان تراشی ہے۔ قرآن پاک کے مطابق نکاح کے لئے ضروری شرط فریقین کا بالغ اور عاقل ہونا لازم ہے اور اس بارے میں کوئی استثناء بھی نہیں ہے۔ اور یہ ناممکن ہے کہ یہ نبی کریم ﷺ قرآن مجید کی کھلی خلاف ورزی اور بغاوت کریں۔ علماء کرام اس بات کو نہ سوچتے ہیں نہ غور و فکر کرتے ہیں۔ علماء کرام کے انہی عقائد در ہرزہ سرائیوں سے ہی سلمان رشدی پیدا ہو رہے ہیں۔ دراصل حضرت عائشہ کی عمر بوقت نکاح سترہ سال بوقت رخصتی اور خلوت 20 سال اور بوقت وصال نبی کریم ﷺ حضرت عائشہ کی عمر تقریباً 29 سال تھی۔ ہمارے علماء کرام ایک کا ہندسہ کھا گئے ہیں۔

حضرت عائشہ اور حضرت صفیہؓ کے ساتھ نکاح سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے ساتھ تعلقات اور زیادہ گہرے اور مستحکم ہوئے۔ حضرت ام سلمہ کا تعلق ابوجہل اور خالد بن ولید کے خاندان سے تھا۔ حضرت اُم حبیبہ ابوسفیان کی بیٹی تھی۔ ان شادیوں سے بڑی حد تک ان خاندانوں کی دشمنی ٹوٹی جبکہ ام حبیبہ سے نکاح کے بعد تو ابوسفیان پھر کبھی حضور کے مقابلہ پر نہ آیا۔ حضرت جویریہ اور ریحانہ یہودی خاندان سے تھیں ان سے نکاح کے بعد یہودیوں کی سرگرمیاں ٹھنڈی پڑ گئیں کیونکہ اس کی روایات کے مطابق جس شخص سے کسی قبیلے کی بیٹی بیاہی جاتی تھی، وہ صرف

Marfat.com

لڑکی کے خاندان ہی کا نہیں بلکہ پورے قبیلہ کا داماد سمجھا جاتا تھا۔ اور داماد سے لڑنا بڑے عار کی بات تھی۔

معاشرے کی عملی اصلاح اور اسکی جاہلانہ رسوم کو توڑنا بھی آپ کے فرائض منصبی میں شامل تھا۔ چنانچہ ایک نکاح ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے زائد نکاح کرنے کی استثناء اور نکاح حالات واقعات اور وقت کی ضرورت کے تحت تھے۔

آپ نے درج ذیل امہات المومنین سے نکاح فرمایا۔ تفصیلات ہذا طبقات ابن سعد جلد ہشتم سے حاصل کی گئی ہیں۔

1۔ حضرت خدیجہؓ ۔ 2۔ حضرت سودہؓ ۔ 3۔ حضرت عائشہؓ ۔ 4۔ حضرت حفصہؓ ۔ 5۔ حضرت ام سلمہؓ ۔ 6۔ حضرت جویریہؓ ۔ 7۔ حضرت زینب بنت جحشؓ ۔ 8۔ حضرت زینب بنت خزیمہؓ ۔ 9۔ حضرت ریحانہؓ ۔ 10۔ حضرت ام حبیبہؓ ۔ 11۔ حضرت صفیہؓ ۔ 12۔ حضرت میمونہؓ ۔ 13۔ حضرت فاطمہ بنت ضحاک کلابیہؓ ۔ 14۔ حضرت اسماء بنت نعمانؓ ۔ 15۔ حضرت ماریہؓ ۔

ان خواتین کے علاوہ درج ذیل امہات المومنین کا نام بھی ملتا ہے۔ جن پر علماء کرام کا اتفاق رائے نہیں۔

16۔ قتیلہ بنت قیس ۔ 17۔ ملیکہ بنت کعب ۔ 18۔ بنت جندب بن ضمرۃ جندعی کنانیہ ۔ 19۔ سباو بنت صلت

یہاں پر عرض کروں کہ امہات المومنین کے ذکر کا مقصد انکا تعارف کرانا۔ ان کی ذات اطہر پر بحث درکار نہ ہے۔ بلکہ صرف مقصد یہ ہے کہ ان نکاحوں کے پیچھے جو جذبات، واقعات حقائق، اور ضرورت وقت کارفرما تھی ان کی وضاحت کردی جائے۔

Marfat.com

==

مشہور کتب ہائے جن سے استفادہ کیا گیا ہے

سیرت النبی از سلمان ندوی جلد سوم صہ 461

تفسیر ابن کثیر۔سورت الاحذاب 50

تفہیم القرآن فقہ سورت الاحذاب،سورت----

طبقاب ابن سعد جلد 8 صہ 299, 301

سیرت ابن ہشام جلد دوئم صہ 793

سیرت النبی از شبلی نعمانی جلد دوئم

عورت مغرب اور اسلام

Marfat.com

قرآنی اصولِ وراثت

Marfat.com

Marfat.com

قرآنی اصولِ وراثت

تمہید: -قرآن حکیم نے جو اصول اور قوانین وراثت کے متعلق دیئے ہیں۔وہ انتہائی آسان شفاف سیدھے سادھے مبنی بر عدل و انصاف ہیں----- مگر-----ہمارے مروجہ قانون وراثت جو اسلامی شریعت کے نام پر ہمارے علماء اور فقہی اصحاب نے اصول وراثت رائج کر رکھے ہیں وہ خلاف قرآن پاک ہیں صریحاً ظلم اور ناانصافی پر مبنی ہیں اور اتنے پیچیدہ ہیں کہ خود تیار کرنے والے حضرات بھی ان بھول بھلیوں میں پھنس کر رہ جاتے ہیں۔ تقسیم کے صحیح ہونے کا ثبوت یہ ہوتا ہے کہ مختلف حصوں کو جمع کریں تو جواب ایک آئے۔مگر ہمارے علماء اکرام اور فقہی اصحاب کے قوانین کی رو سے جو حصے بنائے جاتے ہیں ان کا جواب یعنی حاصل جواب ایک نہیں آتا۔کبھی کم اور کبھی زیادہ آجاتا ہے۔علماء اکرام اور فقہی اصحاب خود اپنے ہی مقرر کردہ حصوں کی کمی بیشی کر دیتے ہیں۔اس کمی بیشی کو فقہی زبان میں رد اور عول کہتے ہیں۔

Marfat.com

مذہبی پیشوائیت نے قرآن مجید کی موجودگی میں قرآن کریم کی نص صریح کے خلاف اپنا ایک قانون وضع کر لیا ہے۔ اس خودساختہ قانون کو شریعت اسلامی کا نام دے دیا ہے اور اپنی اس خودساختہ شریعت پر نظر ثانی کرنے کو کسی طور پر تیار نہیں ہیں۔۔۔۔ حالانکہ۔۔۔۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ قانونی وراثت جو ایک فنی سلسلہ ہے جو ہمارے علماء اکرام اور فقہی اصحابہ نے تیار کر کے نافذ کر رکھے ہیں ان مروجہ قوانین وراثت کا قرآن مجید کی روشنی میں جائزہ لیا جائے۔ قرآن مجید نے تو اپنی چند ایک مختصر سی آیات میں پورے کا پورا وراثت کا قانون اس خوبی اور جامعیت کے ساتھ بیان کر دیا ہے کہ انسان کی نگہ بصیرت قرآن مجید کے اس اعجاز پر وجد کرنے لگ جاتی ہے لیکن جب ہماری نظر ہمارے علماء اکرام اور فقہی اصحاب کے تیار کردہ وراثت کے مروجہ قانون پر پڑتی ہے تو انسان حیران پریشان ہو کر رہ جاتا ہے۔ علماء اکرام اور فقہی اصحاب کی عقل سلیم پر تعجب ہوتا ہے۔ فقہی حضرات کی شریعت سراسر قرآنی اصولوں کے متضاد اور مخالف ہے۔ قرآن مجید جنہیں وارث قرار دیتا ہے علماء اکرام اور فقہی اصحاب کی شریعت انہیں وراثت سے محروم کر دیتی ہے۔ قرآن مجید جن کے لئے کچھ حصہ مقرر کرتا ہے فقہی قانون اس کے خلاف کچھ اور ہی مقرر کر دیتا ہے۔ بلکہ بعض جگہ تو حقداران کو بالکل ہی محروم کر دیتے ہیں۔ یہ علماء اکرام اور فقہی حضرات قرآن مجید کے عالم۔ تفسیر گو خود کو کہلا کر خود ہی قرآن مجید کے نص صریح کے خلاف شریعت تیار کر کے قرآن مجید کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ اور یہ کہ علماء حضرات کسی طرح سمجھ سے کام لینے والے، غور و فکر کرنے والے ہی نہیں ہیں۔ اور اپنی خودساختہ شریعت پر ڈٹے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

فقہی حضرات کے اصولِ وراثت کا ایک اصول ہے کہ جو شخص مرنے والے کے ساتھ کسی دوسرے شخص کے واسطہ سے رشتہ رکھتا ہے۔ وہ اس کی موجودگی میں ترکہ نہیں پاسکتا جو اس سے براہ راست رشتہ رکھتا ہے۔

دوسرا اصول ہے کہ قریب کے رشتہ دار ہوتے ہوئے بعید کا رشتہ دار محروم رہتا ہے۔ اپنے ان ہی اصولوں کی بنیاد پر موٹی موٹی کتب مرتب کر کے پیچیدگیاں اسقدر پیدا کر دی ہیں کہ عام انسان کو قانونِ وراثت مروجہ قانون سمجھ میں آ ہی نہیں سکتا بلکہ خود تیار کرنے والے بھی ان خود ساختہ شریعتی قوانین کو سمجھنے سے قاصر نظر آتے ہیں۔

فقہی حضرات کا ایک اصول وراثت یہ ہے کہ جو شخص مرنے والے کے ساتھ کسی دوسرے شخص کے واسطہ سے رشتہ رکھتا ہے وہ اس کی موجودگی میں ترکہ نہیں پاسکتا جو اس سے براہ راست رشتہ رکھتا ہے۔ یعنی خالد کا رشتہ اپنے دادا حمید کے ساتھ اپنے والد نجیب کے واسطے سے ہے براہ راست نہیں۔ ٹھیک ہے لیکن نجیب تو مر چکا ہے اس لئے اب خالد اور اس کے دادا حمید کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے کیونکہ پوتے کا رشتہ تو اپنے باپ کے واسطہ سے تھا اور اب یہ واسطہ درمیان سے نکل چکا ہے۔ اس لئے دادا حمید کی وراثت کا حقدار پوتا خالد محروم ہو جاتا ہے۔ مگر اس مقام پر یہ معلوم کرنا دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا کہ ہمارے فقہا خود اپنے وضع کردہ اصول پر بھی قائم نہیں رہتے۔ وہ خالد کو اپنے دادا حمید کی وارثت سے محروم کر دیتے ہیں کیونکہ درمیانی واسطہ باپ فوت ہو کر ختم ہو چکا ہے۔ لیکن حمید کی زندگی میں خالد پوتا مر جائے تو اس پوتا خالد کی جائیداد دادا حمید کو دیتے ہیں۔ یعنی دادا تو یتیم پوتے کا براہ راست رشتہ دار ہوتا ہے

Marfat.com

لیکن وہی پوتا اپنے دادا کا براہ راست رشتہ دار نہیں۔ دوسرا اصول یعنی قریب کا رشتہ دار ہوتے ہوئے بعید کا رشتہ دار محروم رہتا ہے۔

علماء کرام اور فقہی نے لفظ اقرب کی نسبت غلطی کی اور پھر جو قواعد اس پر تیار کیے ان پر عمل کرنا ناممکن ہو گیا۔ جس کی وجہ سے کہیں خود ساختہ اصولوں اور قواعد کے خلاف خود ہی چل پڑتے ہیں اس سے میرا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ ہمارے علماء اکرام اور فقہی حضرات دیدہ دانستہ طور پر اسلام دشمنی میں ایسا کیا۔ بلکہ انسان تو خطا کا پتلا ہے۔ ہر انسان سے وضاحت اور تشریح میں غلطی کا امکان ہے۔ یہ کوئی خطرناک بات نہیں۔ اصل خطرناک یہ ذہنیت ہے جس کی رو سے یہ عقیدہ اخذ کر لیا گیا ہے کہ اسلاف نے جو کچھ کہہ دیا ہے وہ بمنزلہ من اللہ ہے اس پر کسی طور پر تنقید جائز نہیں۔ اسلاف کے فیصلہ تا قیامت من وعن رہیں اور کہ ان پر غور وفکر کرنا یا سوچنا بہت بڑا گناہ ہے۔ ہمیں اپنے اسلاف کی فکر اور فیصلوں پر آنکھیں بند کر کے چلنا چاہیے۔ اسلاف پرستی مسلم قوم کی تباہی کا باعث ہے۔

اسلام ہر عہد میں اور تا قیامت ایک جدید نظام۔ جدید ترین نظریات۔ جدید ترین اور روشن ترین خیالات پیش کرتا ہے۔ اسلام میں تنگ نظری گھسے پٹے اور دقیانوسی خیالات کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ کارخانہ قدرت ایسا ہے کہ اس کو جس زاویہ سے دیکھا جائے اور اپنی جتنی ہی استطاعت ہو اس کے مطابق غور وفکر اور تحقیق کرتے جاؤ اس سمت میں راہنمائی ملتی جائے گی۔ کلام پاک کی رہبری میں اپنی منزل تلاش کرنے میں کامیابی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن (قوانین قدرت) رسول مقبول ﷺ کی وساطت سے انسانوں کی رہبری کے لئے نازل فرمایا۔

Marfat.com

لہٰذا کوئی بھی عمل قانون راستہ اور نظریہ جو بھی قرآن پاک کی حد میں نہ ہو درست قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اور یہ قانون قدرت ہے۔ اٹل ہے۔ غیر متبدل ہے۔ اس سلسلہ میں نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ قرآن پاک اور احادیث مبارکہ کو چودہ سو سال سے زائد کا عرصہ ہو چکا ہے۔ معاشرہ کی راہنمائی کے لئے۔ مگر افسوس کہ اس سے فائدہ اٹھایا نہیں جاسکا۔ ہمارے علماء اکرام کیوں پرانی باتوں پر اڑے ہوئے ہیں صرف اس لئے کہ اسلاف اس طرح کرتے چلے آئے ہیں۔ بدلتے ہوئے حالات موجودہ حالات کے مطابق اپنے دماغ کو کام میں لا کر کوئی طریقہ راہ متعین کیوں نہیں کرتے۔ کیا ہمارے علماء اکرام صرف اپنا اُلو سیدھا کرنے کے لیے قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کو اس طریقہ سے منظر عام پر لاتے ہیں۔ جس میں ان کی اپنی ذاتی اغراض پنہاں ہوتی ہیں۔ تعمیری مقاصد کے لیے کبھی بھی جستجو نہیں کرتے۔ سائنس کی ترقی اور نت نئی ایجادات سے علماء اکرام بھرپور فائدہ کیوں نہیں اٹھاتے اور امت مسلمہ کی شناخت و قدر قائم کیوں نہیں رکھ سکتے تا حال اس میدان میں اہل باطل کی کارکردگی زوروں پر ہے اور علماء اکرام اپنی امت سمیت مفلسی، غربت میں گرتے ہی چلے جا رہے ہیں۔ مگر دین کے معاملہ میں خود سوچتے ہیں غور و فکر کرتے ہیں نہ کسی فرد کو اسکی اجازت دیتے ہیں۔

ہم تو ڈوبے ہیں ---------- تجھے بھی لے ڈوبیں گے صنم

قرآن مجید کے پارہ نمبر 27 سورۃ القمر آیت نمبر 22 میں ارشاد ربانی ہے۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ.

ترجمہ: اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے تو کوئی سوچے سمجھے۔

Marfat.com

سورۃ محمد آیت نمبر 24 میں ارشاد ہوتا ہے۔

اَفَلَایَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُھَا.

ترجمہ: بھلا یہ لوگ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل پڑ گئے ہیں۔

سورۃ سبا آیت نمبر 46 میں ارشاد رب العزت ہے۔

وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّنْظُرُ اِلَیْکَ ط اَفَاَنْتَ تَھْدِی الْعُمْمَی وَلَوْ کَانُوْا لَا یُبْصِرُوْنَ.

ترجمہ: غور کیا کرو سوچا کرو۔ عقل و تدبر سے کام لیا کرو۔ تم نے جب عقل و فکر سے کام لینا شروع کر دیا۔ ایک اور جگہ

ترجمہ: تو کیا عقل کے ایسے اندھوں کو صحیح راستہ دکھا سکے گا۔ جو عقل سے کام ہی نہ لیں۔ سورۃ یونس آیت نمبر 43

ترجمہ: خدا تو لوگوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ ہی اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔

اسی ایک مسئلہ وراثت اور وصیت کو دیکھ لیں۔ قرآن پاک کے وصیت اور وراثت کے احکامات دیکھئے مگر فقہ اور روایات نے وصیت اور وراثت کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ جس سے عجیب عجیب قسم کی الجھنیں پیدا ہو گئیں ہیں۔ اس صورت حال سے کروڑوں حقداروں اور جائز وارثوں کو اپنے آباؤ اجدادی وراثت جائیداد سے محروم ہونا پڑ رہا ہے۔ اگر یہ اسلاف پرستی نہ ہوتی تو ایک اجتہادی غلطی کو دوسرا درست کر دیتا اور مسلم قوم اس حد تک گمراہی میں نہ جاتی۔

جب ہم یہ کہتے ہیں کہ قانون اسلامی کا مدار قرآن پر ہونا چاہیے اس فیصلہ کے بعد کہ ہماری حکومت کا آئین اسلامی ہونا چاہیے۔ مگر قانون سازی کا کام ان لوگوں

Marfat.com

کے سپرد کر دیا جاتا ہے جن کا عقیدہ ہے کہ فقہ اور روایات میں جو کچھ اسلاف نے لکھ دیا ہے بمنزلہ وحی ہے اور ہر طرح کی غلطی سے پاک ہے اس پر تنقید کا حق نہیں ہے۔ ویسے لوگوں کا تیار کردہ آئین وقانون کبھی قرآنی نہیں ہو سکتا۔ اسلامی آئین و قانون شریعت صرف قرآن سے اخذ کیا جا سکتا ہے۔ جب ہم قرآن سے باہر جائیں گے تو گمراہی میں ہی جائیں گے۔

قرآن مجید وراثت کے معاملہ میں کسی بھی مرد یا عورت کو کسی حالت میں بھی محروم نہیں کرتا جن کا مرنے والا والدین یا اقربا میں ہو بلکہ قرآن مجید تو اایسے لوگوں کو بھی وراثت دلواتا ہے جو حقدار تو نہیں محض بوقت تقسیم وارثت میں حاضر ہو گئے ہوں۔ متوفی کے ورثا مرنے والے کے زندگی میں حصہ دار نہیں ہوتے۔ بلکہ مرنے کے بعد جو کچھ بھی چھوڑا گیا ہو وہ تقسیم ہو گا۔ مرنے والے کی زندگی میں ورثا کو کوئی حق حاصل نہیں ہوتا۔ مرنے والے کو اپنی زندگی میں مکمل اختیار حاصل ہے کہ اپنی جائیداد کو جس طرح چاہے استعمال میں لائے۔ ترکہ کی تقسیم مرنے والے کے وصیت (اگر کوئی ہو) کی تعمیل اور متوفی کے ذمہ قرضہ جات (اگر کوئی ہو) کی ادائیگی کے بعد ہو گی۔

قرآن پاک کے معاشی نظام نافذ ہونے کی صورت میں کسی کے پاس فاضل دولت اور جائیداد نہیں رہ سکتی۔ نہ جائیداد دین بن سکتی ہے۔ نہ زمین پر حق ملکیت رہتا ہے۔ اس طرح اگر قرآنی نظام معیشت نافذ ہو جائے تو وصیت اور وراثت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ نظام قوانین تب تک ہیں جب تک قرآنی نظام قائم اور نافذ نہیں ہو جاتا۔ البتہ اگر کسی کے پاس مال ودولت کہیں سے آجائے تو قرآنی قوانین وصیت اور وراثت کا نفاذ حسب ذیل طریقہ سے ہو گا۔

Marfat.com

تعریفات:

قرآنی قانون وراثت کو سمجھنے کے لئے چند الفاظ ذیل کے معانی اور مفہوم کو سمجھنالازمی ہے۔

والد، ولد:

وراثت کے سلسلہ میں ایک اہم نقطہ بہت ضروری ہے کہ ہمارے ہاں والد صرف باپ کو کہتے ہیں اور ولد صرف بیٹے کو، لیکن عربی زبان میں قرآن حکیم کی رو سے والد میں باپ، دادا، پردادا، اوپر تک سب شامل ہوتے ہیں۔ اس طرح ولد میں بیٹا، پوتا، پرپوتا، اور نیچے تک سب شامل ہیں۔

ترکہ یاوراثت:

قرآن پاک میں الفاظ ترکہ اور مماترک کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اس لحاظ سے ایسے مال کو جو کسی شخص کی وفات پر منقولہ اور غیر منقولہ پیچھے رہ جائے اور وہ ادا رقوم شامل ہیں جو مرنے والے کے لئے کسی دوسرے کے ذمہ ہوں۔ اس حال میں سارے مالی حقوق بھی شامل ہیں جو اگرچہ مرنے والے کی زندگی میں اس کو وصول تو نہیں ہوئے۔ لیکن وہ کسی دوسرے کے ذمے واجب الادا تھے ترکہ کہلاتا ہے۔

اقربا، اقرابین:

رتبہ کے اعتبار سے کسی کے قریب ہونا۔ تعلقداری کے اعتبار سے قریبی۔ اقرباء میں رشتہ دار اور غیر رشتہ دار جو بھی تعلقات کی بناء پر قریبی ہو اور جسے وصیت کرنے والا یا متوفی تعلقات کی بناء پر اور نفع رسانی کے لحاظ سے قریبی سمجھے اقرباء میں شامل ہیں۔

Marfat.com

یتیم:

اس کے بنیادی معانی ہیں اکیلا اور تنہا رہ جانا۔ بچے جن کے باپ مر جائیں یتیم اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اکیلا رہ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب تک بچہ جوان نہ ہو وہ یتیم کہلاتا ہے۔ لیکن جب وہ جوان ہو جائے یتیم نہیں کہتے۔ اس کے برعکس لڑکی اس وقت تک یتیمہ کہلاتی ہے جب تک اس کی شادی نہ ہو جائے۔ خواہ وہ بالغ ہی کیوں نہ ہو چکی ہو۔ ایسی عورت جس کا شوہر مر جائے۔ یتیم اس عورت کو بھی کہتے ہیں۔ جس کا خاوند نہ ہو۔ یعنی خاوند مر چکا ہو یا ویسے اس کا خاوند نہ ہو۔ یتیم کے معنی کمزور اور ضعیف ہو جانا۔ اور تھک جانا درماندہ ہو جانا بھی ہوتے ہیں۔

قرآن حکیم میں یتیم سے مراد صرف وہی نہیں جن کے باپ مر چکے ہوں اس سے مراد تمام وہ لوگ ہیں جو معاشرہ میں تنہا رہ گئے ہوں جو بے یار و مددگار ہوں۔

قرآن مجید کے مطابق فیصلے نہ کرنے والے:

ایسے اصحاب جو قرآن کے مطابق فیصلے نہیں کرتے قرآن مجید میں متعدد جگہ پر ان کے بارے میں آیا ہے۔

۱۔ اور جو لوگ اللہ کے نازل کئے ہوئے احکام کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہ کافر ہیں۔ (المائدہ۔ آیت نمبر ۴۴)

۲۔ اور جو لوگ اللہ کے نازل کئے احکام کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہ ظالم ہیں۔ (المائدہ۔ آیت نمبر ۴۵)

۳۔ اور جو لوگ اللہ کے نازل کئے احکام کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہ فاسق

Marfat.com

ہیں۔(المائدہ۔آیت نمبر۴۶)

وارثت پر وصیت کا اثر:

البقرہ180-181-182

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرَنِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ج حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ۔

ترجمہ: تم پر قانوناً فرض قرار دیا جاتا ہے کہ جب تم دیکھو کہ تمہاری موت قریب ہے اور تم اپنے پیچھے کی مال و دولت چھوڑ رہے ہو تو تم اپنے والدین اور اقرابین کے لئے قاعدے کے مطابق وصیت کر جاؤ ایسا کرنا تمام متقین کیلئے ضروری ہے۔

فَمَنْ بَدَّلَهٗ بَعْدَمَا سَمِعَهٗ فَإِنَّمَآ إِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ط إِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔

اگر کوئی شخص وصیت سننے کے بعد اس میں رد و بدل کر دے تو ایسے لوگ قانون کی نگاہ میں مجرم ہوں گے انہیں سمجھ لینا چاہیے کہ خدا سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔

اس کے بعد فرمایا:

فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ إِثْمَ عَلَيْهِ ط إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

ترجمہ: لیکن اگر کوئی شخص یہ محسوس کرے کہ وصیت کرنے والا انصاف سے کام نہیں لے رہا بلکہ کسی طرف بے جا طور پر جھک رہا ہے تو اسے چاہیے کہ وصیت کرنے

Marfat.com

والے کو سمجھائے اور متعلقہ افراد میں مصالحت کی صورت پیدا کرنے کی کوشش کرے تا کہ جن کی حق تلفی ہو رہی ہو اس سے محفوظ ہو جائیں ایسا کرنے میں کوئی حرج کی بات نہیں۔ قانون میں اس قسم کی گنجائش رکھنا مرحمت خداوندی ہے۔

لیکن ظاہر ہے کہ یہ وصرف مصالحانہ کوشش ہو گی۔ قولِ فیصل وصیت کرنے والا ہی کا ہو گا۔

بیوہ کے لئے (ترکہ میں حصے کے علاوہ) سال بھر کی کفالت کی وصیت کرنا ضروری ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ج فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ.

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ بیوہ عورتیں چھوڑ کر مر جائیں انہیں چاہیے کہ اپنی بیویوں کے متعلق وصیت کر جائیں کہ سال بھر تک انہیں گھر سے نہ نکالا جائے اور انہیں سامان زندگی دیا جائے لیکن اگر وہ از خود چلی جائیں قانون کے مطابق کچھ اور فیصلہ کر لیں تو اس سے تم پر کوئی الزام نہیں آتا۔ یاد رکھو اللہ کا قانون بڑی قوت والا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ حکمت پر مبنی ہے۔

ان آیات مبارکہ میں وصیت سے متعلق اصول ذیل بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔ جب کوئی مسلمان قریب المرگ اپنی موت کے بعد اپنی جائیداد کے متعلق فیصلہ کرے کہ اس کا اتنا حصہ فلاں فلاں کو جاوے یا فلاں فلاں پر اتنا مال خرچ کیا جاوے۔ تو یہ فیصلہ وصیت کہلاتی ہے۔

Marfat.com

۲- وصیت ہر صاحب جائیداد پر فرض ہے۔

۳- وصیت پورے ترکہ کے متعلق ہونا چاہیے۔

۴- وصیت والدین اور اقربا کے لئے ہوگی۔اس میں وارث یا غیر وارث کو کوئی تفریق نہیں ہے۔

۵- وصیت ایک مقدس امانت ہے۔وصیت کے گواہ اور امین لوگوں کا فرض ہے کہ وصیت کی حفاظت کریں اور بے کم و کاست اس کی تعمیل و نفاذ کریں۔

۶- اگر وصیت بے انصافی پر مبنی معلوم ہو تو وصیت کرنے والے کو سمجھایا جائے۔ متعلقہ افراد میں مصالحت کرادی جائے بہر حال آخری فیصلہ وصیت کرنے والے کا ہو گا۔

۷-مرنے والا اپنی بیوی یا بیویوں کے متعلق وصیت کر جائے کہ سال بھر تک انہیں گھر سے نہ نکالا جائے اور انہیں سامان زندگی دیا جائے۔

<u>وراثت کے حقوق کی بنیاد قربت داری پر ہے:</u>

سورۃ الانفال آیت نمبر 75

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْ م بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ط وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ.

ترجمہ:اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ ہو کر جہاد کیا تو وہ بھی تم ہی میں داخل ہیں۔انہیں اپنے سے الگ نہ سمجھو۔اور باقی رہے قربت دار تو وہ اللہ کے حکم میں ایک دوسرے کی میراث کے زیادہ حقدار ہیں۔پس

Marfat.com

باہمی بھائی چارگی میں ان کے حقوق فراموش نہ کر دیئے جائیں۔ بلاشبہ اللہ ہر بات کا علم رکھتا ہے۔

وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا۔ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 26

ترجمہ: قرابت دار کو اس کا حق دیتے رہنا محتاج اور مسافر کو بھی اور مال کو بے موقعہ مت اڑانا۔ بیشک بے موقعہ مال اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَاَزْوَاجُہٗٓ اُمَّھٰتُھُمْ ط وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُھُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ کِتٰبِ اللّٰہِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُھٰجِرِیْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓی اَوْلِیٰٓئِکُمْ مَّعْرُوْفًا ط کَانَ ذٰلِکَ فِی الْکِتٰبِ مَسْطُوْرًا۔ (سورۃ الاحزاب آیت نمبر 6)

ترجمہ: پیغمبر مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں اور پیغمبر کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔ اور رشتہ دار آپس میں کتاب اللہ کی رو سے عام مسلمانوں اور مہاجروں سے ایک دوسرے کے (ترکہ) کے زیادہ حقدار ہیں۔ مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے احسان کرنا چاہو یہ حکم کتاب میں لکھا یا گیا ہے۔

اسلام کی دعوت نے باہمی الفت و سازگاری کی جو روح پھونک دی تھی اس کا ایک عجیب و غریب منظر تاریخ نے آج تک محفوظ رکھا ہے۔ یہ نومسلموں کا باہمی بھائی چارہ تھا جسے عربی میں 'مواخاۃ' کہتے ہیں۔ یعنی اسلام کے رشتہ سے ایک نومسلم دوسرے نومسلم کا بھائی ہو جاتا ہے۔ اور پھر ساری باتوں میں ایک دوسرے کی شرکت وملکیت کے ویسے ہی حقدار ہو جاتے ہیں جیسے حقیقی بھائی ہوتے ہیں حتیٰ کہ ایک مر

Marfat.com

جائے تو دوسرا وارث ہو جاتا تھا۔ یہ مواخاۃ دو دفعہ ہوئی۔ ایک مرتبہ مکہ میں اور یہ صرف مہاجرین کے درمیان ہوئی تھی۔ دوسرے مدینہ میں اور یہ مہاجرین اور انصار کے درمیان ہوئی تھی۔ یہ بات نہیں بھولنی چاہیے کہ ایسے عہد و پیمان کا وفادار رہنا مسلمانوں کا سب سے پہلا فرض ہے۔ درجہ کے لحاظ سے جو مقام دو جماعتوں کا ہے دوسروں کا نہیں ہوسکتا۔ یعنی مکہ کے ان مہاجرین جنہوں نے حق کی خاطر اپنا گھر بار چھوڑا، جان و مال سے جہاد کیا اس کے بعد فرمایا کہ آئندہ جو لوگ ایمان لائیں ہجرت اور جہاد کریں تو گویا یہ پہلی دو جماعتوں سے پیچھے آئے ان کو بھی اسی طرح مواخاۃ واشتراک کے مستحق سمجھا جائے۔

اس کے بعد وراثت کا معاملہ صاف کر دیا۔ مسلمانوں میں اسلامی بھائی چارگی کا ایسا ولولہ پیدا ہو گیا تھا کہ خون کے عزیزوں سے کہیں زیادہ رشتہ حق کے ان عزیزوں کو اپنا سمجھنے لگے تھے حتیٰ کہ اگر ایک مر جاتا تو رشتہ مواخاۃ کا بھائی اس کا وارث سمجھا جاتا۔ انہوں نے اپنے سارے خونی رشتے بھلا دیئے۔ صرف ایک ہی لگن حق کا رشتہ باقی رہ گئی تھی۔ لیکن یہاں فرمایا کہ جو قرابت دار ہیں وہ اللہ کے ٹھہرائے ہوئے ہیں اور صلہ رحمی کا رشتہ کسی حال میں نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

وراثت میں قرابت داروں کا حق:

ارشاد ربانی ہے۔

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ط نَصِيبًا مَّفْرُوْضًا.

Marfat.com

ترجمہ: مردوں کو ملے گا۔اس میں سے جو والدین اور اقربا نے چھوڑا ہے اور عورتوں کو حصہ ملے گا۔اس میں سے جو والدین اور اقربا نے چھوڑا ہے خواہ ترکہ تھوڑا ہو بہت اس میں ہر ایک کا حصہ مقرر ہے۔

مفہوم: اس آیت مبارکہ کو میراث کے قانون میں بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ اس آیت میں بڑا واضح اور نازک اصول بیان کیا گیا ہے۔قرآن مجید نے یہ کہا ہے کہ مردوں اور عورتوں کو حصہ ملے گا جو ان کے مردوں اور عورتوں کے والدین اور اقربا نے چھوڑا ہے یہ نہیں کہا کہ میت کے اقربین کو حصہ ملے گا۔ یہ فرق بڑا نازک ہے اس لئے وضاحت سے سمجھنے کی ضرورت ہے۔قرآن مجید نے کہا ہے کہ تمہارے والدین اور اقربا جو مال چھوڑ کر مریں۔اس کی تقسیم مقرر حصص کے مطابق ہوگی۔یعنی قرآن مجید کے مطابق صرف دیکھنا یہ ہے کہ مرنے والا کس کس کا والدین یا اقربا تھا۔یہ نہیں دیکھنا مرنے والے کے قریبی کون کون ہیں۔

اقرب کا مطلب یہ ہے کہ میت کس کس کے قریب تھی۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ زندہ رشتہ داروں میں جو میت کا سب سے قریبی ہو اسے حصہ ملے گا جو اس سے دور کا رشتہ دار ہو اسے حصہ نہیں ملے گا۔ بلکہ ہر کسی کو حصہ ملے گا جس کا بھی مرنے والا اقرب ہوگا۔علماء اکرام اور فقہی نے اقرب کا استعمال روشہ زندہ رشتہ داروں کے لئے کہا ہے جس سے بہت سی غلطیوں میں پڑ گئے۔اس بنیادی فرق کو نظر انداز کر دینے سے یہ اصول اپنا لیا گیا کہ میت کا قریبی رشتہ دار اور اپنوں سے دور کے رشتہ دار کو محروم کر دیتا ہے۔اس خود ساختہ اصول کی بناء پر ہی یتیم پوتا کو بھی دادا کے ترکہ سے محروم کر دیا گیا ہے۔قرآن مجید کے بیان کردہ اصول کے مطابق تو صرف یہ تعین کرنا ہے کہ

Marfat.com

میت کس کس کی اقرب تھی۔ اگر فقہی اصول کے مطابق میت کے نزدیک یا دور کے رشتہ داروں کو دیکھنا ہوتا تو آیت مبارکہ میں والدین اور اقربا دو الگ الگ الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ایسا کیوں ہے کہ جب والدین خود اقربا میں شامل ہیں تو انکا الگ الگ ذکر کیوں کیا گیا ہے۔

قرآنی وراثت میں عورت بھی حقدار ہے:

۱- اسلام سے قبل یہ عقیدہ تھا کہ جائیداد صرف لڑکوں کا حصہ ہے۔ لڑکیوں کا کوئی حصہ ترکہ میں نہ ہے۔ اسلام نے اس گمراہی کا ازالہ کیا ہے اور اصول قائم کر دیا ہے میراث صرف مردوں کا حصہ نہیں عورتیں بھی حقدار ہیں۔ ترکہ میں مرد اور عورت ہر دو حقدار ہیں۔

۲- میراث تقسیم ہونا چاہیے۔ چاہے وہ کتنی ہی کم ہو یا بہت زیادہ ہو۔

۳- تقسیم پورے ترکہ کی ہوگی۔

۴- وراثت کا قانون ہر قسم کے مال پر حاوی ہے۔ خواہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ۔ زرعی یا صنعتی یا کسی بھی نوع کی ہو۔

۵- میراث کا حق اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کوئی مال چھوڑ کر مر جائے۔

۶- میراث کی تقسیم میت کا والدین یا قریب دار ہونے کے اصول پر ہوگی۔

جب والدین خود اقربا میں شامل ہیں تو ان کا الگ سے ذکر کیوں کیا گیا ہے۔

آیت میں والدین اور اقربا علیحدہ علیحدہ الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اس لئے وراثت کا دارومدار قربت پر ہے۔ یعنی میت کے ترکہ میں اس کو حصہ ملے گا جس کا متوفی

Marfat.com

والدین یا اقرب ہوگا۔ قرآن نے یہ کہا ہے کہ والدین اور اقربا جو چھوڑیں اس میں مردوں اور عورتوں کو حصہ ملے گا۔ یہ نہیں کہا کہ میت جس اقرب کی ہوگی۔ یہ نہیں کہا کہ میت کے اقربین کو ملے گا۔ قرآن پاک نے کہا ہے کہ تمہارے والدین اقرب جو چھوڑ مریں اس کی تقسیم یوں کی یہ فرق بڑا نازک ہے۔ یعنی یہ مسئلہ متعلقہ میت ہے کے میت کس کس کی والدین تھی اور میت کس کس کی اقرب۔ اس کو نظر انداز کر دینے سے یہ اصول بنا لیا گیا کہ میت کا قریبی رشتہ دار اپنے سے دور کے رشتہ دار کو محروم کر دیتا ہے۔ حالانکہ دیکھنا صرف یہ ہے کہ مرنے والا اپنے زندہ رشتہ داروں میں سے کس کس کا اقرب ہے۔

اقرب کے معنی رتبہ کے لحاظ سے کسی کے قریب ہونا۔ تعلق داری کے اعتبار سے قریبی۔ اقربا میں رشتہ دار اور غیر رشتہ دار جو بھی تعلقات کی بناء پر قریبی ہو سکتے ہیں اور جسے وصیت کرنے والا یا مرنے والا تعلقات کی بناء پر قریبی سمجھے مرنے والا اس کا اقرب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اقرب کی وضاحت خود ہی واضح الفاظ میں سورۃ النساء آیت نمبر 11 میں کر دی ہے کونسا رشتہ نفع رسانی کے لحاظ سے تم سے قریب تر ہے اس طرح علمائے کرام اور فقہی حضرات کے اصول قریب کا رشتہ دار بعید کے رشتہ دار کو محروم کر دیتا ہے۔ قرآن مجید کے خلاف ہے۔ علمائے کرام اور فقہی حضرات نے لفظ اقرب کی نسبت غلطی کی اور پھر جو قواعد خود تیار کیے ان پر عمل کرنا ناممکن ہوگیا اسی وجہ سے کہیں تو خودساختہ قواعد کے خلاف چل نکلے اور کہیں قرآن کے خلاف بھی۔۔۔۔

میں یہ ہرگز نہیں کہتا کہ ہمارے علمائے کرام اور فقہ کرام نے دانستہ طور پر اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے ایسا کیا ہر انسان سے تشریح اور سمجھ میں غلطی کا امکان

Marfat.com

ہے اس لئے قصور ان کا بھی نہیں۔ اصل میں قصور تو اس ذہنیت کا ہے جس کی وجہ سے عقیدہ اسلاف کی اندھی تقلید کا اپنالیا گیا ہے

وراثت کی دینی اہمیت:

تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ.........ولہ عذاب مھین (سورۃ النساء آیت نمبر 13-14)

ترجمہ: (تمام احکام وراثت) خدا کی حدیں ہیں اور جو شخص اللہ اور اس کے پیغمبر کی فرمانبرداری کرے گا خدا اس کو بہشتوں میں داخل کرے گا۔ جن میں نہریں بہہ رہی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

آیت نمبر 14 ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا۔ اور اس کے حدوں سے نکل جائے گا۔ اس کو دوزخ میں ڈالے گا۔ جہاں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اور اس کی ذلت کا عذاب ہوگا۔ (سورۃ النساء آیت نمبر 14)

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا.................. وَفِسَادٌ کَبِیْرٌ.

سورۃ الانفال آیت نمبر 73 ترجمہ: اور دیکھو جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے وہ بھی (راہ کفر میں) ایک دوسرے کے کارساز اور رفیق ہیں۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے۔ (یعنی باہمی ولایت اور بھائی چارگی کا جو حکم دیا گیا ہے حد وفاءِ عہد اور امامت مسلمین کو جو تلقین کی گئی ہے اس پر کاربند نہیں رہو گے) تو ملک میں فتنہ پیدا ہو جائے گا۔ اور بڑی ہی خرابی پھیلے گی۔

وضاحت:

Marfat.com

یہ آیت بڑی خوفناک ہے۔ اس آیت میں ان لوگوں کو ہمیشگی کے عذاب کی دھمکی دی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے قانونِ وراثت کو تبدیل کریں یا ان دوسری قانونی حدوں کو توڑیں جو خدا نے اپنی کتاب میں واضح طور پر مقرر کر دیا ہیں لیکن سخت افسوس ہے کہ اس قدر سخت وعید کے ہوتے ہوئے بھی مسلمانوں نے بالکل یہودیوں کی سی جسارت کے ساتھ خدا کے قانون کو بدلا اور اس کی حدوں کو توڑا۔ اس قانون وراثت کے معاملہ میں جو نافرمانیاں کی گئی ہیں۔ وہ خدا کے خلاف کھلی بغاوت کی حد تک پہنچتی ہیں۔ کہیں عورتوں کو میراب سے مستقل طور پر محروم کیا گیا۔ کہیں صرف بڑے بیٹے کو میراث کا حقدار ٹھہرایا گیا کہیں سرے سے تقسیم میراث کو چھوڑ کر ''مشترک خاندانی جائیداد'' کا طریقہ اختیار کیا گیا۔ اور اب ان پرانی بغاوتوں کے ساتھ تازہ ترین بغاوت یہ ہے کہ بعض مسلمان ریاستیں اہل مغرب کی تقلید میں وفات ٹیکس اپنے ہاں رائج کر رہی ہیں جس کے معنی یہ ہیں کہ میت کے وارثوں میں ایک وراثت حکومت بھی ہے۔ جس کا حصہ رکھنا اللہ تعالیٰ بھول گئے تھے۔ حالانکہ قرآنی اُصول پر اگر مرنے والا اپنی وصیت میں حکومت کے لئے کوئی حصہ مقرر کر جائے صرف تب حصہ دار ہو سکتی ہے۔

<u>اولاد اور والدین کے حصوں کا ذکر:</u>

يُوْصِيْكُمُ .... كَانَ عَلِيْماً حَكِيْماً.

(سورۃ النساء آیت نمبر 11)

اس آیت مبارکہ میں لڑکی یا لڑکا بیٹی یا بیٹا کا لفظ استعمال نہیں ہوا بلکہ الذکر اور الانثیٰ کے الفاظ ہیں۔ یعنی نر اور مادہ کہا گیا ہے اس سے یہ اصول بیان کیا گیا ہے

Marfat.com

ہے کہ جہاں اللہ نے وراثت میں جب بھی ورثاء میں عورت اور مرد شامل ہوں تو یہی اصول کارفرما رہے گا۔ یعنی عورت کے مقابلہ میں مرد دوگنا حصہ لے گا۔

۱- لڑکے کے لئے دو لڑکیوں کے برابر حصہ ہے۔

۲- اگر لڑکیاں زیادہ ہوں تو ان کے لئے ترکہ ۲/۳ حصہ ہے اور اگر ایک ہی لڑکی ہے تو نصف

۳- اور متوفی کے ماں باپ میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ (۱/۶) بشرطیکہ متوفی کی اولاد بھی ہو۔ لیکن اگر اس کی اولاد نہ ہو اور صرف ماں باپ اس کے ورثا ہوں تو اس کی ماں کا حصہ تیسرا (۱/۳) اور باپ کا (۲/۳) اور اگر اس کے بھائی بھی ہوں تو ماں کا حصہ چھٹا (۱/۶) یاد رکھو کہ یہ تقسیم متوفی کی وصیت پوری کر دینے اور قرضہ چکا دینے کے بعد ہوگی۔ یعنی ترکہ میں سب سے پہلے متوفی کا قرضہ ادا کرو پھر وصیت دیکھو۔ اگر وصیت پورے مال پر حاوی نہ ہو یا وصیت کر ہی نہ سکا ہو تو اس صورت میں تقسیم مندرجہ بالا حصوں کے مطابق کرو۔ اس لئے کہ تم نہیں جانتے کہ کونسا رشتہ نفع رسائی کے لحاظ سے تم سے قریب تر ہے اس لئے یہ حصے اللہ نے خود مقرر کر دیئے ہیں کیونکہ اس کا ہر فیصلہ علم اور حمت پر مبنی ہوتا ہے۔

<u>عقدی رشتوں کے حصہ جات کا ذکر:</u>

وَلَكُمْ نِصْفُ .... بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ط (سورۃ النساء آیت نمبر 12)

۱- جو کچھ تمہاری بیویاں چھوڑ مریں اس میں سے تمہارا حصہ نصف (۱/۲) بشرطیکہ ان کی اولاد نہ ہو لیکن اگر ان کی اولاد ہو تو پھر ان کے ترکہ میں سے تمہارا حصہ

Marfat.com

چوتھا (۱/۴) ہے یہ تقسیم اس وصیت کے پورا کرنے کے بعد ہوگی جو انہوں نے کی ہو یا ان کے قرضہ کی ادائیگی کے بعد۔

۲۔ ترکہ میں تمہاری بیویوں کا چوتھا حصہ (۱/۴) ہے اگر تمہاری اولاد نہ ہو۔ اور اگر تمہاری اولاد ہو تو تمہاری بیویوں کا آٹھواں (۱/۸) ہے۔ تمہاری وصیت پوری کرنے یا قرضہ ادا کرنے کے بعد۔ لہٰذا قاعدہ یہ ٹھہرا کہ پہلے قرضہ اور وصیت کو دیکھ لیا جائے۔ اس کے بعد اگر کچھ بچے تو پہلے عقدی رشتوں (میاں بیوی) کے حصوں کی تقسیم کر دی جائے۔

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ .... شَيْءٍ شَهِيدًا. (سورت النساء آیت نمبر 33)

ترجمہ: اور جو مال ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ مریں تو (حق داروں میں تقسیم کر دو کہ) ہم نے ہر ایک کے حقدار مقرر کر دیئے ہیں اور جن لوگوں سے تم عہد کر چکے ہو ان کو بھی ان کا حصہ دو۔ بے شک خدا ہر چیز کے سامنے ہے۔

تیسرا قانون یہ ہے کہ متوفی لا اولاد ہو اور اس کے بھائی بہن بھی ہوں اور ماں باپ بھی اگر ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو دونوں میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ (۱/۶) اور اگر بھائی بہنوں کی تعداد ایک سے زیادہ ہو تو وہ سب ایک تہائی (۱/۳) میں شریک ہوں گے۔ کلالہ سے مقصود ایسا مرد یا ایسی عورت ہے جس کا نہ تو باپ ہو نہ اوپر کا رشتہ ہے نہ بیٹا ہو کہ نیچے کا رشتہ ہے ایسی میت کے وارثوں کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔

۱۔ سگے بھائی بہن ہوں۔

۲۔ <u>علاتی بھائی بہن ہوں</u>۔ یعنی باپ ایک لیکن مائیں مختلف ہوں۔

Marfat.com

۳- رضائی بھائی بہن ہوں۔ یعنی ماں ایک ہو۔ باپ مختلف ہوں۔ یہاں تیسری صورت کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ پہلی اور دوسری صورت کا حکم آیت نمبر ۱۷۶ میں آئے گا۔ اور اگر وہ مرد یا عورت بے اولاد بھی ہو اور اس کے ماں باپ بھی زندہ نہ ہوں۔ مگر اس کا ایک بھائی یا بہن موجود ہوں تو بھائی اور بہن ہر ایک کو چھٹا حصہ (۱/۶) ملے گا اور بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں تو کل ترکہ سے ۱/۳ حصہ میں وہ سب شریک ہوں گے۔

کلالہ کی میراث کا حکم:

(سورۃ النساء آیت نمبر ۱۷۶)

یَسۡتَفۡتُوۡنَکَ ط قُلِ .... شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ.

ترجمہ: (اے پیغمبر) لوگ تم سے (کلالہ کے بارے میں) حکم (خدا) دریافت کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ خدا کلالہ کے بارے میں یہ حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی ایسا مرد مر جائے جس کے اولاد نہ ہو (اور نہ ماں باپ) اور اس ایک بہن ہو تو اسے اس میں سے آدھا حصہ ملے گا اور اگر بہن مر جائے اور اس کے اولاد نہ ہو تو اس کے تمام مال کا وارث بھائی ہو گا۔ اور اگر (مرنے والا بھائی کی) دو بہنیں ہوں تو دونوں کو بھائی کے ترکے میں سے دو تہائی اور اگر کئی بھائی اور بہن یعنی دونوں مرد اور عورتیں ملے جلے وارث ہوں تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہے۔ (یہ احکام) خدا تم سے اس لئے بیان فرماتا ہے کہ بھٹکتے نہ پھرو اور خدا ہر چیز سے واقف ہے۔ (سورۃ النساء آیت نمبر 176)

اس سورۃ کے شروع میں وراثت کے قوانین بیان کئے گئے تھے جن میں کلالہ

Marfat.com

یعنی لاولد کا ذکر بھی آیا تھا وہاں اس لاولد مرنے والے کا ذکر تھا جس کے ماں باپ اور بہن بھائی موجود ہوں۔

اس ضمن میں یہ لوگ تم سے کچھ مزید دریافت کرتے ہیں کہو کہ اس کے متعلق تمہیں خدا خود بتاتا ہے۔ اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کی نہ اولاد ہو نہ ماں باپ تو اس کے ترکہ کی تقسیم یوں ہوگی۔

۱۔ اگر متوفی مرد ہو اور اس کی صرف ایک بہن ہو تو ترکہ میں اس کا حصہ نصف ہوگا۔

۲۔ اگر متوفیہ عورت ہو تو اس کے ترکہ کا وارث اس کا بھائی ہوگا۔

۳۔ اگر متوفیہ عورت کی دو بہنیں ہوں تو ان کے لئے ترکہ کا دو تہائی (۲/۳) حصہ ہوگا۔ دو یا دو سے زیادہ بہنوں کے لئے بھی یہی اصول ہوگا۔

۴۔ اور اگر بھائی بہن ملے جلے ہوں تو "ایک مرد کے لئے دو عورتوں کے برابر کے حصہ کا اصول کارفرما ہوگا"۔ یہ تقسیم قرضہ کی ادائیگی اور وصیت پوری کرنے کے بعد ہوگی۔ (۴/۱۲)

اللہ تمہیں یہ احکام کھول کھول کر بتاتا ہے تاکہ تم غلطی میں نہ پڑو اور اللہ ہر بات کا صحیح صحیح علم رکھتا ہے اس لئے اس کے احکام وقوانین علم وحکمت پر مبنی ہوتے ہیں۔

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰى .... حُوْبًا كَبِيْرًا. (سورت النساء آیت نمبر 2)

ترجمہ: اور یتیموں کا مال (جو تمہاری تحویل میں ہو) ان کے حوالے کر دو ان کے پاکیزہ (اور عمدہ) مال کو (اپنے ناقص اور) برے مال سے نہ بدلو۔ اور نہ ان کا مال اپنے مال میں ملا کر کھاؤ۔ کہ یہ بڑا سخت گناہ ہے۔

Marfat.com

رحمی رشتہ دار:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا............ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ.

(سورت انفال آیت نمبر 72)

جولوگ ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور خدا کی راہ میں اپنے مال و جان سے لڑے۔ وہ اور جنہوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور ان کی مدد کی وہ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ اور جو لوگ ایمان تو لائے لیکن ہجرت نہیں کی تو جب تک وہ ہجرت نہ کریں تم کو ان کی رفاقت سے کوئی سروکار نہیں اور اگر وہ تم سے دین (کے معاملات) میں مدد طلب کریں تو تم کو مدد کرنی لازم ہے۔ مگر ان لوگوں کے مقابلے میں کہ تم میں اور ان میں (صلح کا) عہد ہو (مدد نہیں کرنی چاہیے) اور خدا تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے۔ (سورۃ الانفال آیت نمبر 72)

وراثت میں حقداروں کے علاوہ کنبہ کے لوگ یتیم اور مسکین کا حق:

وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَۃَ اُولُوا الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنُ فَارْزُقُوْھُمْ مِّنْہُ وَقُوْلُوْا لَھُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا.

ترجمہ: اور جب میراث کی تقسیم کے وقت (غیر وارث) رشتہ دار اور یتیم اور محتاج آ جائیں تو ان کو بھی اس میں سے کچھ دے دیا کرو اور شیریں کلامی سے پیش آیا کرو۔ (سورۃ النساء آیت نمبر 8)

ترکہ کی تقسیم، قانون اور قاعدے کے مطابق ہو گی جس کی رو سے خطاب تو میت کے وارثوں سے ہے اور انہیں ہدایت فرمائی جا رہی ہے۔ کہ میراث کی تقسیم

Marfat.com

کے موقع پر جو دور و نزدیک کے رشتہ دار اور کنبہ کے غریب مسکین لوگ اور یتیم آ جائیں ان کے ساتھ تنگ دلی نہ برتو۔ میراث میں بے شک از روئے قانون ان کا حصہ ان کا حصہ نہیں ہے۔ تو نہ سہی وسعت قلب سے کام لیکر ان کو بھی کچھ نہ کچھ دیدیا کرو۔ اور ان کے ساتھ دل شکن باتیں نہ کرو۔

وارث کی تقسیم صحیح قاعدہ کے مطابق ہونا چاہیے:

ولیغش ....شدیدًا 4/9

ترکہ کی تقسیم صحیح قاعدے کے مطابق کرنی چاہیے اور اس بات کو ہمیشہ خیال رکھنا چاہیے کہ اگر تم بھی اپنے پیچھے ناتواں اولاد چھوڑ جاؤ تو تم کبھی نہیں چاہو گے کہ ان سے بے انصافی ہو۔ لہٰذا تم قانون خداوندی کی نگہداشت کرو اور ان معاملات میں ایسی بات کرو جو بالکل صاف اور سیدھی اور محکم ہو۔

عہد و پیمان والوں کا حصہ:

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَامَوَالِيَ مِمَّاتَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ط وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ شَيْءٍ شَهِيْدًا. (سورت النساء آیت نمبر 33)

ترجمہ: جو کچھ کسی کے والدین یا اقربا چھوڑ جائیں ہم نے اس کے حصے مقرر کر دیئے ہیں۔ یہ حصے صرف نسبی رشتوں تک محدود نہیں، عقدی رشتے بھی ان میں شامل ہیں۔ انہیں بھی ان کے حصے دے دیا کرو۔ اسے اچھی طرح یاد رکھو کہ اللہ کی نگاہ ہر بات پر ہے۔

Marfat.com

''عقدت ایمانکم'' جن کیساتھ تمہارے معائدے ہیں۔ میں ایک تو میاں بیوی آتے ہیں کیونکہ ان کا باہمی رشتہ عقدی ہوتا ہے نسبتی نہیں ہوتا اور دوسرے وہ لوگ جنہیں کچھ دینے کے لئے معاہدہ کیا گیا ہو۔ ظاہر ہے کہ معاہدہ وصیت کی رو سے ہو گا۔ اور ہم نے ہر اس ترکہ کے حصہ دار مقرر کر دیئے ہیں جو والدین اور قرابت دار چھوڑیں۔ اب رہے وہ لوگ جن سے تمہارے عہدو پیمان ہوں تو ان کا حصہ انہیں دو۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر نگران ہے۔

''عقدت ایمانکم'' جن کے ساتھ تمہارے معاہدے ہوں۔

یتیموں کے متعلق احکامات:

وَاٰتُوا الْیَتٰمٰی .... حُوْبًا کَبِیْرًا. (سورۃ النساء آیت نمبر 2)

ترجمہ: اور یتیموں کا مال (جو تمہاری تحویل میں ہو) ان کے حوالے کردو اور ان کے پاکیزہ (اور عمدہ) مال کو (اپنے ناقص اور) برے مال سے نہ بدلو۔ اور نہ ان کا مال اپنے مال میں ملا کر کھاؤ۔ کہ یہ بڑا سخت گنا ہے۔

اس آیت مبارکہ کی رو سے اپنے بچوں اور یتیموں میں فرق کو ختم کر دیا گیا ہے اور بتایا ہے کہ تمہارے بچوں اور یتیموں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ان کے حقوق اور مفاد کی نگہداشت بھی اسی طرح کرو جس طرح تم اپنی اولاد کے مفاد اور حقوق کی نگہداشت کرتے ہو۔ ان کا مال بڑی احتیاط سے سنبھال کر رکھو ان کے مال میں خورد برد کرنا بڑی ناانصافی ہے۔ جو بیمار معاشرے میں تنہا رہ جائے اس کی مدد کرنی چاہیے۔ نہ کہ الٹا اس کی حق تلفی کر کے معاشرہ میں ذلیل وخوار کرنے کے لئے اکیلا چھوڑ دیا جائے۔

Marfat.com

قرآن مجید نے وراثت کا ذکر کرنے میں سب سے پہلا اصول جو بیان فرمایا ہے کہ یتیموں کے حصہ کا خیال رکھا جاوے۔ یہ نہ ہو کہ ان کا حصہ دیا ہی نہ جائے۔ یعنی یتیم اس طرح حصہ دار وارث ہوں گے جس طرح کہ اپنی اولاد مثلاً اگر مرنے والا دادا ہے اس کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں دو بہنیں تھیں۔ مگر مرنے والے کی وفات سے قبل ایک بیٹا ایک بیٹی اور ایک بہن بھی فوت ہو چکے تھے جن کے بچے ہیں۔ اس آیت مبارکہ کی رو سے اب وارث یتیم ہو گئے ہیں۔ ایک وہ جو دادا کی اپنی اولاد ہے اور دوسرے وہ جو مرنے والے کے بیٹے، بیٹی یا بہن کی اولاد ہے اس آیت مبارکہ کی رو سے ان پر ہر دو قسم کے ورثا میں کوئی فرق نہیں۔ یتیم بھی حقدار ترکہ ہیں۔ کیونکہ ایک تو ان کا باپ یا ماں فوت ہو گئی۔ معاشرے میں اکیلے رہ گئے دوسرے یہ کہ آپ نے ان کا حصہ خورد برد کر لیا قرآن مجید نے اس گمراہی کو ختم کر دیا ہے۔

ظلم اور ناانصافی سے یتیموں کا مال کھانے والوں کا حشر:

سورت النساء ۱۰/۴ یاد رکھو جو لوگ ظلم اور ناانصافی سے یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں درحقیقت وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں اور وہ ضرور جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونکے جائیں گے۔

یتیم پوتے کی وراثت:

رائج الوقت قانون وراثت کی بنیاد فقہ حنفی پر ہے۔ یتیم کو بیٹے کی موجودگی میں کوئی حصہ نہیں ملتا۔ اور وہ ترکہ سے محروم رہ جاتا ہے۔ فقہ حنفی کے اس فیصلہ کی بنیاد قرآن مجید اور احادیث شریف میں تو کہیں نظر نہیں آتی۔ بہر حال یہی اصول ہے کہ جو

Marfat.com

شخص مرنے والے کے ساتھ کسی دوسرے شخص کے واسطہ سے رشتہ رکھتا ہے اور کہ نزدیک کا رشتہ دار دور کے رشتہ دار کو محروم کر دیتا ہے۔

مثال: حمید کے تین بیٹے تھے۔ نصیب، حبیب، نقیب، بڑا بیٹا نصیب کی زندگی میں اسکا بیٹا خالد کا رشتہ دادا حمید کے ساتھ اپنے والد نصیب کے واسطے سے ہے براہ راست نہیں ہے لیکن نصیب تو مر چکا ہے۔ اس کیلئے اب خالد اور اس کے دادا حمید کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے کیونکہ پوتے کا رشتہ اپنے باپ کے واسطہ سے تھا اور اب یہ واسطہ درمیان سے نکل چکا ہے اس لئے دادا حمید کی وراثت سے پوتا خالد محروم ہو جاتا ہے اور تمام تر وراثت کا حصہ دار دوسرے لڑکے حبیب اور نقیب لیں گے۔ کیونکہ میت کے حصہ دار دوسرے لڑکے حبیب اور نقیب ہیں اور قریب ہیں جب کہ پوتا بہ نسبت بیٹوں کے بعید ہے اس لئے یتیم پوتا کو حصہ نہیں مل سکتا ہے۔

مگر اس مقام پر یہ معلوم کر کے آپ حیران رہ جائیں گے کہ ہمارے فقہی حضرات خود ہی اپنی خود ساختہ شریعت پر بھی قائم نہیں رہتے۔ فقہی حضرات خالد پوتا کو تو دادا حمید کی وراثت سے محروم کر دیتے ہیں کیونکہ درمیانی رشتہ باپ فوت ہو کر ختم ہو چکا ہے۔ لیکن حمید دادا کی زندگی میں خالد پوتا فوت ہو جائے تو پوتا خالد کی جائیداد دادا حمید کو دیتے ہیں۔ دادا تو یتیم پوتے کا براہ راست رشتہ دار ہوتا ہے لیکن وہی پوتا اپنے دادا کا براہ راست رشتہ دار نہیں۔ قریب کا رشتہ دار بعید کے رشتہ دار کو محروم کر دیتا ہے۔ کیا خوب اور ہوش ربا تشریح مفہوم اور اصول ہیں ہمارے فقہی حضرات کے؟

یہ پیچیدگیاں اس لئے پیدا ہوتی ہیں کہ ہمارے فقہی حضرات خود کچھ سوچتے سمجھتے ہی نہیں صرف اسلاف پرستی پر اندھی تقلید پر یقین رکھتے ہیں یہ لوگ عربی کو بھی

Marfat.com

اپنی زبان کے معنوں میں لیتے ہیں اوراس طرح ساری عمر کوزمین بوس کر دیتے ہیں۔

اب مسئلہ کو خالص قرآن کی روشنی میں دیکھئے۔سب سے پہلے والداور ولد کے معنی کو پیش نظر رکھنا لازمی ہے۔ ہمارے ہاں والد صرف باپ کو کہتے ہیں اور ولد صرف بیٹا کو۔مگر عربی زبان میں والد کے معنی باپ، دادا، پردادااوراوپر تک سب شامل ہوتے ہیں۔اسی طرح ولد میں بیٹا، پوتا، پر پوتا اور نیچے تک سب شامل ہوتے ہیں۔

اب اس نقشہ میں عربی معنی کی رو سے غور فرمائیں حمید کے بیٹے نجیب،حبیب اورنقیب ہیں۔اگر نجیب فوت ہو جاتا ہے۔حمید کی زندگی میں تو نجیب کی بجائے خالد بیٹا (ولد) قرار پائے گا حمید کا۔اورحمید قرار پائے گا باپ (والد) پوتا خالد کا اور خالد (ولد) اپنے والدحمید سے وراثت پائے گا۔درمیان واسطہ ختم ہونے اورنزدیک یا بعید ہونے کے تمام سوالات غیر موثر ہوکر رہ گئے ہیں۔اس طرح خالد یتیم پوتا کی وراثت حمید حاصل کرے گا۔پوتا کسی طریقہ سے بھی محروم وراثت نہیں ہوگا۔

یعنی اگر نجیب پہلے فوت ہو چکا ہے تو حمید دادا کے ترکہ سے وہی نجیب والا حصہ خالد پوتا کو ملے گا کیونکہ اب وہی حمید ہی خالد کا والد ہے۔یہی اصول دادی، نانا، نانی اور نواسہ،نواسی کی صورت میں بھی ہوگا۔

<u>مانع میراث:</u>

ایسی وجوہات جس کی بناء پر ایک شخص جو عام حالات میں وارث بننے کا حقدار ہو وراثت سے محروم ہو جاتا ہے مانع کہلاتا ہے۔سورت النفال آیت نمبر 72 میں ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ .... بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ.

Marfat.com

جولوگ ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور خدا کی راہ میں اپنے مال و جان سے لڑے۔ وہ اور جنہوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور ان کے مدد کی وہ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ اور جولوگ ایمان تو لائے لیکن ہجرت نہیں کی تو جب تک وہ ہجرت نہ کریں تم کو ان کی رفاقت سے کوئی سروکار نہیں اور اگر وہ تم سے دین (کے معاملات) میں مدد طلب کریں تو تم کو مدد کرنی لازم ہے۔ مگر ان لوگوں کے مقابلے میں کہ تم میں اور ان میں (صلح کا) عہد ہو (مدد کرنی چاہیے) اور خدا تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے۔ (سورۃ الانفال آیت نمبر 72)

یعنی بعض رحمی رشتہ دار اللہ کی کتاب کی رو سے باہمی طور پر ایک دسرے سے زیادہ قریب ہوتے ہیں اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔ ایک اور موقع پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ آیت نمبر ۹، ۱۰ میں فرمایا۔

ترجمہ: اللہ تم کو ان لوگوں سے نیکی کرنے اور عدل کا معاملہ کرنے سے نہیں روکتا جو تم سے دینی اختلافات کی وجہ سے نہیں لڑے اور جنہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نکالا۔ تمہارے نکالنے پر تمہارے دشمنوں کی مدد کی اور جولوگ بھی ایسے لوگوں سے دوستی کرلیں وہ ظالم ہیں۔

تشریح: ایسے اسباب کو مانع میراث دینے کی صحیح توجیہہ یہ ہے کہ بعض اوقات اختلاف کی وجہ باہم سخت دشمنی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور نوبت جنگ وجدل تک جا پہنچتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے حالات میں مختلف والدین افراد کی حوالات یعنی باہمی دوستی کا معائدہ اور ایک دوسرے کی نفرت جو باہمی میراث کی اہم بنیاد ہے کیسے قائم رہ سکتی ہے۔

Marfat.com

مسلمانوں کی وراثت میں کافر حقدار نہیں:

قرآن پاک کا نظام صرف مسلمانوں پر لاگو ہوتا ہے کافروں پر لاگو نہیں ہے اس لئے کافر کسی مسلمان میت سے کوئی حصہ نہ لے گا۔

وراثت کا تمام مال رکھنے کی ممانعت:

وَتَاْ كُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا. وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا. (الفجر ۸۹ آیت نمبر ۱۹-۲۰)

ترجمہ: اور میراث کے مال کو سمیٹ کر کھا جاتے ہو۔ اور مال کو بہت عزیز رکھتے ہو۔

منہ بولے۔لے پالک متبنیٰ رشتہ داروں کا وراثت میں کوئی حصہ نہیں:

سورۃ الاحزاب (۳۳) آیت نمبر ۴، ۵، ۶

خدا نے کسی آدمی کے پہلو میں دو دل نہیں بنائے اور نہ تم لوگوں کی بیبیاں جن کو تم ماں کہہ لیتے ہو تمہاری ماں بنایا اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا بنایا۔ یہ تمہارے اپنے منہ کی کہن ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تو سچی بات فرماتا ہے اور وہی سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ لے پالکوں کو ان کے حقیقی نام سے پکارا کرو۔ یہی بات اللہ کے نزدیک زیادہ قرین انصاف ہے۔

مومنو! لے پالکوں کو ان کے اصلی باپوں کے نام سے پکارا کرو کہ خدا کے نزدیک یہی بات درست ہے اگر تم کو ان کے باپوں کے نام معلوم نہ ہوں تو دین میں وہ تمہارے بھائی اور دوست ہیں۔

قانون اللہ کی رو سے جو حقوق وراثت رشتہ داروں کے مقرر ہوئے ہیں اور

Marfat.com

قرابت والے بعض متوفی کے قریب تر ہیں ان میں رشتہ دار اور دوسرے مومنین اور مہاجرین کی نسبت ایک دوسرے سے زیادہ حقدار ہیں۔

وضاحت:- چونکہ لے پالک اور منہ بولے رشتہ دار اصل رشتہ دار نہیں ہوتے اس لئے رشتہ لے پالکی اور منہ بولا کی بنیاد پر حقدار وراثت بھی نہیں ہیں۔ اور نہ ہی اس طرح کے رشتہ داروں کا قرآن نے کوئی حصہ مقرر کیا ہے۔

Marfat.com

قلب طب اور قرآن
کی نظر میں

Marfat.com

Marfat.com

قلب طب اور قرآن کی نظر میں

نام: قلب کو اردو میں دل کہتے ہیں۔ انگریزی میں Heart اور عربی میں قلب کہتے ہیں۔ قلب کے معنی الٹے کے ہیں۔ چونکہ دل بھی سینے میں الٹا ہی لگا ہوا ہے۔ یعنی اس کا قاعدہ اور جڑ اوپر کو اور نوک یا چوٹی نیچے کی طرف ہوتی ہے۔ اسلئے اسے قلب کہا جاتا ہے۔ ہماری بول چال میں دل ایک وسیع المعانی لفظ ہے۔ جسے ایک آلہ کی دھڑکن کے علاوہ انسانی جذبات اور جبلتوں کے اظہار کا باعث بھی قرار دیا جاتا ہے۔ مثلاً دل میں خیال آتا ہے۔ دل ٹوٹ جاتا ہے۔ کسی پر دل آ جانا۔ اس کی صورت دل پر کندہ ہوگئی ہے۔ دل کو اچھ لگنا۔ دل خراب ہونا۔ دل کا بیٹھ جانا۔ دل کا ڈوبنا وغیرہ وغیرہ۔

دل کی ساخت انسانی دل گوشت کے پٹھوں سے بنا ہوا ایک مخروطی عضو ہے۔ جہاں روح انسانی رہتی ہے۔ تمام دل کو چربی کی ایک موٹی تہہ کے غلاف نے گھیرا ہوتا ہے۔ دل کے اندر چار الگ الگ خانے ہوتے ہیں۔ دو خانے اوپر ہوتے ہیں۔ اور دو

Marfat.com

خانے نیچے ہوتے ہیں۔اوپر والے دو خانے پتلے ہوتے ہیں ان کو دل کو کان اور اصطلاحاً اُذن Atrinm کہتے ہیں۔ نیچے والے دو خانوں کو بطنی القلب Ventricle کہا جاتا ہے۔ایک باریک دیوار دونوں اذن کو علیحدہ علیحدہ کرتی ہے۔ اسی طرح دونوں بطن کے درمیان ایک موٹی دیوار حائل ہوتی ہے۔ پورا دل ایک بارک جھلی غلاف القلب میں ملغوب ہے۔ جسے Pericerdium کہا جاتا ہے۔ یہ مخروطی شکل کی تھلی نما بند غلاف ہے۔جس کے اندر دل آویزاں ہے۔اس غلاف کے اندر ہی سے دل کی شریان اعظم Aorta اوراس کی شاخیں شروع ہوتی ہیں۔

دل کے کواڑ: دل کے اندر دونوں اذنوں اور بطوں کے درمیان اور شریانوں کے منہ پر مخصوص قسم کے کواڑ موجود ہیں جو خون کی گردش کو صرف یک طرفہ طور پر قائم رہنے کا قدرت کا ایک کرشمہ ہے۔

کورونری شریانیں: (Coronary Vessels)

دل کے اپنے پٹھوں کو خون سپلائی کرنے کے لئے قدرت نے دائیں اور بائیں کورونری شریانیں مہیا کررکھی ہیں۔اگران میں خون منجمند ہوجائے تو دل کے بہت سے عوارض پیدا ہوجاتے ہیں۔

دل کا مقام: دل سینہ کی ہڈی کے نیچے دو مثلث کے پیچھے ہڈی مذکور کے درمیانی خط سے 1/2 1 دائیں طرف اور 3 انچ بائیں طرف ہوتا ہے۔یعنی سینہ کی ہڈی سے شروع ہوکر چھاتی کے بائیں طرف پانچویں پسلی تک پھیلا ہوا ہے۔

دل کا وزن: ایک جوان مرد میں دل کا وزن تقریباً 328 گرام بچوں اور

Marfat.com

خواتین میں اس کا وزن کم ہوتا ہے۔

دل کا سائز: ایکوگرافی کی مدد سے دل کے سائیز کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ایک تندرست مرد میں دل تقریباً 12 سنٹی میٹر چوڑا اور 9 سنٹی میٹر موٹا ہوتا ہے۔عام فہم میں دل کا سائیز ایک عام آدمی کی بند مٹھی کے برابر ہوتا ہے۔دل بڑھاپے تک جسامت میں بڑھتا رہتا ہے۔

دل کی دھڑکن: انسانی جسم کو کام کرنے کے لئے اپنی ضرورت کے مطابق توانائی خون کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔وہ چیزیں جو جسم کے لئے بے کار ہوتی ہیں۔ان کو جمع رکھنے کی بجائے خون کے ذریعے باہر نکال دیا جاتا ہے۔خون جب گردوں اور جگر سے گزرتا ہے تو یہ نامناسب اور فالتو چیزوں کو چن لیتے ہیں اور جسم سے باہر نکال دیتے ہیں۔جسم کو کام کرنے کے لئے آکسیجن کی ضرورت پڑتی ہے۔یہ آکسیجن بھی خون ہی کی بدولت ہر جگہ پہنچتی ہے۔

خون کو رواں دواں رکھنے کے لئے قدرت نے اس جسم کے اندر ایک پمپ لگا دیا ہے۔قدرت نے خون کو جسم کی طرف روانہ کرنے اور اسے واپس لانے اور پھر پھیپھڑوں کو روانہ کرنے اور وہاں سے آکسیجن والا خون واپس وصول کرنے کا کام صرف ایک ہی پمپ میں سمو دیئے ہیں۔یہ پمپ ہی ہمارا دل ہے۔

خون کو آگے بھیجنے اور چلانے کے لئے قلب کے عضلات سکڑتے ہیں۔ اسے Systole کہتے ہیں۔دل کے سکڑنے سے خون شرایانوں کے ذریعے تمام جسم میں پہنچا کر جسم کی پرورش کرتا ہے۔خون کو باہر بھیجنے کے بعد دل خالی ہو کر ڈھیلا پڑ جاتا

Marfat.com

ہے۔یعنی ہر دھڑکن کے بعد ایک مرتبہ ڈھیلا ہوتا یا پھیلتا ہے۔اس عمل کو Diastole کہتے ہیں۔ دل جب ڈھیلا پڑتا ہے۔تو اس میں جسم اور پھیپھڑوں سے خون داخل ہوتا ہے۔اور بھر جاتا ہے۔دل ایک متحرک اور فعال عضو ہے۔جس کی 24 گھنٹے کی دھڑکن پر انسانی زندگی کا انحصار ہے۔یہ حرارت غریزی اور روح کا مرکب ہے۔دل عام حالات میں70 تا80 مرتبہ ایک منٹ میں دھڑکتا ہے۔قلب کی حرکات نظام عصبی کے تابع ہیں۔اور ایک خاص قسم کا بجلی کا کرنٹ دل کے اندر پیدا ہوتا ہے۔جو دل کی دھڑکن کو جاری رکھتا ہے۔

دل کی آوزیں: دل دھڑکتا ہے۔تو مختلف خانوں سے خون ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا ہے۔اس سے ایک خاص قسم کی آواز پیدا ہوتی ہے۔دل میں لگے ہوئے کواڑ (والو) کھلنے سے لپLupp کی آواز اور بند ہونے پر دوسری آواز ڈپ Dupp سنائی دیتی ہے۔یہ آوازیں مریض کی چھاتی کے ساتھ کان لگا کر صاف سنی جا سکتی ہیں۔

امراض قلب: دنیا میں کوئی مرض اتنا موذی اور ہلاکت آفرین نہیں جتنا دل کا مرض اپنی مختلف اشکال میں ہے۔آج کل یہ ایک حقیقت بن کر سامنے آچکی ہے۔کہ دل کے مریضوں کا روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔امراض قلب کے ڈاکٹر صاحبان کے کلینک کے باہر لوگوں کا ہجوم دیکھ کر افسوس ہوتا ہے۔اور یوں لگتا ہے کہ پوری کی پوری بستی دل کے مرض میں مبتلا ہو گئی ہے۔میڈیا میں اکثر ماہرین قلب کے مفید مشورے آتے رہتے ہیں۔ماہرین کا خیال ہے۔کہ حیوانی ذرائعے سے

Marfat.com

حاصل ہونے والی چکنایاں دل کی نالیوں کو بند کر دیتی ہیں۔سگرٹ پینے والوں کو دل کے دورہ کا اندیشہ دوسروں سے زیادہ ہے۔آرام طلب تفکرات اور بسیار خوری دل کے عوارض کا باعث بنتی ہے۔لیکن بے شمار مثالیں دنیا میں ایسی ہیں۔کہ کم کھانے والے پیدل چلنے والے اور سیدھی سادھی زندگی بسر کرنے والے اور ہر طرح کی احتیاطوں سے مزین زندگی والوں پر بھی ان کو دل کا دورہ پڑ گیا۔کیا کبھی آپ نے سوچا ہے کہ ایسا کیوں ہے؟

یہ جو کچھ اوپر بیان کیا گیا ہے۔یہ آج کل کی ترقی یافتہ میڈیکل سائنس (طب) کی بات ہے۔جو ترقی کی منازل طے کرتے کرتے آج اس مقام پر پہنچی ہے۔اب ذرا قرآن مجید کو دیکھیں۔کئی صدیاں پہلے جب نازل ہوا۔تب ان باتوں کا وضاحت سے ذکر موجود ہے۔مزید یہ کہ ان باتوں اور نظریات کا ذکر جو ابھی تک سائنس وہاں تک نہ پہنچ پائی ہے۔قرآن پاک میں بہت ساری آیات ہیں جن میں قلب کی تشریح افعال اور نفسیاتی وجسمانی امراض کا ذکر ہے۔قرآن پاک دل کو اس کی فعالیت اور Anotomy سے خوب آگاہ ہے۔ساتھ ہی ساتھ دل کے دیگر اعضاء رئیسہ کے ساتھ تعلق کو ظاہر کیا گیا ہے۔ان کا ذکر بھی قلب کے ساتھ ہی کیا گیا ہے۔قرآن پاک میں پیدائش مرض کا بھی ذکر ہے۔اور اسباب پیدائش مرض کا بھی ذکر ہے۔انسان کے ذہن میں جب کوئی جذبہ پیدا ہوتا ہے۔تو فوراً ایک سیکنڈ سے بھی پہلے دل پر اس کا اثر ہو جاتا ہے گویا سب سے پہلے جسم پر کوئی بات اثر انداز ہو سکتی ہے۔تو وہ جذبہ ہی ہو سکتا ہے۔جو کہ نفسیاتی اثر ہے۔قرآن پاک نے قلب کے ان غلافوں کا بھی ذکر تفصیل سے کیا ہے۔جن میں قلب ملغوب ہے۔اور ان کی طرف

Marfat.com

سے یہ تاثر پہنچتے ہیں۔ جو قلب میں تغیر پیدا کر کے مرض پیدا کرتے ہیں۔ قرآن پاک نے اسباب پیدائش امراض بادی، مادی اور سابقہ کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ مرض خرابی اور منفی شے ہے۔ جبکہ صحت حقیقت اور مثبت شے ہے۔ اسلئے صحت کا قیام قوانین قدرت کا سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ہے۔ یہی زندگی کا حاصل ہے۔

قدرت یعنی فطرت دنیا میں کسی کے ساتھ زیادتی نہیں کرتی۔ دنیا میں جس فرد سے بھی زیادتی ہوتی ہے۔ وہ خود اس کے اعمال کا نتیجہ ہے۔ جو وہ فطرت کو دے گا۔ وہی کچھ فطرت واپس اسے لوٹا دے گی۔ جو کچھ بوئے گا وہی کچھ کاٹے گا۔ اگر کوئی فرد ربڑ کی گیند کو زور سے سامنے دیوار پر مارتا ہے۔ تو گیند اتنی ہی تیزی سے واپس اس گیند پھینکنے والے کی طرف آئے گی ہو سکتا ہے۔ کہ اس کے منہ پر زور سے لگے۔ یہ خود اس کے اپنے کیے کی وجہ ہے۔ کسی کی طرف سے تو زیادتی نہیں ہوئی۔ یہی مکافات عمل ہے۔ انسان دوسروں کیساتھ برائی کر کے خوش ہوتا ہے۔ مگر جب وہی برائی اس کے اپنے ساتھ فطرت واپس لوٹاتی ہے۔ تو چیخ کھڑا ہوتا ہے۔ کہ اس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ حالانکہ یہ سب اس کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے۔

سورۃ الاحزاب 33 آیت نمبر 4

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی آدمی تخلیق نہیں کیا جس کے سینہ میں دو دل ہوں

سورۃ قصاص 28 آیت نمبر 10

اور جب صبح ہوئی تو موسیٰ کی والدہ کا دل بے قرار ہو گیا۔ فریب تھا کہ وہ موسیٰ کا حال ظاہر کر دیتی اگر ہم ان کے دل کی اس غرض کے لئے مضبوط نہ کرتے۔

Marfat.com

سورۃ ابراہیم 14 آیت نمبر 37

ان کو رزق اور پھل دیئے گئے لیکن ان میں سے کتنے ۔۔۔ ہیں۔ جن کے دل تیری طرف جھکتے ہیں۔

بنی اسرائیل 12 آیت نمبر 36

اور جس بات کی تجھ کو تحقیق نہ ہو۔ اس پر عمل درآمد مت کیا کرو۔ کان آنکھ اور دل کے بارے میں ہر چیز کے ذمہ دار ہو۔ اور ہر شخص سے ان سب کی قیامت کے دل پوچھ ہوگی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو جو نعمتیں عطا فرمائیں ہیں۔ ان کو بہتر انداز میں استعمال کرو۔ اگر غلط استعمال کرو گے۔ تو حساب لیا جائے گا۔

سورۃ الانعام 6 آیت نمبر 46

اگر اللہ تمہارے دلوں پر مہر کر دے۔ تمہاری سماعت اور بینائی سلب کر لے تو تمہارا کون سا ایسا معبود ہے۔ جو یہ چیزیں تم کو واپس لا دے۔

سورۃ الزمر آیت نمبر 45

اور جب فقط اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تو ان لوگوں کے دل منقبض ہوتے ہیں جو کہ آخرت کا یقین نہیں رکھتے اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر آتا ہے۔ تو اس وقت وہ لوگ خوش ہو جاتے ہیں۔

سورۃ نحل 16 آیت نمبر 78

ہم نے تمہارے فائدے کے لئے سماعت بصارت اور دل بنائے تا کہ تم شکر گزار رہو۔

قرآن پاک میں سورۃ الانعام 6 آیت نمبر 25

Marfat.com

ہم نے ان کے دلوں پر پردہ بنایا ہے۔تا کہ سمجھ سکیں۔اس پردے کا بڑا مقصد یہی ہے۔کہ وہ ان اثرات کو سمجھائے جو اس طرف پہنچتے ہیں۔

سورۃ احقاف 46 آیت نمبر 26

اس طرح ہم مجرمین کو ان کے غلط اعمال کا بدلہ دیا کرتے ہیں۔ان سے کہہ دو کہ اگر تم نے بھی اپنی روش کو نہ چھوڑا تو تمہارا انجام بھی ویسا ہی ہوگا۔اور وہ کوئی ایسی ویسی قوم نہیں تھی۔جس قدر جاہ وجلال اور غلبہ واقتدار انہیں حاصل تھا۔تمہیں بھی نہیں ہے۔نیز وہ غیر مہذب اور وحشی قوم بھی نہیں تھی۔انہیں علم و دانش کے تمام ذرائع سماعت،بصارت اور قلب حاصل تھے۔لیکن چونکہ ان پر مفاد پرستی کے جذبات غالب تھے۔جس کی وجہ سے وہ قوانین خداوندی کی مخالفت کرتے تھے۔اس لئے ان کی عقل و دانش اور فہم وفراست ان کے کسی کام نہ آئی۔(اور جن نتائج کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے۔انہوں نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔جب عقل انسانی وحی کی روشنی میں کام کرے تو اس کے نتائج بڑے خوش گوار ہوتے ہیں۔)

لیکن جب انسان اپنے جذبات سے مغلوب ہو جائے تو وہ اندھا ہو جاتا ہے۔اس کی عقل و دانش کھو ہو جاتی ہے۔جس طرح نشہ کی حالت میں وہ ہوش وحواس کھو جاتا ہے۔

المومنون 23 آیت نمبر 78

ان کو کہو کہ خدا کا عذاب یونہی اندھا دھند نہیں آ جاتا۔اس نے تمہیں سننے کے لئے کان دیکھنے کے لئے آنکھیں اور سوچنے کے لئے دل عطا کیا۔تا کہ تم خوب دیکھ بھال اور سوچ سمجھ کر اپنے لئے صحیح راستہ اختیار کرو۔لیکن تم میں سے بہت تھوڑے

Marfat.com

ہیں۔ جو صحیح مقصد تک پہنچنے کے لیے ان ذرائع علم سے کام لیتے ہیں۔ وہ یا تو اپنے جذبات کے تابع چلتے ہیں۔ یا اندھی تقلید کی رو سے بلا سوچے سمجھے اپنی ضد پر اڑے رہتے ہیں۔

سورۃ السجدہ 32 آیت نمبر 9 میں آیا ہے۔

پھر ان کے اعضاء درست کئے اور اس میں اپنی روح پھونکی اور تم کو کان اور آنکھیں اور دل دیے۔ تم لوگ بہت کم شکر کرتے ہو۔

البقرہ آیت نمبر 7

اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ انکانوں پر بھی مہر لگا دی ہے۔ اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا گیا ہے۔

وضاحت: یہ بات ان لوگوں کے متعلق ہے۔ جن کو رشد و ہدایت کا پیغام ملتا ہے۔ وہ سچائی کی آواز سنتے ہیں لیکن ان پر عمل پیرا نہیں ہوتے اور اپنے لئے قرآن کا پیش کردہ راستہ کے خلاف دوسرا راستہ پسند کر لیتے ہیں۔ ان لوگوں کی اس روش کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ لوگ سچائی کو دیکھنے بھالنے اور سمجھنے سوچنے کی صلاحیت اور اہلیت ہی کھو دیتے ہیں یہ سب ان کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔ جو خدا کے قانون مکافاتِ عمل کے مطابق مرتب ہوتا ہے۔ قرآن مجید نے مشرکوں، منافقوں اور مخالفین دین حق کو دل کی بیماری میں مبتلا قرار دیا ہے۔

سورۃ الاحزاب 33 آیت نمبر 12

اور وہ لوگ جن کے دلوں میں کھوٹ تھا۔ اعلانیہ کہنے لگے کہ اللہ اور اس کے رسول نے جو وعدے ہم سے کئے تھے وہ سب دھوکہ تھا۔

Marfat.com

پھر ارشاد ہوا سورۃ محمد 47 آیت نمبر 20

کیا تم نے غور کی کہ جن کے دلوں میں بیماری ہے۔ تیری جانب ایسی مدخوشی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جیسے کے ان کو موت چھا گئی ہو۔

وضاحت: مطلب یہ کہ جب جنگ کا حکم آنے سے پہلے سچے ایمان والے اور منافق لوگوں میں بظاہر کوئی امتیاز نہ تھا۔ نماز وہ بھی پڑھتے تھے۔ روزے بھی رکھتے تھے۔ اطاعت کا اقرار اور اچھی باتیں کرتے تھے۔ مگر جب قطعی حکم دے دیا گیا۔ اس وقت اللہ سے اپنے عہد میں سچے نکلتے تو کتنا اچھا ہوتا۔ اسلام کے لئے جب جان کی بازی کا وقت آیا تو وہ نمائشی ایمان کا لبادہ اتر گیا جو انہوں نے اوڑھ رکھا تھا۔

سورۃ محمد آیت نمبر 24

کیا ان لوگوں نے قرآن پر غور نہیں کیا یا دلوں پر ان کے قفل چڑھے ہوئے تھے۔ یعنی یا تو یہ لوگ قرآن مجید پر غور نہیں کرتے۔ یا غور کرنے کی کوشش تو کرتے ہیں۔ مگر اس کی تعلیمات اور اس کے معانی و مطالب ان کے دلوں میں اترتے نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کے دلوں پر قفل چڑھتے ہوتے ہیں۔ اور یہ جو فرمایا کہ دلوں پر ان کے قفل چڑھے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ان پر وہ قفل چڑھے ہوئے ہیں۔ جو ایسے حق ناشناس دلوں کے لئے مخصوص ہیں۔

سورۃ زمر 39 آیت نمبر 39/42

اس میں ان لوگوں کے لئے جو کہ سوچنے کے عادی ہیں۔ دلوں پر مہر لگا دینے والی بات کو مغرور اور متکبرین ک بارے میں یوں فرمایا گیا ہے۔ فاطر 35

اور اسطرح اللہ تعالیٰ ہر مغرور اور جابر کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے فریب دیتے ہیں۔لیکن وہ اپنے نفس کو فریب دیتے ہیں۔ اور نہیں سمجھتے ہیں۔ یہاں یہ بات بھی ذہن نشین کر لیں۔ کہ فریب دینا خوف کی علامت ہے۔ جو اعصاب میں تحریک سے پیدا ہوتا ہے۔ جس سے قلب کے فعل میں کمی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور انسانی جرات ختم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ جس کے لیے دردناک عذاب بھی ہوسکتا ہے۔(21)

اب ذرا مادی صورت بھی سمجھ لیں۔قرآن پاک نے فرمایا۔

اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے۔ پس زیادہ کر دی نجاست ان کی نجاست میں۔ یاد رکھیں جب دل کے فعل مین خرابی واقع ہوتی ہے۔تو قلب میں مواد رکنا شروع ہو جاتا ہے۔اور باعث فساد ہوتا ہے۔تیسری صورت سبب سابقہ کی اور وہ وہی عضو ہے۔ جس کے فعل میں خرابی پیدا ہو کر مرض کی صورت میں نمودار ہوتی ہے۔ یہ قلب یا اس کا کوئی پردہ ہوسکتا ہے۔ یہی صورت سابقہ یہی مرض کی ابتداء ہے۔ جیسے قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی ہے۔اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔19 ایک دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

ان کے واسطے دل ہیں مگر ان کے ساتھ نہیں سمجھتے۔ ان کے واسطے آنکھیں ہیں۔مگر ان سے نہیں دیکھتے۔ان کے واسطے کان ہیں۔مگر ان کے ساتھ نہیں سنتے۔ یہ چار پایوں کی مانند ہے۔ جب کہ ان سے زیادہ گمراہ ہیں۔ یہ لوگ غافل ہیں۔ایک اور مقام پر فرمایا۔

کیا انہوں نے زمین پر سیر نہیں کی ہے۔ کہ ہوتے ان کے واسطے دل اور سمجھتے

Marfat.com

ان کے ساتھ اور کان کے ساتھ سنتے پس یہ تحقیق نہیں ہے۔ کہ ان کی آنکھیں اندھی نہیں لیکن ان کے حل اندھے ہیں۔ بو ان کے سینے میں ہے۔ قرآن حکیم بیان کرتا ہے۔ 18

تحقیق ہم نے ان کے دلوں پر پردہ بنایا تاکہ سمجھ سکیں۔ اس پردہ کا بڑا مقصد ہی یہ ہے۔ کہ وہ ان اثرات کو سمجھائے جو اس کی طرف پہنچتے ہیں۔ کئی جگہ رکنہ (دل کا پردہ) کا ذکر آیا ہے۔ اور اس غلاف، قلو بنا خلف (ہمارے دلوں پر پردے ہیں) غلاف کا لفظ اسی خلف سے بنا ہے۔ ایسا پردہ جو کسی کے اوپر بالکل غلاف کی طرح چڑھا کر ڈھانپ دیا جاوے۔ قرآن پاک میں پردے کے معنوں میں حجاب وکشف اور غشا بھی آتے ہیں۔ دل پر جن پردوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ رکنہ اور خلف ہیں۔ اور اس میں یہ سمجھ لیں کہ طبی تشریح کے بمطابق دوہرے پردے ہوتے ہیں۔ پہلے مادی امراض کے متعلق قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ اللہ نے بیماری بڑھا دی اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اس لئے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ بری عداتوں میں سب سے بری عادت جھوٹ بولنا ہے۔ حیرانی کی بات اور بھی ہے کہ اکثر لوگ اس کو برائی خیال ہی نہیں کرتے۔ لیکن قرآن پاک جھوٹ کو ایک نفسیاتی مرض قرار دیتا ہے۔ اور بیان کرتا ہے کہ وہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔ وہ دوسروں کو فریب دیتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ دوسروں کو نہیں اپنے آپ کو فریب دیتے ہیں۔

دل کے امراض سے بچنے کے لئے قلب کا سکون حاصل کرنا ہے۔ اور حصول

Marfat.com

اطمینانِ قلب کی بنیاد رجوع اللہ تعالیٰ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الرعد 13 آیت نمبر 28 میں ارشاد فرمایا۔

بے شک اللہ کا ذکر دلوں کو اطمینان بخشتا ہے۔ دلوں کو اللہ کی یاد سے اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ خبردار رہو اللہ کی یاد ہی وہ چیز ہے۔ جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوا کرتا ہے۔

متذکرہ بالا آیاتِ قرآنی کی رو سے مندرجہ باتیں سامنے آتی ہیں۔

یہ کہ جب بھی قلب کا ذکر کیا گیا ہے۔ تو ساتھ کان اور آنکھ کا ذکر آیا ہے۔

کان سننے کے لئے۔ آنکھ دیکھنے کے لئے اور قلب سوچنے سمجھنے۔ غور وفکر کرنے۔ درست راستہ کو تعین کرنا۔ صحیح اور غلط، اچھائی اور برائی میں امتیاز کرنے کے لئے شکر ادا کرنے کے لئے ہیں۔

اکثر نظریہ ہے کہ انسانی جسم میں دماغ سوچنے اور سمجھنے کا کام کرتا ہے۔ مگر قرآن پاک اس نظریہ کی نفی کر رہا ہے۔ قرآن پاک میں کہیں بھی سوچنے سمجھنے، غور وفکر کرنے کے لئے دماغ کا ذکر نہیں آیا بلکہ قلب کا ذکر آیا ہے۔

جھوٹ بولنے والے غرور اور تکبر کرنے والے، فریب دینے والے، گندے ذہن والے غافل لوگ برے اعمال کرنے والے اپنے جذبات سے مغلوب ہو کر عقل ودانش چھوڑ دینے والے، اندھی تقلید کرنے والے، اللہ کا شکر ادا نہ کرنے والے، غیر اللہ کا ذکر کرنے والے، قرآن پاک پر غور وفکر نہ کرنے والے، لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ دل کی بیماریوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ان کا صحیح علاج صرف ذکر الٰہی ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

بیرونی قرضہ جات بمعہ سود
کی ادائیگی اور ملک بچانے کا
انقلابی فارمولا

Marfat.com

Marfat.com

بیرونی قرضہ جات بمعہ سود کی ادائیگی اور ملک بچانے کا انقلابی فارمولا

پاکستان بہت زیادہ مسائل میں پھنسا ہوا ہے۔موجودہ صورتحال پاکستان کیلئے نہایت ہی خوفناک بیان کی جاتی ہے۔اشیاء کی قیمتیں کسی جگہ پر رک نہیں رہی ہیں۔ مہنگائی ہے کہ جینا مشکل ہو چکا ہے۔اخبارات میں یہی پڑھا جاتا ہے۔کہ بجلی کی قیمت آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک بڑھانے پر دباؤ ڈال رہے ہیں۔پیٹرول کی قیمت بڑھ بڑھ کر پھر مزید بڑھ جاتی ہے تو موردالزام وہی بیرونی مالیاتی اداروں کوٹھہرایا جاتا ہے کہ انہوں نے حکومت وقت پر دباؤ ڈالا ہے اور حکومت وقت موم کی ناک ہے کہ ان کے اشاروں پر فوراً مڑ جاتی ہے۔پاکستانی روپے کی قیمت گر گر کر مزید گر جاتی ہے۔تو پھر الزام ان ہی اداروں کوٹھہرایا جاتا ہے۔ بیرونی جارحیت کا مسئلہ ہوتو صلح کرانے کیلئے امریکہ۔غرضیکہ ہمارے ملک کے داخلی و خارجی معاملات نبھانے میں ہی حکومت وقت کو کوئی تردد ہی نہیں کرنا پڑا۔ بیرونی طاقتیں ہی مسائل کا حل پیش کر دیتی

Marfat.com

ہیں ۔جنکو من وعن ماننا حکومت پاکستان کی مجبوری بتایا جاتا ہے ۔ پولیٹیکل سائنس والے جانتے ہیں کہ ایسی صورتحال میں چلنے والی حکومت جس کے پاس خارجی وداخلی اقتدار اعلیٰ نہ ہو وہ حکومت کی تعریف میں ہی نہیں آتی ۔اقتدار اعلیٰ خارجی سے مراد ہے کہ ریاست کسی دوسری ریاست یا سیاسی طاقت کے زیر اثر نہ ہو اور دوسری طاقت کسی قسم کا دباؤ نہ ڈال سکے ۔اقتدار اعلیٰ داخلی سے مراد ہے کہ ہر کوئی فرد، جماعت کو لازماً حکومت وقت کی اطاعت کرنا ہوتی ہے۔ ہمارے ہاں دونوں کا فقدان ہے۔ ملک کے اندر دہشت گرد۔ سمگلر۔ منافع خور کھلے عام دندناتے پھر رہے ہیں ۔حکومت وقت کا کوئی اختیار ان پر نہیں ہے ۔اور اقتدار اعلیٰ خارجی کی صورت کو آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ہماری ہر پالیسی ، ہر معاملہ خارجی و داخلی میں بیرونی عناصر اور طاقتیں ہماری حکومتی پر بری طرح اثر انداز ہو کر اپنی مرضی کے مطابق چلا رہی ہیں ۔ آئی ایم ایف ۔ اور عالمی بنک کے حکم پر پاکستانی مالیاتی اداروں کو ایسے ایسے نا قابل عمل اقدامات کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ایسی حکومت جسکی اپنی کوئی مرضی ہی نہ ہو اسے حکومت ہی نہیں کہا جا سکتا ۔مگر سوچنے کی بات یہ ہے کہ آخر ایسا کیوں ہے؟ ارباب اختیار بتاتے ہیں کہ ہم نے ان بیرونی طاقتوں سے قرضہ جات لئے ہوئے ہیں اسلئے وہ اپنی مرضی مگر سوچنے کی بات یہ ہے کہ آخر ایسا کیوں ہے ارباب اختیار بتاتے ہیں کہ ہم نے ان بیرونی طاقتوں سے قرضہ جات لئے ہوئے ہیں اسلئے وہ اپنی مرضی ہم پر مسلط کرتے ہیں اور ہم مجبور ہیں کہ ان کی مرضی کے مطابق چلیں وہ بیرونی طاقتیں پاکستان کو ناکام ریاست قرار دے دیتے ہیں اور کبھی دہشت گردی کا الزام لگا دیتے ہیں اور کبھی اسے ''سی ٹی بی ٹی'' پر دستخط کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے اور کبھی دفاعی

Marfat.com

امداد یکطرفہ طور پر بند کر دی جاتی ہے۔ اخباری ذرائع کے مطابق سابقہ سال کے آخر تک بیرونی قرضوں کی تعداد 37 بلین ڈالر تھی۔ جن میں آزاد اداروں کو فراہم کی جانے والی ضمانتیں شامل نہیں ہیں۔ بیرونی عوامی قرضے ملانے سے انکی تعداد 96.5 بلین ڈالر بنتی ہے۔ جبکہ ہمارا ''جی ڈی پی'' 60 بلین ڈالر ہے اور پاکستان کا ہر شہری چار ہزار ڈالر کا مقروض ہے۔ پاکستان نے ہر سال 1/2-3 ارب ڈالر ادا کرنا ہوتا ہے۔ جس سے سوا ارب ڈالر بطور سود ہے۔ کبھی کبھی سننے کو یہ بھی آتا ہے کہ معاشی مشکلات کا حل صرف یہ ہے کہ قرضے ادا کرنے سے انکار کر دیا جائے۔ صاف صاف جواب دے دیا جائے کہ ہم آپکے قرضہ جات ادا نہیں کریں گے آپ سے جو ہوتا ہے کر کے دیکھ لیں۔ آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کے سامنے ہتھیار نہ ڈالے جائیں۔ بلکہ ڈٹ جایا جائے۔ مگر ایسی رائے دینے والے یہ لوگ چند باتیں بھول جاتے ہیں۔ پہلی بات یہ کہ نہایت ہی اہم ہے کہ ہم مسلم ہیں۔ اور ہمیں ہر وقت یہ بات ذہن نشین رکھنا چاہیے۔ خدا تعالیٰ، رسول کریم ﷺ اور قرآن پاک پر یقین کامل رکھتے ہیں۔ ارشادات ربانی سے منہ نہ موڑ سکتے ہیں۔ اس کے مطابق وعدہ اور معاہدہ کا پاس کرنا انتہائی لازمی ہے۔ امانتیں جن سے لی ہیں انکو واپس اصل مالکوں تک پہنچانا کسقدر ضروری ہے۔ یہ بات ہر مسلمان جانتا ہے۔ ایسے میں ہم بطور مسلمان وعدوں معاہدوں سے پھر کر امانتوں میں خیانتیں نہیں کر سکتے۔ ایسا نہ تو کرنا چاہیے بلکہ ایسا سوچنا ہی نہیں چاہیے۔ ہمیں خود کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہیے۔ اپنے وسائل خود پیدا کیے جائیں کہ اثر انداز ہونے والی بیرونی طاقتوں کو ان کے قرضہ جات معہ سود مطابق معاہدہ واپس کر دیئے جائیں۔

Marfat.com

دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے قرضہ جات کی ادائیگی کے جواب اور انکار سے وہ طاقتیں اپنی بھرپور کوشش کریں گی کہ ان کو تنگ و پریشان کر کے تباہ کر کے رکھ دیا جائے۔ بے شمار قسم کی پابندیاں لگا دی جائیں گئیں۔ اقوام عالم میں ہم بالکل اکیلے ہو کر رہ جائیں گے۔ اسلام کو بدنام کیا جائے گا۔ اس سے حالات بہتر ہونے کی بجائے مزید سیاسی اور معاشی افراتفری بڑھے گی۔ جس میں آخر کار پھر زیادہ تر نچلے طبقہ کے عوام ہی متاثر ہونگے۔ میں اس معاملہ پر سوچ بچار کرنے والے تمام حضرات سے کہنا چاہوں گا کہ بے تکی اور خلاف اسلام باتیں سوچنے کی بجائے مثبت سوچ اور فکر اپنائیں۔ سوچیں کہ ہم کسی طرح خود اپنے وسائل حاصل کر کے ان بیرونی طاقتوں کی اصل رقم معہ سود جسقدر بھی وہ بڑھا دیں- ادا کر دیں۔ ایسے وسائل پیدا کرنے کیلئے انقلابی اقدامات کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور صرف ایک انقلابی حکومت ہی بیرونی مالیاتی اور سیاسی طاقتوں کا مقابلہ کرسکتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے قانون عقیدہ کے ساتھ ساتھ سمجھدار قیادت اور مربوط منصوبہ بندی اور مسلسل لگن کی حامل ہو۔ یہ بات تو طے شدہ ہے کہ اگر بیرونی مالیاتی اداروں یا کسی دیگر سیاسی طاقت سے حاصل کردہ قرضہ جات معہ سود وغیرہ کے تمام تر بقایا جات، یکمشت ادا کر دینے کے قابل ہو جائیں تو پھر ہم ان کے جال سے باہر آ سکتے ہیں سکھ کا سانس لے سکتے ہیں۔ اپنی پالیسیاں خود مرتب کر کے اپنے وسائل اپنی عوامی امنگوں کے مطابق عوامی بہتری کیلئے استعمال میں لا سکتے ہیں اپنی زندگی اپنی مرضی کے مطابق گزارنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ مگر میڈیا کے مطابق حالات یہ ہیں کہ ہماری حکومت کے پاس مختلف محکموں کے اہلکاروں کو تنخواہیں تک ادا کرنے کیلئے کچھ سرمایہ نہیں ہے۔ بیرونی قرضہ جات واپس

Marfat.com

کرنا تو ایک طرف ہماری حکومت کے پاس قرضہ جات پر سودی کی ادائیگی کی قسط کیلئے بھی رقم نہیں ہے۔ بلکہ سود کی قسط ادا کرنے کے لیے مزید چھوٹی مدت کے قرضہ جات انتہائی مشکل شرائط پر لینے پڑتے ہیں ایسی صورتحال میں اصل قرضہ جات اور سود بیک وقت ادا کرنے کے لئے اتنی بڑی رقم کہاں سے آئے گی ہماری پاکستانی قوم کا ہر فرد پیدائشی طور پر مقروض ہے اس مقروض قوم کے سامنے یہی ایک سوال ہے یہی ایک مسئلہ ہے کہ قرضہ جات اور سود کی ادائیگی کیلئے وسائل کہاں سے آئیں گے اور رقم کہاں سے آئے جو ادا کر دی جائے اور اس بیرونی طاقت سے چھٹکارا پائیں۔

ہمارا ملک ایک ایسا خطہ بے نظیر ہے جو کہ ہر قسم کی معدنیات اور زرعی اجناس سے مالا مال ہے ہم ان اپنے ملکی وسائل کو اپنی مرضی کے استعمال میں لا ہی نہیں سکتے مگر اب وقت آ گیا ہے کہ حکومت وقت کو اپنے عوام کی سسکتی زندگیوں کو بچانے کے لیے بھر پور اقدام کرنے پڑیں گے۔ اسلامی حکومت کا کام ہے کہ دیکھے ایسے وسائل زراعت، تجارت اور صنعت کو ختم کر دیا جائے جو ملکی مفاد میں نہ ہو اور ایسی تمام رسومات کو ختم کر دے جو اسلامی نظریات کے خلاف ہوں۔ اپنے ملکی حالات پر ایک نظر دوڑائیں تو صاف نظر آ جاتا ہے کہ ہم کس کس چیز کی پیداوار بڑھائیں گے تو ملک ترقی کرے گا اور کون کونسی اشیاء کی پیداوار پر پابندی لگا دیں تو ملک خسارے میں ہو گا۔ زراعت کو ترقی دی جائے کسانوں کو زائد سہولیات دی جائیں جس سے کسان خوشی خوشی اجناس کی کاشت کریں۔ ملکی ضرورت سے زائد اجناس بیرون ملک برآمد کی جائے۔ اسی طرح صنعت کو ترقی دیکر برآمدات کو بڑھایا جائے۔ اور زرمبادلہ کمایا جا کر ملک کو مضبوط بنایا جا سکتا ہے۔ غیر ضروری درآمدات بالکل بند کر دی جائیں۔ مثلاً

Marfat.com

کاسمیٹک کا سامان، ٹی۔وی، فریج، اے۔سی، موٹر سائیکلیں اور کاریں وغیرہ وغیرہ۔

اپنے ملک میں رسومات جو کہ ملک اور ملکی عوام کیلئے انتہائی خطرناک۔ کربناک اور فضول ہیں۔مزید یہ کہ اسلامی نظریات کے خلاف ہیں۔انکو یک قلم ممنوع قرار دے دیا جائے۔مثلاً شادی بیاہ کے موقع پر جہیز اور سونا (Gold) کا بے جا استعمال۔سونے کے زیورات ہر دلہن کیلئے لازمی خیال کئے جاتے ہیں۔اور جو لوگ سونے کے زیورات نہیں خرید سکتے انکی انکی بیٹیوں کے بال سفید ہونے لگ جاتے ہیں۔شادی نہیں ہوسکتی۔

سونا ایک ایسی صنعت ہے کہ جس کے کاروبار کا کوئی حساب نہیں کہ سونا لوگ کہاں سے لاتے ہیں۔کس قدر اس میں دوسری دھاتوں کی ملاوٹ کرتے ہیں۔پھر زیورات کی تیاری میں کاٹ کا طریقہ کار یعنی سونا مزدوری کے علاوہ لینا۔لوگ کہتے ہیں کہ اپنا سونا سنار کے پاس لے جاؤ۔دو تین دفعہ اسی سونے کے توڑ موڑ کر زیورات بنائیں تو سنار کی مزدوری بھاری رقم کے علاوہ سونا بھی ختم ہو جاتا ہے۔غریب عوام اس سونا (Gold) کیوجہ سے بہت پریشان ہیں۔سونا کی قیمت انتہائی زیادہ ہے اور اسکے زیورات لوگوں کو شادی بیاہ پر بیٹیوں کو دیئے جاتے ہیں۔ان قرضہ کی روایات پر اکثر مکانات اور جائیداد تک فروخت ہو جاتی ہے۔پھر اس نامراد سونے کا فائدہ کچھ بھی نہیں سراسر نقصان ہے۔رقم کی سرکولیشن رک جاتی ہے۔زیورات بنا کر بنک لاکرز میں رکھے جاتے ہیں اور لوگ سونا خرید خرید کر تجوریاں اور بنک لاکرز بھی رکھ دیتے ہیں۔ماسوائے دولت کی سرکولیشن رک جانے کے اس کا کوئی استعمال نہیں۔اس وقت پاکستان میں ہر غریب سے غریب آدمی کے پاس بھی کچھ نا کچھ سونا ہے۔امیر لوگوں

Marfat.com

کے پاس تو منوں کے حساب سے ہوتا ہے۔سونے کی دوکانیں دیکھیں اربوں کا سونا ان کے پاس ہے۔مگر کس کام کیلئے سوائے زیبائشی ظاہری کے اور کیا کام ہے۔مگر بے شمار دولت کی گردش رکی ہوئی ہے جو کہ معاشیات کی رو سے انتہائی نقصان دہ ہے۔میرے اوپر بتائے گئے سونے کے استعمال سے سراسر نقصان غریب عوام اور ملک کو ہے۔مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ سونا ایک بے مقصد اور فضول دھات ہے۔دنیا میں ہر ملک کے کرنسی کا انحصار، کرنسی کے ذخائر کا انحصار کی اسی سونے کے ذخائر پر ہوتا ہے۔باہر کے ملکوں سے لین دین اسی سونا کے حساب سے ہوتا ہے۔حکومت اس Gold سے فائدہ اٹھا سکتی ہے۔ملک اور قوم کو فائدہ پہنچا سکتی ہے۔وہ اس طرح کہ Gold کو پاکستان میں رہنے والے ہر فرد کیلئے جرم قرار دے دیا جائے۔یعنی سونا(Gold) اپنے پاس رکھنا۔سونے کو زیورات کے طور پر اسے استعمال میں لانا۔سونے کا پہننا۔سونے کی کسی طور نمائش کرنا۔سونے کو بیرون ملک سونا لے جانے پر فوری طور پر پابندی لگا دی جائے۔ساتھ ہی عوام کو ہدایت کی جائے کہ خلاف ورزی کی صورت میں سونے کی ضبطی بھاری جرمانہ کم از کم ایک لاکھ روپے ہو اور قید با مشقت جو کہ کم از کم دس سال ہو اور زیادہ سے زیادہ پندرہ سال دی جائے۔ساتھ ہی عوام کو ہدایت کی جائے کہ وہ ایک ہفتہ کے اندر اندر تمام سونا حکومت پاکستان کے شیڈول بینکوں میں جمع کرا دیں۔سونا عوام سے لینے اور بینکوں میں جمع کروانے کیلئے طریقہ کار کی وضاحت بھی اس طرح کر دی جانی چاہیے کہ سونے کے زیورات کا اصل سونا کی مقدار حکومت کے مقرر کردہ سنار سے تعین کرائی جائے کہ بینک میں سونا جمع کر دیا جائے۔اسی طرح جسطرح بینک سونے کے زیورات کا اصل سونا کی مقدار حکومت کے

Marfat.com

مقرر کردہ سنار سے تعین کرائی جائے کہ بینک میں سونا جمع کر دیا جائے۔ اسی طرح جسطرح بینک سونے پر قرضہ دینے کیلئے اپنے مقررہ سنار سے ایک خاص قاعدہ اور کلیہ کے مطابق اس زیور میں سونے کی اصل مقدار تعین کرتے ہیں۔ بینک یہ کریں کہ جسقدر اصل سونے کی مقدار تعین ہو۔ اسی مقدار کی قیمت کے برابر سونا جمع کرانے والے فرد کو ایک سٹرفکیٹ دے۔ اس سٹرفکیٹ کا نام Gold Certificate ہو یہ سٹرفکیٹ اس طرز پر ہوں جس طرح نیشنل سونگ سنٹر والے ڈیفنس سٹرفکیٹ اور خاص ڈیپازٹ سٹرفکیٹ جاری کرتے ہیں Gold Certificate تاریخ اجرا کے دس سال بعد قابل کیش قرار دیئے جائیں۔ اس مقصد کیلئے ایک قانون آرڈیننس فوری طور پر جاری سے ادا کر سکیں پھر بھی آپ کے پاس خزانے کی Gold آپ آئی ایم ایف اور عالمی بینک یا کسی بھی دیگر مالیاتی ادارے یا ملک کے قرضہ جات معہ سود آسانی سے ادا کر سکیں پھر بھی آپ کے پاس خزانے کی Gold کی بھاری مقدار رہ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ان دس سالوں میں ملک انتہائی ترقی کرے گا اور اس قابل ہو جائے گا کہ Gold Certificate کی عندالطیب ادائیگی کر سکے۔ آپ یہ قدم اٹھا جائیں۔ یقین جانئے کہ عوام آپ کے پاؤں چومے گی۔ وہ سونے کی لعنت سے آزاد ہو جائیں گے۔ ملک وملت پر یہ آپ کا ایک نا قابل فراموش احسان ہوگا۔ آپ ملک و قوم کے ہیرو بن جائیں گے۔ ویسے بھی سونا ایسے ہی پڑا رہتا ہے۔ اس کا استعمال کر جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہو۔۔۔۔۔۔۔

Marfat.com

فکرِ آخرت

Marfat.com

Marfat.com

فکرِ آخرت

انسان جب اس دنیا میں ماں کے پیٹ سے آتا ہے تو خالی ہاتھ آتا ہے۔ مگر اس دنیا میں آتے ہی اللہ تعالیٰ کی ان گنت نعمتیں اسکا والہانہ استقبال کرتی ہیں۔ ماں کا دودھ۔ ماں کی مامتا۔ بہن بھائی رشتہ داروں کی محبت اور خاص کر ان کا اظہار محبت وغیرہ وغیرہ۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جب انسان بڑا ہونا شروع ہوتا ہے۔ تو ان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اور یہ دنیا جس میں انسان رہنا شروع کرتا ہے۔ کتنی حسین ہے۔ کتنی خوبصورت ہے۔ کتنی دل کش ہے۔ کتنی دل لبھانے والی ہے۔ اور کتنی متاثر کن ہے۔ کبھی غور کیا آپ نے اس دیا کی رعنائیوں پر۔ دن رات کا نظارہ۔ دن نکلتا ہے۔ تو مشرق سے سورج ابھرتا ہے اور پھر مغرب میں غروب ہونے کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ اور پھر آسمان پر ستارے جگمگانے لگتے ہیں۔ پھر چاند نکل آتا ہے اور پھر رات کو چاند کی چاندنی کا نظارہ توبہ توبہ تو یہ کتنا خوشربا۔ ٹھنڈا اور پرسکون منظر ہوتا ہے۔ یہ زمین۔ یہ پہاڑ۔ یہ دریا۔ یہ ندی نالے۔ یہ ہوائیں۔ یہ بادل اور یہ بارش۔ یہ

Marfat.com

صحرا۔ یہ میدان ۔ یہ سمندر ۔ پھر زمین کے اوپر پائے جانے والے رنگ برنگ پھل پھول ۔ درخت ۔ پرندے ۔ چرندے ۔ اور چوپائے اور پھر زمین اور سمندر کے اندر کے خزانے پٹرول ۔ تیل ۔ گیس ۔ سونا چاندی لوہا اور دیگر معدنیات یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے انسان کے مستفید ہونے کے لئے پیدا کیا ہے ۔ انسان اگر اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کا شمار کرنا شروع کرے تو یہ اس قدر زیادہ ہیں کہ انسان کی اس جنم کی زندگی تو کیا ایسی کئی زندگیاں بھی مل جائیں تب بھی ان کا شمار نا ممکن ہے ۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس دنیا میں انسان خود بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارنا شروع کر دیتا ہے ۔ بہت کچھ بناتا ہے ۔ بہت کچھ جمع کرتا ہے ۔ مکان زمین خریدتا ہے ۔ کوٹھی بنگلے حویلیاں بناتا ہے ۔ کھیت کھلیان باغات بناتا ہے ۔ بنک بیلنس بناتا ہے ۔ سونا چاندی ۔ ہیرے جواہرات جمع کر کے تجوریاں اور بنک لاکرز بھرتا ہے اولاد پیدا کرتا ہے ۔ اپنے سینہ میں دل کو پتھر کا بنا لیتا ہے اور پھر کھلے عام لوگوں کا مال غصب کر لیتا ہے ۔ کسی کے حقوق پر ڈاکہ ڈالتا ہے کسی کے ساتھ دھوکہ اور ٹھگی کرتا ہے ۔ پروفیشنل ٹیکس ۔ انکم ٹیکس ۔ پراپرٹی ٹیکس اور دوسرے ٹیکس چوری کر کے حکومت کو بھی نقصان پہنچاتا ہے ۔ سر عام جعلی ڈگریاں آویزاں کر کے اللہ کی مخلوق کو فریب دھوکہ کر کے فیس اور معاوضہ کے نام پر ناجائز مال ہتھیاتا ہے ۔ غرضیکہ ہر طرح کے ناجائز ذرائع استعمال کر کے دولت اکٹھی کر کے بڑے بڑے پلازے بناتا ہے ۔ کسی کو ہسپتال کا نام دیتا ہے ۔ کسی کو شاپنگ سنٹر کا نام دیتا ہے ۔ مزید یہ کہ اپنی اس ہوس کو غریب عوام کی بھلائی اور بہتری کا نام دیکر اللہ تعالیٰ اور مخلوق اللہ کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتا ہے ۔ دنیا میں اسے کسی کا ڈر نہیں ہوتا بلکہ یہ سب کچھ کر کے وہ بہت خوش

Marfat.com

ہوتا ہے۔ کہ اس نے اپنی عقل اور ہمت سے اس دنیا میں یہ سب کچھ اکٹھا کر لیا ہے اپنے لئے اپنی اولاد اور آنے والی اپنی نسل کے لئے کتنا کچھ کما لیا ہے۔

مگر دوستو انسان اس بات سے بالکل بے خبر ہوتا ہے۔ کہ ایک دن یہ سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ انسان مر جائے گا۔ ہر چیز مقررہ وقت پر فنا ہو جائے گی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی سورۃ ال عمران آیت نمبر 18 میں ارشاد فرمایا ہے۔

كُلُّ نِفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْةُ

ترجمہ:۔ ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

مزید ایک جگہ سورت عنکبوت آیت نمبر 57 میں فرمایا ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ..ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ○

ترجمہ:۔ ہر جی کو موت کا ذائقہ چکھنے کے بعد پھر ہمارے پاس آنا ہے۔

دوستو اس دنیا میں کسی نے ہمیشہ کے لئے نہیں بیٹھے رہنا ہے۔ ہر ذی حیات موت کی طرف مسلسل رواں دواں ہے۔ اسے ایک نہ ایک دن مرنا ہے، اور اپنے کئے ہوئے اعمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ شانہ کے سامنے جوابدہ ہونا ہے۔ اس دنیا سے انسان اسی طرح خالی ہاتھ جائے گا۔ جسطرح ماں کے پیٹ سے خالی آیا تھا۔ اس دنیا میں کمایا ہوا۔ اکٹھا کیا ہوا مال و دولتِ اولادِ رشتہ دار دوست احباب اسکو بہت چاہنے والے کوئی بھی اس کے ساتھ قبر میں نہ جائے گا۔ بلکہ اکیلے ہی قبر میں جائے گا۔ اگر کوئی چیز ساتھ جانا ہے۔ تو بس اس کے اعمال جو اس نے دنیا میں رہ کے کئے تھے۔ اچھے یا بُرے اور ان اعمال پر ہی اسکی کامیابی یا ناکامی انحصار ہے۔ انسان نے زندگی میں جن

Marfat.com

جن لوگوں کے لئے ناجائز کام کئے۔ جنکے لئے دھوکہ فراڈ ٹھگی بے ایمانی کرتا رہا اور مال و دولت کے انبار اکٹھے کرتا رہا کوئی بھی مدد نہ کرسکے گا۔

اب اگر کوئی انسان چاہتا ہے۔ کہ اسکی ملاقات اللہ تعالیٰ شانہ سے بہت اچھے انداز میں ہو تو اسے چاہیے کہ مرنے سے پہلے دنیا میں نیک اعمال کرے۔ نیک اعمال کی نشاندہی بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں و رسولوں اور نبیوں اور الہامی کتابوں کے ذریعے کر دی ہے۔ اس سلسلہ میں نبی آخر زمان حضرت محمد ﷺ اور آخری کتاب قرآن پاک انسان کی مکمل رشد و ہدایت کے لئے بھیجی۔ ارشاد ربانی سورۃ الانبیاء آیت نمبر 107,106 میں ہے۔

اِنَّ فِیۡ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوۡمٍ عٰبِدِیۡنَ ○ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ○ الانبیآء

ترجمہ: بے شک یہ قرآن کافی ہے۔ عبادت والوں کے لئے اور ہم نے آپکو سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اسکے ساتھ ساتھ انسان کو اچھائی اور برائی کا شعور بھی دے دیا اور نیکی اور بدی کے راستے بھی قرآن پاک میں بتا دیئے۔ اسطرح اللہ تعالیٰ نے فطرت انسانی کے اندر انصاف اور ظلم۔ خیر و شر نیکی اور بدی کے درمیان امتیاز اور فرق کرنے کا ملکہ بھی رکھ دیا۔ اور کوئی ذی شعور انسان اس فرق کے تصور سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ انسان خیر و شر کے امتیاز کے باعث اپنی ذات اور اپنے اعمال کا خود محتسب ہے۔ اپنے اعمال کے نفع و نقصان کو خوب جانتا ہے۔ اسی لئے اپنے اعمال کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔ اور سزا و جزا مقرر کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ رب العزت نے قرآن سورۃ الشّمس آیت نمبر

Marfat.com

8 میں ارشاد فرمایا۔91/8

فَأَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا○

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ نے نفس انسانی کے اندر برائی اور اچھائی دونوں کا شعور ودیعت کر دیا ہے۔ایک اور مقام پر سورۃ البلد آیت نمبر 10 میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَھَدَیْنٰهُ النَّجْدَیْنِ○

ترجمہ: پس ہم نے انسان کو نیکی اور بدی کے دونوں راستے دکھا دیئے ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورۃ قیام 75 آیت نمبر 14 میں فرمایا ہے۔

بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ○

ترجمہ: بلکہ انسان اپنے نفس اعمال پر خوب نظر رکھتا ہے۔

ایک اور مقام پر سورۃ القریم آیت نمبر 7 میں ارشاد ہوتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْلُوْنَ.

ترجمہ: بیشک تمہیں تمہارے کیئے کی جزا وسزا ضرور ملے گا۔

ایک اور مقام پر سورۃ ال عمران آیت نمبر 25 میں ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ: اور ہر نفس کو اس کے اپنے کسب کا بدلا مل کر رہے گا۔

دوستو اللہ تعالیٰ نے کتاب قرآن پاک بھیجا تاکہ اس کتاب پر غور وفکر کر کے اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے نیک اعمال پر عمل کرے۔ان لوگوں کی راہ اختیار کرے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام واکرام فرمائے۔اس کے لئے بیشک معاشرہ کوئی رکاوٹ پیدا کرے۔ ماں باپ۔رشتہ دار۔ اولاد۔ دوست احباب حکومت وقت کسی قسم کی رکاوٹ بنے یا روڑے اٹکائے۔مشکلات پیدا کرے مگر انسان ان کی پرواہ کئے بغیر

Marfat.com

اللہ کی راہ میں آگے بڑھتا جائے ۔رکاوٹیں ۔مشکلات پیدا کرنے والوں سے رابطہ و تعلق منقطع کرتا چلا جائے ۔مگر اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے اور اس کی رضاء حاصل کرنے کیلئے نیک اعمال کرتا چلا جائے ۔قرآن پاک میں سورۃ ال عمران آیت نمبر 104 میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ.

ترجمہ: اور تم میں ایک جماعت (مسلمان) ایسی ہونی چاہیے ۔کہ وہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری بات سے منع کریں ۔اور یہی لوگ مراد کو پہنچیں گے ۔آگے چل کر اللہ تعالیٰ شانہ نے اسی سورۃ ال عمران آیت نمبر 110 میں فرمایا ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ.

ترجمہ: تم بہتر ہو ان سب امتوں میں سے جو لوگوں میں پیدا ہوئیں ۔تم لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو ۔اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو ۔اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لئے زیادہ اچھا ہوتا ۔اللہ تعالیٰ رب العزت نے مزید ایک جگہ سورۃ ال عمران آیت نمبر 85 میں ارشاد فرمایا۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ.

ترجمہ: اور جو کوئی اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا ۔وہ ہرگز اس سے قبول نہ ہو

Marfat.com

گا۔اور وہ آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا۔اسی طرح اللہ تعالیٰ رب العزت نے سورۃ البقرہ آیت نمبر 82 میں ارشاد فرمایا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ.

ترجمہ: اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ جنت والے ہیں۔انہیں ہمیشہ اس میں رہنا ہے۔اللہ تعالیٰ شانہ نے ایک اور جگہ سورۃ ھود آیت نمبر 23 میں ارشاد فرمایا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْا اِلٰى رَبِّهِمْ اُولٰئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ.

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اچھے کام کئے اور دل سے اپنے رب کی طرف جھکے وہ جنت والے ہیں۔وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ رب العزت نے سورۃ الحشر آیت نمبر 18 میں ارشاد فرمایا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ.

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص دیکھ بھال لے کہ کل قیامت کے واسطے اس نے کیا ذخیرہ بھیجا ہے۔اور اللہ سے ڈرتے رہو۔بیشک اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کی سب خبر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مزید سورۃ المائدہ آیت نمبر 9 میں ارشاد فرمایا۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ.

Marfat.com

ترجمہ: ایمان والے نیکوکاروں سے اللہ کا وعدہ ہے۔ کہ ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

دوستو نیک عمل کرنے والے لوگوں کا مقصد حیات ہی یہ ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اصولوں اور قانون پر عمل کر کے اس دنیاوی امتحان میں پاس ہو جائیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ شانہ سے ملاقات ہو تو اللہ تعالیٰ کہے کہ اے میرے بندے تم نے دنیا میں نیک کام کیئے ہیں۔ میرے بتائے ہوئے رستہ کو اختیار کیا ہے۔ میرا قانون مانا ہے۔ اور مجھے خوش کر دیا ہے۔ اب میں تمہیں خوش کر دونگا۔ مریے بندے اب بتا تیری رضاء کیا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ ہی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ ایک وہ لوگ ہوں گے۔ جن کے اعمال بے شمار ہوں گے۔ بے شمار نمازیں پڑھیں ہوں گیں۔ برا صدقہ اور خیرات دی ہوگی۔ بہت روزے رکھے ہوں گے۔ حج کیئے ہوں گے۔ لوگوں کے ساتھ ہمدردی کی ہوگی۔ اعمال کے ڈھیر ہوں گے۔ مگر جب ہمارے سامنے آئیں گے تو ہم بالکل نہیں تولیں گے بلکہ ریت کے ذرات کی طرح سب اڑا دیں گے۔ ان کے اعمال کو بالکل نہ دیکھا جائے گا۔ یہ وہ بدنصیب ہوں گے۔ جن کا عقیدہ درست نہ تھا۔ جن کا ایمان درست نہیں تھا۔ اللہ کے ساتھ معاملات درست نہیں تھے۔ نہ توحید کے قائل نہ سنت رسول کے اتباع کرنے والے۔ نہ رسول ﷺ کی سنت کا عقیدہ درست تھا۔ جب تک عقیدہ درست نہ ہوگا۔ اعمال نہ تولیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاحزاب آیت نمبر 57 میں فرمایا۔

اَنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ

Marfat.com

عَذَابًا مُّھِینًا.

ترجمہ: بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ دنیا اور آخرت میں اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذات تیار کر رکھا ہے۔

دوستو ذرا غور فرمائیں اللہ تعالیٰ رب العزت نے کتنے واضح الفاظ میں بتا دیا ہے۔ کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات فرمودات کی نافرمانی کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی اور رسول اللہ ﷺ کو ایذا رسانی کا سبب بنتے ہیں۔ مسلمان کے گھر پیدا ہو جانے اور مسلمانوں والا نام رکھ کر نام کو مسلمانوں کی فہرست میں اپنا نام تو لکھوا لیا۔ مگر نیک اعمال نہ کر کے اپنے کو امتحان میں فیل کر لیا۔

اب قیامت آنے والی ہے۔ مرنے کے بعد اٹھنا ہے۔ اعمال کا حساب یقیناً ہونا ہے۔ ہر ایک کو اس کے کئے کی جزا و سزا بے شک ملنی ہے۔ دنیا کی لذتوں میں مشغول ہو کر آخرت کو مت بھول جاؤ۔ اور شیطان یعنی تمہارے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالے گا کہ گناہ کتنا مزہ دار ہے۔ اس کا بھرپور مزہ اٹھا لو۔ تمہیں راہ مستقیم سے ہٹا دے گا۔ اس کے فریب سے ہوشیار رہو۔ اور ہمشیہ توبہ استغفار کرتے رہو۔ اور عمل صالح کی طرف گامزن رہو۔ اور اللہ رب العزت کی اطاعت اور حضور نبی کریم ﷺ کی اتباع میں زندگی گزرانے کی کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاعراف آیت نمبر 8 میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَالْوَزْنُ یَوْمَئِذِ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُہٗ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ.

ترجمہ: اور اس دن تول ضرور ہونا ہے۔ تو جن کے پلے بھاری ہوئے وہی مراد کو پہنچے گے۔

Marfat.com

قیامت کوئی وہم یا محض خیال نہیں ہے ۔ بلکہ قیامت ایک حقیقت ہے۔ آخرت پر یقین اور پختہ عقیدہ لازمی ہے۔جن کو قیامت میں شک ہے۔وہ غلطیوں پر غلطیاں کرتے جاتے ہیں۔مگر دوستو ڈرو اس دن سے اور اپنے معاملات درست کر لو۔آج جمعہ کا دن ہے۔اور قیامت بھی جمعہ کے دن آنا ہے۔وہ دن کیا ہوگا۔اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک سورۃ یٰسین آیات نمبر 51 تا 53 میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَاهُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ۝

ترجمہ: اور پھونکا جائے گا صور جبھی وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑتے چلیں گے۔کہیں گے ہائے ہماری خرابی کس نے ہمیں سوتے سے جگا دیا۔یہ ہے وہ جس کا رحمٰن نے وعدہ دیا تھا۔اور رسولوں نے حق فرمایا۔وہ تو نہ ہوگی مگر ایک چنگاڑ وہ سب کے سب ہمارے حضور حاضر ہو جائیں گے۔اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا۔

اس دن آسمان پھٹ جائیں گے۔سورج لپیٹ دیا جائے گا۔ستارے ٹکرا ٹکرا کر زمین پر چھڑ جائیں گے۔یہ پہاڑ زمین کی ریزہ ریزہ ہو کر ریت کے ذروں کی طرح اڑ جائیں گے۔ کائنات پر تاریکی چھا جائے گی۔ قبریں پھٹ جائیں گیں۔زمین سارے خزانے اگل دے گی۔ زمین کا ذرہ ذرہ بول اٹھے گا۔لوگ روئیں گے کہ اے مٹی تو پہلے تو کبھی نہ بولتی تھی۔زمین کہے گی مجھے اب اللہ تعالیٰ نے بلوایا ہے۔سورت المرسلت آیت نمبر 8,9,10,12

فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ

Marfat.com

8-جب تاروں کی چمک جاتی رہے۔

وَاِذَاالسَّمَآءُ فُرِجَتْ

9-اور جب آسمان پھٹ جائے۔

وَاِذَاالْجِبَالُ نُسِفَتْ

10-اور جب پہاڑ اڑے اڑے پھریں۔

لِاَیِّ یَوْمٍ اُجِّلَتْ

12-فیصلہ کے دن۔

ارشاد ربانی سورۃ اسرائیل آیت نمبر 71 میں فرمایا ہے۔

یَوْمَ نَدْعُوا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِھِمْ فَمَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَہٗ بِیَمِیْنِہٖ فَاُولٰٓئِکَ یَقْرَءُوْنَ کِتٰبَھُمْ وَلَا یُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا.

ترجمہ: جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے جو اپنا نامہ داہنے ہاتھ میں دیا گیا۔ یہ لوگ اپنا نامہ پڑھیں گے۔ اور دھاگہ بھر حق نہ دبایا جائے گا۔

ایک مزید جگہ سورۃ۔۔۔۔۔ آیت نمبر۔۔۔۔۔۔ میں ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ: جس نے رائی کے دانے کے برابر نیکی کی ہوگی۔ وہ ضائع نہ کرونگا بلکہ دکھادوں گا۔ اسی طرح جس نے ذرہ برابر شر کیا ہوگا۔ وہ بھی دکھادوں گا۔

اب یہ انسان کہے گا۔ اے اللہ میں جب لوگوں کے لئے بڑے کام کرتا رہا جن کے لئے فراڈ ٹھگی کرتا رہا۔ جن کے لئے ظلم کرتا رہا اور جن کے لئے مال و دولت بناتا رہا۔ ان سب کو پکڑ لے۔ میرے بیوی بچوں کو پکڑ لے۔ میرے دوست احباب

Marfat.com

کو پکڑ لے سب کو پکڑ لے مگر مجھے چھوڑ دے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ نہیں ہو سکتا تیری بجائے دوسروں کو نہیں پکڑا جائے گا۔ قرآن پاک میں سورۃ الحکم التکاثر میں ذکر ہے۔ کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔ یہ نعمتیں کس طرح استعمال کیں۔ ان نعمتوں کا کیا حق ادا کیا اور اس میں اللہ کی رضاء کی کیا خدمت ادا کی۔ ایک دوسری جگہ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر۔۔۔ میں ارشاد فرمایا۔

یعنی کان۔ آنکھ۔ دل کے متعلق بھی انسان سے پوچھا جائے گا۔ کہ ان چیزوں کا استعمال کہاں اور کس طرح کیا۔ تیرے بدن کو تندرستی کی نعمت عطا فرمائی اس تندرستی کا کیا حق ادا کیا اور اس میں اللہ کی رضاء کی کیا خدمت ادا کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں دوزخ میں کون جائے گا۔ قرآنِ پاک پڑھ کر دیکھئے۔ جس نے اپنی دنیا کو اپنی آخرت پر ترجیح دی وہ دوزخ میں جائے گا۔ اور تو نے خود اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔ جو قیامت کے دن کا مالک ہے۔ اس دن میزان ہو گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کو ہمیشہ یاد رکھو اللہ تعالیٰ شانہ سے گڑگڑا کر دعا کرو۔ کہ آخرت پر پختہ یقین عقیدہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آخرت والا دن آئے تو اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت فرمائیں۔ ورنہ معاملہ بڑا اوکھا اور گمبھیر ہے۔

Marfat.com

قرآنی ریاست، معیشت اور ثقافت

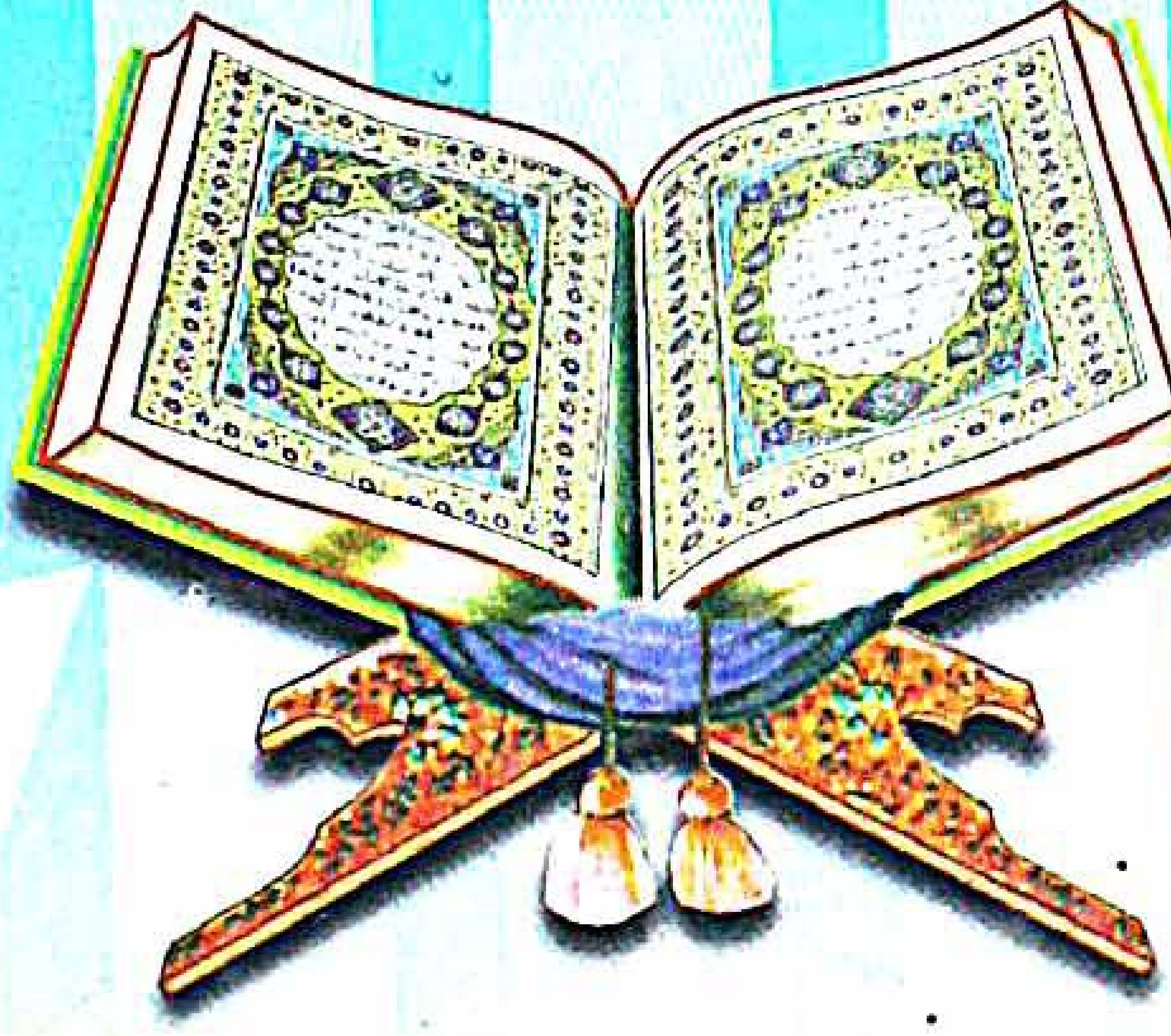

مصنف: حاجی افتخار احمد شیخ کشمیری
ایڈووکیٹ ہائیکورٹ

Marfat.com